

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228214

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۸

Accession No. U 302

Author

۲-۱
صبر-میر تقی
ذکر صبر

Title

This book should be returned on or before
last marked below.



ذکر میر

لفی حشرت میر تقی میر کی خود نوشت سوانح عہری (

مترتبہ

مولوی عبدالعق صاحب بی۔ اے (علیگ)

سنہ ۱۹۲۸ ع

انجمن اُردو پریس - اورنگ آباد (دکن)

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
الف-ر	• مقدمہ	
۱	حمد	۱
۲	نعمت	۲
۳	سبب تالیف ذکر میسر	۳
۳	بزرگان مہر کا ورود ہند اور قیام دکن و اکبر آباد	۴
۴	میسر صاحب کے باپ کا ذکر	۵
۵	باپ کی اپنے پیر سے گفتگو دربارہ یزید	۶
۵	باپ کی تلقین عشق	۷
۷	باپ کی سیرت اور ان کے نصائح	۸
۹	لاہور کا جانا اور ایک ریاکار درویش کی ملاقات	۹
۱۰	شاہجہاں آباد دہلی میں آنا	۱۰
۱۲	باپ کی نظر حقیقت اثر کا ایک نوجوان پر اثر خاص	۱۱
۱۳	شادی کی مذمت	۱۲
۱۴	نوجوان کی وادفتگی اور بیوی سے بیزاری	۱۳
۱۴	میرعلی متقی کی تلاش میں نوجوان کی سرگردانی	۱۴
۱۶	نوجوان کا آگرہ پہنچ کر باریاب ہونا	۱۵
۱۷	دنہا فانی اور جسم ناپائدار ہے اس پر ارشاد مرشد	۱۶
۱۸	فقر اور غذا کا فرق و امتیاز	۱۷
	نوجوان کی تکمیل ریاضت و شہرت، عروس نو	۱۸
۱۹	کی دق میں وفات	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	میر صاحب بعمر ہفت سالگی اور نوجوان کی	۱۹
۲۰	رفاقت و محبت	
۲۰	نوجوان کامل کی نظر معرفت اثر کا اثر ایک لڑکے پر	۲۰
۲۲	لڑکے کی بہتابی و سراسیمگی	۲۱
۲۴	میر صاحب کے چچا کی ایک درویش سے عقیدت	۲۲
۲۵	میر صاحب چچا کے ساتھ اُن بزرگ کے ہاں جاتے ہیں	۲۳
۲۵	درویش کی پھشپھن گوئی میر صاحب کے حق میں	۲۴
۲۶	پند و مو عظمت درویشی	۲۵
۳۲	صوبہ دار شہر کا ملاقات کو آنا اور اُس کو نصیحت	۲۶
۳۳	ایک گوئیے لڑکے کا آنا اور درویش کو زہر دینا	۲۷
۳۵	بایزید درویش کی ملاقات	۲۸
۳۶	بایزید کے کلمات پند	۲۹
۳۸	دوسری ملاقات	۳۰
۴۳	تیسری ملاقات اور درویش کی وفات	۳۱
۴۷	میر تقی کے کلمات معرفت	۳۲
۴۹	حفظ قرآن عم بزرگوار	۳۳
۴۹	نقل عجیب و پیشین گوئی وفات میر متقی	۳۴
۵۱	مسئلہ رویت میں گفتگو	۳۵
۵۱	بیماری و وفات عم بزرگوار	۳۶
	میر تقی نے اپنا لقب عزیز مردہ رکھا۔ مہر صاحب	۳۷
۵۴	کا رنج والہ	
	احمد بیگ جوان کا آنا اور ارادہ حج کو ترک کر کے	۳۸
۵۵	مرید ہونا اور کسب و ریاضت کے بعد حج کو جانا	
۵۷	وفات مہر محمّد تقی	۳۹
۶۰	بے سروتی برادر	۴۰
۶۶	حقیقت من دل ریش ' بعد واقعہ درویش	۴۱
	میر صاحب کا دہلی جانا اور امیر الامرا کا	۴۲
۶۲	روزنامہ مقرر کرنا	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	امیرالاسرا کے انتقال کے بعد میر صاحب کا دوبارہ	۴۳
۶۳	دہلی جانا اور اُن کے ماموں سراج الدین علی خان	
۶۴	آرزو کی بد سلوکی	
۶۴	میر صاحب کی حالت مجنونانہ	۴۴
۶۵	اطبا کے معالجے سے میر صاحب کا صحت پانا	۴۵
۶۶	میر جعفر سے تعلیم حاصل کرنا	۴۶
۶۷	پہنچتے میں سید سعادت علی کی شاگردی	۴۷
۶۷	رعایت خان کا توسل	۴۸
۶۸	شاہ درانی کا دلی پر حملہ کرنا اور شکست کھانا	۴۹
	محمد شاہ کا انتقال اور احمد شاہ کا تخت	۵۰
۶۸	نشین ہونا	
۶۹	صفدر جنگ کی وزارت	۵۱
	سادات خان ذوالفقار جنگ اور بخت سنگھ	۵۲
۷۰	کی نزاع	
۷۰	میر صاحب کی نازک مزاجی	۵۳
۷۱	نواب بہادر کی ملازمت	۵۴
۷۱	جنگ وزیر با افغانان	۵۵
۷۱	فیروز جنگ کی وفات اور میر صاحب کا مطول پڑھنا	۵۶
	نواب بہادر کا قتل، میر صاحب کی بیکاری اور	۵۷
۷۲	سہا نرائین دیوان وزیر کی ملازمت	
	وزیر کی بغاوت اور بادشاہ اور وزیر میں جنگ	۵۸
۷۲	اور وزیر کی شکست	
	ماموں کی ہمسائگی چھوڑ کر امیر خان کی حویلی	۵۹
۷۳	میں سکونت اختیار کی	
۷۵	راجہ جگل کشور کی قدر دانی اور شاگردی	۶۰
۷۵	راجہ ناگرمیل کا عہدہ نہایت وزارت پر سو افرار ہونا	۶۱
۷۶	شاہ درانی کا دوسرا حملہ	۶۲
	راجہ ناگرمیل کا مصلحت سے فوج دکن کو شہر	۶۳
۷۷	سے نکال دینا	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	راجہ جگن کشور سے شکایت روزگار اور راجہ کا میر صاحب کو تسلی دینا اور کچھہ مدت کی پریشانی کے بعد قدر دانی	۶۴
۷۸	چند سانحہات کا اجمالی ذکر	۶۵
۸۰	فوج دکن کی چڑھائی دلی پر	۶۶
۸۱	دھوکے سے بادشاہ عالمگیر ثانی اور انتظام الدولہ خان خانان کا قتل	۶۷
۸۱	درانیوں کا دکنیوں کو شکست دینا	۶۸
۸۳	درانیوں کے ہاتھوں شہر کی تباہی	۶۹
۸۵	درانیوں سے دکنیوں کی جھڑپ	۷۰
۸۸	بھاو سردار دکن کا فوج لے کر آنا	۷۱
۸۹	میر صاحب کا راجہ کے ساتھ کاماں جانا اور پریشانیء حال	۷۲
۹۱	درانیوں اور دکنیوں کی مشہور خونریز جنگ	۷۳
۹۳	پانی پت میں	
	راجہ کی وساطت سے شجاع الدولہ کی صفائی وزیر درانی سے	۷۴
۹۸	درانیوں کے حملے سے دلی کی خرابی اور غارت گری کی پر درد داستان	۷۵
۹۹	میر صاحب کا آگرے جانا	۷۶
۱۰۳	قاسم علی خان ناظم بنگالہ سے شجاع الدولہ کی بد عہدی	۷۷
۱۰۴	جنواہر سنگھہ کی دست درازی اور نجیب الدولہ کی گوسمالی	۷۸
۱۰۶	حقیقت حال لشکر بادشاہ و وزیر	۷۹
۱۱۰	دکنیوں کی شکست پر شکست اور ملہار راو کا شکستہ دل ہو کر وفات پانا	۸۰
۱۱۴		

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	دکنیوں اور جواہر سنگھ کی لشکر آرائی - شاہ درانی کی آمد کی خبر سنکر دشمنوں کا صلح کر کے بھاگ جانا	۸۱
۱۱۵	شاہ درانی کا ستلج کے اس طرف تک آنا اور سکھوں کے ہاتھوں سے تنگ آکر واپس جانا	۸۲
۱۱۶	جواہر سنگھ، راجہ مادھوراؤ میں تنازع اور جنگ	۸۳
۱۱۷	راجہ مادھوراؤ کا بھوسار ہوکر مرجاٹا اور لڑائی کا خاتمہ	۸۴
	جواہر سنگھ کا قتل، اُس کے بیٹے کی جانشینی اور مارا جانا، کھپیری سنگھ کا جانشین ہونا	۸۵
۱۱۸	ابتدی اور خانہ جنگی	
	میر صاحب کا راجہ کی جانب سے بطور ایلچی بادشاہ کے لشکر میں جانا اور عہد و پیمانہ کرنا۔	۸۶
۱۲۱	راجہ سے شکر رنجی	
۱۲۱	سندھیا کی قوت اور بادشاہ کی ذلت	۸۷
	میر صاحب کا لشکر شاہی کے ہر سرکردے پاس جانا اور مایوس ہونا	۸۸
۱۲۲	بادشاہ کو بھڑکا کر دکنیوں سے لڑنا اور ناکام رہنا	۸۹
۱۲۳	شہر کا سلامت رہنا	۹۰
۱۲۵	مغلوں کا شہر بدر ہونا اور دکنیوں پاس چلے جانا	۹۱
۱۲۷	بادشاہ حسام الدین خان کا مغلوں کے حوالے کر دینا	۹۲
	نجف خان کا بادشاہ کی راے سے جاتوں پر حملہ کرنا اور کامیاب ہونا	۹۳
۱۲۸	بادشاہ ملک کا تیسرا حصہ دینے پر مجبور ہوا	۹۴
۱۳۱	عبدالاحد خان سکھوں سے مل کر راجہ پتھالہ پر حملہ کرتا ہے اور پھر صلح کر لیتا ہے	۹۵
۱۳۲	نواب شجاع الدولہ قندھار فرنگیوں کے پاس جاتا ہے اور وہ از روے سروت کڑے و الہ آباد واپس دے دیتے ہیں	۹۶
۱۳۳		

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۳۳	شجاع الدولہ افگریزوں کی مدد سے روہیلوں پر حملہ کرتا ہے اور فتح پاتا ہے	۹۷
۱۳۵	میر صاحب کی خانہ نشینی	۹۸
۱۳۵	وفات شجاع الدولہ	۹۹
۱۳۶	وفات مختار الدولہ اور حسن رضا خان کی نہایت	۱۰۰
۱۳۶	بادشاہ کی طلبی پر نجف خان کا آنا اور عبدالاحد خان کا گرفتار کرنا اور اُس کا مرض سل میں مبتلا ہونا	۱۰۱
۱۳۶	آصف الدولہ کا میر صاحب کو طلب کرنا	۱۰۲
۱۳۸	نواب آصف الدولہ سے ملاقات	۱۰۳
۱۳۹	دہلی میں نجف خان کا انتقال اور مرزا شفیق کی وزارت	۱۰۴
۱۴۰	گورنر کا لکھنؤ آنا، اُس کا استقبال اور مہمانداری	۱۰۵
۱۴۳	بادشاہ کو فرنگیوں سے ملانے کے لئے اکبر آباد لانا	۱۰۶
۱۴۵	شہزادہ جواد بخت کا نواب وزیر اور فرنگیوں کے پاس آنا	۱۰۷
۱۴۶	گورنر کا واپس کلکتہ جانا اور شاہزادے کو واپس بھج دینا	۱۰۸
۱۴۶	میر صاحب کا نواب وزیر کے ساتھ شکار میں جانا اور شکار نامہ موزوں کرنا	۱۰۹
۱۴۷	مرہٹوں کا تسلط	۱۱۰
۱۴۸	غلام قادر کا جور و ستم اور بادشاہ کی آنکھیں نکال لینا	۱۱۱
۱۵۰	عبرت و خاتہ	۱۱۲
۱۵۱		



مقدمہ

میر تقی میر اردو کے ان چند مسلم اساتذہ میں سے ہیں جن پر اردو ادب کو ہمیشہ ناز رہے گا۔ اہل ذوق میر صاحب کے کلام کو سرا اور آنکھوں سے لگاتے ہیں اور پڑھ پڑھ کر سر دہنتے ہیں۔ جب تک یہ زبان دنیا میں قائم ہے یہ ذوق کبھی نہ ہوگا۔ میر صاحب خود بھی اسے سمجھتے تھے، کیا کہہ گئے ہیں —

جانے کا نہیں شور سخن کا مجھے ہرگز

ناحشر جہاں میں مرا دیواں رہے گا

یہ محض شاعرانہ تعمیلی نہیں، حقیقت حال ہے جس سے کسی

کو انکار نہیں ہو سکتا —

اردو ادب کے شائقین میں کون ایسا ہوگا جو اس باکمال شاعر

کے حالاتِ زندگی کا مشہق نہ ہوگا، جس نے اردو شاعری کو (غزل کی

حیثیت سے) اُنتہائے کمال تک پہنچا دیا تھا اور جس کے بعد

اُسے پھر یہ رتبہ کبھی نصیب نہ ہوا۔ پھر حالات خود اس کے اپنے

لکھے ہوئے۔ آپ بیتی میں جو مزہ ہے وہ جگ بیتی (تاریخ) میں

کہاں۔ مورخ ہزار بے لاگ ہو اور تحقیق و تلاش میں سر مارے، آپ

بیتی کے لکھنے والے کو نہیں پہنچ سکتا۔ بعض اوقات اس کے ایک

بے ساختہ جملے سے وہ اسرار حل ہو جاتے ہیں جو مدتوں تاریخوں

کی ورق گردانی کے بعد بھی میسر نہیں ہوتے۔ اگر ہر شخص جس

نے دنیا دیکھی بھالی ہے اور کچھ کہا بھی ہے اپنی بیتی آپ

لکھ جایا کرے تو ادب کے خزانے میں یہ جواہرات انمول ہوں۔

(ب)

ذکر مہر ایسا ہی انمول موتی ہے —

اردو میں شعرا کے تذکروں کی کچھہ کسی نہیں، اور کونسا تذکرہ ہے جس نے مہر صاحب کا ذکر نہ کیا ہو اور ان کی تعریف کے پل نہ باندھے ہوں مگر حالات کے نام سے وہی چند باتیں ہیں جن سے نہ دل سپر ہوتا ہے اور نہ تحقیق کی یہاں بجھتی ہے۔ بعض ان میں سے مہر صاحب کے ہم عصر اور جان پہچان والے بھی ہیں اور بعض ان کے معتقد بھی، لیکن وہ کلام کی تعریف کو حالات کی تحقیق پر زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے خیال سے یہ بے بھی صحیح؛ آدسی فانی ہے کلام باقی ہے۔ مگر کلام کو آدسی سے جو نعلق ہے وہ کیونکر جدا ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ مہر صاحب کے متعلق بہت سی سنی سنائی، غلط سلط روایتیں چلی آتی ہیں جن کے پرکھنے کی کوئی کسوٹی نہ تھی۔ اب ذکر مہر کی بدولت بہت سی باتیں جو اندھیرے میں تھیں اُجالے میں آگئیں۔۔۔

جیسا کہ اُس زمانے میں رواج تھا، مہر صاحب نے یہ کتاب فارسی میں لکھی ہے۔ ان کا تذکرہ نکات الشعرا بھی فارسی ہی میں ہے، لیکن ذکر مہر کی زبان زیادہ رنگین، شیریں اور فصیح ہے، کہیں کہیں مستجع اور مقفی ہوگئی ہے مگر سادگی اور بے ساختہ پن اس کا اصلی حسن ہے جو شروع سے آخر تک جلوہ نما ہے۔ جگہ جگہ اپنے والد اور دوسرے بزرگوں کے قول یا ان کی پند و موعظہ یا گفتگو جو سراسر حقانیت اور اخلاق سے منسلو ہے ایسی پاکیزہ زبان میں اور ایسے موثر طریقے سے بیان کی ہے کہ کتاب میں خاص لطف پیدا ہو گیا ہے۔

مہر صاحب کو (جیسا کہ کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا) لڑکپن ہی میں یتیمی کا داغ سہنا پڑا اور ظالم پیرت انہیں وطن سے دلی کھینچ لایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سلطنت مغلیہ کے اقبال کا آفتاب گہنارہا تھا۔ اور عقل و ہمت اور اخلاق و استقلال اہل ملک سے رخصت ہو چکے تھے۔

”لکھنؤ اور پچھہ ہندوستان کی جان اور سلطنت مغلیہ کی راج دہانی

(ج)

نہی مگر ہر طرف سے آفات کا نشانہ تھی۔ اس کی حالت اسی عورت کی سی تھی جو بیوہ تو نہیں پر بیواؤں سے کہیں دکھہاری ہے۔ الوالعزم تیمور اور بابر کی اولاد اُن کے مشہور آفاق تخت پر بے جان تصویر کی طرح دھری تھی؛ اقبال جواب دے چکا تھا ' ادبار و انحطاط کے سامان ہو چکے تھے اور سیاہ رو زوال گردو پیش منقہ لارہا تھا؛ بادشاہ سلامت دست نگر اور امہر امراضمحل اور پردیشان تھے۔ سب سے اول نادر شاہ کا حملہ ہوا حملہ کیا تھا خدا کا قہر تھا۔ نادر کی بے یقینا تلوار اور اس کے سپاہیوں کی ہوس ناک غارت گری نے دلی کو نوچ کھسوت کے ویران و برباد کر دیا تھا۔ ابھی یہ کچھ سنہلنے ہی پائی تھی کہ چند سال بعد احمد شاہ درانی کی چڑھائی ہوئی؛ پھر مرہٹوں، جاٹوں، دھیلوں نے وہ اودھم مچایا کہ رہی سہی بات بھی جاتی رہی۔ فرض ہر طرف خود فرضی، خانہ جنگی، طوائف السلوکی اور ایتری کا منظر نظر آتا تھا۔ یہ حالات میر صاحب نے اپنی آنکھوں دیکھے اور دیکھے ہی نہیں، اُن کے چر کے سہے اور ان انقلابات کی بدولت ناکام شاعر کی قسمت کی طرح ٹھوکر پیں کھاتے پھرے۔ یہ دلی کے اقبال کی شام تھی جس کی سکتراپ تک طلوع نہیں ہوئی۔ —

میر صاحب نے ان تباہیوں اور بربادیوں اور آپس کی خانہ جنگیوں اور خود غرضیوں کے منظر اپنی آنکھوں دیکھے، ان میں شریک رہے، ان کے زخم کھائے اور پھر انہوں نے اپنی اس آپ بیتی میں ایسے پر درد الفاظ میں بیان کیا ہے کہ آنکھوں کے سامنے اپنے اعمال کا نقشہ پھر جانا ہے۔ میر صاحب نے ان تمام واقعات اور حالات کو بڑی صحت اور خوبی سے لکھا ہے اور اُس زمانے کی تاریخ کے لئے یہ کتاب بھی ایک حیثیت رکھتی ہے۔ بعض مقامات پر وہ مورخ کی حیثیت سے رائے بھی دیتے ہیں۔ مثلاً پانی پت کی آخری جنگ میں مرہٹوں کے طریقہ جنگ کے متعلق فرماتے ہیں "حقیقت ہر دو لشکر آنکہ اگر دکھنیاں بجنگ گریز کہ

طور قدیم آنها بود می جنگیدند ، اغلب کہ غالب می گردید ند “
 ہم اس جگہ تاریخی حالات و واقعات پر کچھ لکھنا نہیں
 چاہتے ، جن لوگوں کو مغلیہ سلطنت کے آخری ایام کی تاریخ کا
 شوق ہے ان کے لئے یہ حصہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ۔ یہاں ہم
 صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس کتاب سے ہمیں میر صاحب
 کی زندگی کے متعلق کیا کیا نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں اور
 کون کون سی قسط فہمیاں رفع ہوتی ہیں —

۱ - آب حیات میں فیروز گلزار ابراہیمی میں میر صاحب کے
 والد کا نام میر عبداللہ لکھا ہے ۔ میر صاحب اس کتاب میں
 ” جگہ میر علی متقی لکھتے ہیں اور کہیں ایک مقام پر بھی
 میر عبداللہ نہیں آیا ۔ والد کی عادات و خصائل ، اشغال و
 افکار ، اخلاق و اطوار کو بڑی خوبی سے لکھا ہے اور سب کچھ
 بے کم و کاست بیان کر دیا ہے ۔ چنانچہ ان کا ذکر کرتے کرتے لکھتے
 ہیں ” جوان صالحے عاشق پھشہ بود ، دل گرمی داشت ،
 بخطاب علی متقی امتیاز یافت “ ۔ اس جملے میں خطاب کے
 لفظ سے کچھ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید اصلی نام کچھ اور ہو ۔
 ساری کتاب میں کہیں اس کا اشارہ تک نہیں کہ سوائے اس کے
 ان کا کوئی اور نام بھی تھا ، جہاں کہیں انہوں نے والد کا ذکر کیا ہے تو
 علی متقی یا درویش کے نام سے کہا ہے ۔ سید اسان اللہ میر صاحب کے
 والد کے مرید خاص تھے ۔ اور گھر بار چھوڑ کر مرشد ہی کے قدموں میں
 آ پڑے تھے ۔ میر صاحب کے بچپن کا زمانہ انہیں کے پاس گزرا ،
 یہ انہیں ہر جگہ عم بزرگوار لکھتے ہیں ۔ وہ ایک درویش سے
 سنے جاتے ہیں ، میر صاحب بھی ان کے ساتھ ہیں ۔ درویش
 پوچھتا ہے کہ یہ کس کا لڑکا ہے ۔ سید اسان اللہ جواب دیتے ہیں
 ” فرزند علی متقی “ ۔ اس طرح باپ کے مرنے کے بعد جب
 ہلی بار دلی گئے اور خواجہ مسعود باسط نے انہیں نواب
 بمصام الدولہ امیرالامرا کے ہاں پھس کیا اور امیرالامرا نے
 ریاضت کیا کہ یہ کس کا لڑکا ہے تو وہاں بھی یہی نام بتایا

اور وہ فوراً پہچان گئے۔ اُن کے والد کا ایک پھر بھائی ایک مدت کے بعد اُن سے ملنے آقا ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ کیسا آنا ہوا تو وہ کہتا ہے کہ پھر میرے خواب میں آئے اور فرمانے لگے ”... اما یکبار برخوردارن تو باعلی متقی ضرور“۔ غرض ان کے والد کا نام کتاب میں بارہا آیا ہے، میر صاحب کی زبان سے ہو یا کسی دوسرے کی زبان سے، لیکن ہر جگہ علی متقی ہی لکھا ہے۔ اس سے وثوق ہوتا ہے کہ اصلی نام یہی تھا —

۲۔ بعض لوگوں نے اُن کی سیادت میں بھی شبہ کیا ہے جس کا ذکر آجہ حیات میں مذکور ہے۔ آزاد نے یہ قصہ تذکرہ شورش (غلام حسین) سے نقل کیا ہے جس نے سب سے پہلے یہ افترا باندھا ہے۔ لیکن میر صاحب نے اس کتاب میں ہر مقام پر اپنے والد کے نام کے ساتھ ”میر“ کا لفظ لکھا ہے اور اپنے والد اور دوسروں کی زبانی اپنا نام بھی میر محمد تقی لکھتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے کہ جب انہوں نے میر قتلص کیا تو اُن کے والد نے منع کیا کہ ایسا نہ کرو، ایک دن خواہ مخواہ سید ہو جاؤ گے۔ والد کی وفات کے وقت اُن کی عمر دس گیارہ سال سے زیادہ نہ تھی، اس وقت نہ شعر کہتے تھے اور نہ شعر گوئی کا خیال تھا۔ شعر کا ذوق دلی میں آکر پیدا ہوا۔ یہیں انہوں نے تحصیل علم کی، یہیں شعر کہنا سیکھا اور یہیں اُن کے کلام کو شہرت و قبولیت حاصل ہوئی اور آخر دم تک دلی ہی کو یاد کرتے رہے —

۳۔ یہ ممکن نہیں کہ میر صاحب کا ذکر ہو اور خان آرزو (سراج الدین علی خان) کا نام نہ آئے۔ خان آرزو فارسی کے بڑے اُستاد اور محقق اور شاعر تھے، کبھی کبھی ریختے میں بھی کچھ کہہ لیتے تھے۔ آزاد نے لکھا ہے کہ میر صاحب پہلی بدری سے تھے اور جب وہ مرگئے تو اُن کے والد نے خان آرزو کی ہمشیرہ سے شادی کی۔ لیکن میر صاحب کے بہان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے بڑے بھائی خان آرزو کے حقیقی بھانجے تھے اور میر صاحب

اور ان کے چھوٹے بھائی دوسری بیوی سے تھے - اس سے ظاہر ہے کہ میر علی متقی کی پہلی بیوی خان آرزو کی بہن تھیں - بہر حال اس میں شک نہیں کہ خان آرزو مہر صاحب کے سو قیلے ماموں ہوتے ہیں - تمام تذکروں میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے باپ کے مرنے کے بعد خان آرزو ہی کی آغوش شفقت میں پرورش پائی اور انہیں کے فیض تربیت سے علمی استعداد اور شاعری کا ذوق حاصل کیا - جب میر صاحب کا تذکرہ نکات الشعر * چھپ کر شایع ہوا تو اس بیان پر تصدیق کی مہر لگ گئی - اس کتاب میں میر صاحب نے خان آرزو کا بڑے ادب سے ذکر کیا ہے اور اُن کے کمال اور سخن فہمی کی بے حد تعریف کی ہے اور مرزا معز (فطرت ، موسوی خان) کے حال میں انہوں ”استاد و پیر و مرشد بندہ“ لکھا ہے - ان شواہد کو دیکھتے ہوئے آزاد کا یہ قول نہایت ناگوار گزرتا ہے کہ ”خان صاحب حنفی مذہب تھے میر صاحب شیعہ“ اس پر نازک مزاجی غضب! غرض کسی مسئلے پر بگڑ کر الگ ہو گئے + ”قیاس یہی ہوا کہ یہ بھی آزاد کا ایک چٹکلا ہے جو حسب عادت لطف داستان اور رنگینیء بہان کی خاطر لکھ گئے ہیں - لیکن جب یہ کتاب (ذکر میر) ہماری نظر سے گزری تو معلوم ہوا کہ آزاد بڑی پتے کی بات لکھ گئے ہیں - مہر صاحب خان آرزو کے دل آزار برتاؤ اور بے مروتی کے نہایت شاکی ہیں - ایک تو لڑکپن اور ناقص تجربہ کاری ، دوسرے یتیمی کا تازہ تازہ داغ ، پھر غریب الوطنی اور بے روزگاری ، اُس پر بے مروت بھائی اور سنگ دل ماموں کا یہ سلوک ، مہر صاحب کی زندگی تلخ ہو گئی - غیور تو وہ بچپن ہی سے تھے ، جیسا کہ خود اُن کے والد † نے اس کا اعتراف کیا ہے ، اُن کے دل پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ نوبت جنون تک پہنچ گئی —

* یہ تذکرہ انجمن ترقی اردو کی طرف سے شایع ہو چکا ہے

+ آب حیات ، تذکرہ میر

‡ دیکھو صفحہ ۵۹ —

اب قابل غور یہ ہے کہ میر صاحب کے ان دو بیانات میں اس قدر تفاوت اور تضاد کہوں ہے حالانکہ نکات الشعرا بھی دلی ہی میں لکھا گیا اور ذکر میر بھی وہیں شروع کی اور سوائے آخر کے کچھ اوراق کے (جس کی صراحت آگے چل کر کی جائے گی) ساری کتاب وہیں لکھی۔ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تذکرہ میر صاحب کے خیال میں ایک ایسی چیز تھی جو مقبول ہونے والی تھی اور چونکہ اس قسم کا یہ پہلا تذکرہ تھا (جیسا کہ میر صاحب نے خود تحریر فرمایا ہے) اس لئے یقین تھا کہ لوگ اسے شوق سے پڑھیں گے اور ہرکس و ناکس کے ہاتھ میں جائے گا، انہوں نے اس ناگوار اور بدنما ذاتی اور خانگی قضیے کو چھوڑنا مصلحت نہ سمجھا اور تقاضاے غہرت نے یہی مذاہب خیال کیا کہ اس پر پردہ ڈال دیا جائے، لیکن جب وہ آپ بیٹی لکھنے بیٹھے تو رہا نہ گیا، ساری رام کہانی کہہ سنائی۔ اور سچ بھی ہے وہ آپ بیٹی ہی کیا جس میں بری بھلی جو کچھ بھی گزری ہو صاف صاف نہ لکھ دی جائے، اب وہ واردات قلب ہو یا حالات و واقعات، اپنے ہوں یا دوسرے کے، جو کچھ آنکھوں نے دیکھا یا دل پر گزرا سب ہی لکھنا پڑتا ہے۔ اور یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ کتاب کبھی دوسرے ہاتھوں میں جائے گی یا مقبول ہوگی اور حقیقت بھی یہی ہے، آج تک یہ کتاب گمنامی میں رہی، یہ محض اتفاق ہے کہ آج اس کی اشاعت کا موقع نکل آیا ورنہ جہاں اور بہت سے جواہر پارے خاک میں مل گئے یہ بھی کھڑے مکوڑوں یا کسی عطار کی پڑیوں کی نظر ہو جاتی۔

اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ جو مشہور چلا آتا ہے، خان آرزو میر صاحب کے اُستاد تھے صحیح نہیں ہے۔ ہاں وہ اتنی بات کے تصور وار ضرور ہیں کہ دوبارہ جب دلی آئے تو ماموں ہی کے ہاں آئے تھیرے، چنانچہ فرماتے ہیں ”یعنی چندے پیش اور ماندیم و کتابے چلہ از یاران شہر خواندم“ اس کے بعد انہوں نے اپنی تعلیم کا حال لکھا ہے کہ کھونکر اتفاقی سے راستے میں میر جعفر سے ملتے پھرتے

ہوئی اور اُن سے فارسی پڑھنی شروع کی، اتفاق سے جب وہ اپنے وطن
 پتھنہ چلے گئے تو میر سعادت علی سے جو امر وہ کے بادشہ کے تھے،
 ملاقات ہوئی، انہوں نے میر صاحب کو ریختے میں شعر موزوں کرنے
 کی ترغیب دی اور اس وقت سے ان کی شعر گوئی کی بنیاد پڑی۔
 میر صاحب نے بھی ایسی جان توڑ کے محنت کی اور وہ مشق
 بہم پہنچائی کہ تھوڑے ہی عرصے میں اُن کی شہرت سارے شہر میں
 پھیل گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی کے شاگرد نہ تھے بلکہ
 شاعر پیدا ہوئے تھے۔

۱۴۔ میر صاحب کے لکھنؤ پہنچنے کا حال بھی عجیب تھانگ سے
 بیان کیا گیا ہے اور آزاد نے نمک مرچ لگا کر اُسے ایک افسانہ بنا
 دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آزاد کے سحر نگار قام نے اس
 وقت اور موقع کی اور میر صاحب کی قطع وضع اور اُن کی
 بے کسی اور استغنا کی ایسی سچی تصویر کھینچی ہے کہ ڈراما کا
 لطف آجاتا ہے اور آنکھوں کے سامنے عذرت کا نقشہ پھر جاتا ہے۔
 لیکن لکھنؤ پہنچ کر سارے میں اترنا، مشاعرے میں جانا، اُن کی
 پرانی وضع پر اہل مشاعرہ کا ہنسنا اور شمع سامنے آنے پر غزل
 میں حسب حال فی البدیہہ اشعار کا پڑھنا حقیقت سے بعید ہے۔
 یہ صحیح ہے کہ دلی اُچر گئی تھی، قدردان اُتھے گئے تھے، اہل
 کمال کس میرسی کی حالت میں تھے اور اُن کا تھکا نا صرف ایک
 ہی رہ گیا تھا یعنی لکھنؤ کا نوابی دربار جو اُس وقت بہار پر
 تھا۔ زمانے کے ہاتھوں تلگ آکر ہر با کمال قدردانی کا بھوکا اپنے
 عزیز وطن سے ملنے موز کر وہیں جا پہنچتا تھا۔ میر صاحب
 اگرچہ دلی میں تلگ حال اور شکستہ دل تھے مگر بڑے
 غور تھے۔ وہ بعض اور لوگوں کی طرح دوسروں پر بار ہونا یا
 احتیاج لے کر پہنچنا اپنی وضع کے خلاف سمجھتے تھے۔
 جس طرح شجاع الدولہ نے ازراہ قدردانی مرزا سودا کو
 دلی سے بلا بھیجا تھا اسی طرح آصف الدولہ نے نواب سالار جنگ
 کے ذریعہ آزاد کو بھیجا کر میر صاحب کو لکھنؤ بلایا۔ لکھنؤ پہنچنے

نواب سالوجنگ کے ہاں گئے جو اُن کے حال پر پہلے ہی سے سہربان تھے ، انہوں نے فوراً بلدگان عالی کی خدمت میں اطلاع کی ۔ چار پانچ روز بعد بڈگان عالی مرغوں کی لڑائی کے لئے تشریف لائے میر صاحب بھی وہاں تھے ۔ مختص فراسٹ سے سمجھ گئے کہ میر صاحب ہیں ، نہایت لطف و عنایت سے بغل گیر ہوئے اور اپنے ساتھ نشست کے مقام پر لے گئے ۔ اپنے شعر میر صاحب کو مخاطب کر کے سنائے اور پھر میر صاحب سے کلام سننے کی فرمائش کی ۔ مگر میر صاحب نے اپنی غزل کے صرف دو چار ہی شعر سنائے ۔ اس سے ظاہر ہے کہ میر صاحب فقہروں کی طرح لکھنؤ نہں گئے جیسا کہ آزاد نے بیان کیا ہے بلکہ عزت سے بلائے گئے اور آخر دم تک اسی عزت سے رہے ۔

۵ ۔ میر صاحب کی بددماغی اور نازک مزاجی کو بھی بڑے مبالغے سے بیان کیا گیا ہے ، لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ نازک مزاج ضرور تھے ۔ اس کا راز اُن کی ابتدائی تربیت اور پرورش اور بعد کے حالات میں ہے ۔ میر صاحب کے والد بڑے پائے کے درویش تھے ، لوگ اُن کے قدم لیتے اور ہاتھ چومتے تھے ، بڑے بڑے لوگ ان کے ملنے کی تمنا کرتے تھے ۔ ایسے حالات میں درویش دماغ دار نہ ہو تو ممکن ہے ، لیکن صاحبزادے کے دماغ کا کیا پوچھنا وہ تو آسمان ہی پر ہوتا ہے ۔ سید امان اللہ جو اُن کے والد کے سرید خاص تھے ، میر صاحب انہیں چچا کہتے تھے ۔ سید صاحب نے انہوں بڑے چار چوچلے سے پالا ۔ یہ شب و روز انہوں کے پاس رہتے ، انہیں کے ساتھ کھاتے ، انہوں کے ساتھ سوتے ، جب کبھی کسی درویش سے ملنے جاتے تو میر صاحب کو ساتھ لیتے جاتے اور یہ اُن کی ملاقاتوں اور صحبتوں میں حاضر رہتے ۔ اُن کے والد کی خدمت میں بھی اکثر درویش اور صوفی حاضر ہوتے ، یہ چپکے چپکے سب کچھ دیکھتے اور سنتے رہتے تھے ۔ انہوں نے اس کتاب میں جو اپنے والد کی تلقین اور دوسرے درویشوں کی باتوں اور اقوال لکھے ہیں وہ سرا سر درویشی میں

دوبے ہوئے ہیں۔ یہیں سے اُن میں غمروت ، استغنا ، قذاعت اور بے نھازی کی شان پیدا ہونے لگی تھی۔ ابھی دس گیارہ ہی برس کی عمر تھی کہ دھری یتمیمی دیکھنی پڑی ، ایک تو چچا جو باپ سے زیادہ ناز بردار تھا داغ مفارقت دے گیا ، دوسرے اسی سال باپ کا سایہ سر سے اُتھہ گیا۔ پھر عزیز واقارب کی طوطاچشمی خصوصاً بھائی کی بے مروتی اور ساموں کی بدسلوکی اور دل آزاری ، اس پر بے سر و سامانی اور پریشانی ، ان سب پر مزید ملک و حکومت کی ناگفتہ بہ حالت ، جہاں آئے دن نئے نئے انقلابات اور دلخراش واقعات ، خانہ جنگیاں اور بربادیاں برپا رہتی تھیں۔ ان سب نے اُن کے دل پر ایسے چر کے دیئے کہ تن بدن کا ایک ایک تار بلبلا اُٹھا۔ اسی نے اُن کے کلام میں فصاحت کے ساتھ وہ سوز و گداز اور درد پیدا کر دیا جو اُن کے بعد آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا —

آزاد نے خان آرزو سے ناچاقی کی وجہ میر صاحب کی نازک مزاجی ہی قرار دی ہے اگرچہ اُس کے تسلیم کرنے میں کسی قدر کامل ہوتا ہے ، تاہم دوسرے واقعات ایسے موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نازک مزاج ضرور تھے۔ مثلاً سادات خاں ذوالفقار جنگ بخشی کے ہاں ملازم تھے ، ایک روز خان موصوف شب ماہ میں مہتابی پر بھٹے تھے اور قوال کا لڑکا ان کے سامنے بیٹھا کچھہ گارھا تھا ، اگلے میں میر صاحب پہنچے ، خان نے کہا میر صاحب اسے اپنے ریختے کے دوچار شعر بتادیں تو یہ اپنے طور پر درست کر کے گالے گا۔ میر صاحب نے کسی قدر ترش ہو کر کہا کہ سچہ سے یہ نہیں ہو سکتا ، تو اس نے اپنے سر کی قسم دی اور خوشامد کی تو میر صاحب نے چار و ناچار چند شعر اُسے یاد کرائے لیکن یہ بات انہیں ایسی ناگوار گذری کہ اس کے بعد سے خان صاحب کے ہاں جانا چھوڑ دیا اور خانہ نشین ہو گئے۔ خان موصوف نے بہت مذمت سماجت کی مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔ مگر اس شخص کی مروت کو دیکھئے کہ اُس نے اس کا کچھہ خیال نہ کیا

(ک)

اور محض میر صاحب کی خاطر سے اُن کے بھائی مہر محمدرضی کو اپنے پاس سے گھوڑا دے کر نوکر رکھ لیا - راجہ جنگل کشور جو محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں وکیل بلنگالہ تھے اور بڑے امیر آدمی تھے ، شوق اور قدر دانی سے مہر صاحب کو گھر سے اتھا کر اپنے ہاں لے جاتے ہیں اور اپنے شعر اصلاح کے لئے پوش کرتے ہیں مگر میر صاحب اس کے کلام کو قابل اصلاح نہیں سمجھتے اور سب پر خط کھینچ دیتے ہیں - راجہ ناگر مل جو میر صاحب کا بڑا قدر دان تھا اس کی رفاقت محض اس وجہ سے چھوڑ دی کہ جو معاہدہ وہ اس کے ایسے بادشاہی امرا سے کر کے آئے تھے اس پر اس نے عمل نہ کیا - بادشاہ بڑے اشتیاق سے بار بار بلاتے تھے مگر یہ نہیں جاتے - غرض میر صاحب کو اپنی وضع کا بڑا پاس تھا اور ابتدائی تربیت اور فقر و فاقے نے وضع داری کے ساتھ نازک مزاجی بھی پیدا کر دی تھی -

۶ - اس کتاب میں بعض مقامات ایسے آتے ہیں کہ ان کے پڑھنے کے بعد اُن کی بعض نظموں کی اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے اور لطف دو بالا ہو جاتا ہے - مثلاً جب اُن کے سوتیلے ماموں خان آرزو نے اپنے بھانجے (میر صاحب کے بڑے بھائی) کے اشتعال سے انہیں طرح طرح سے ستانا شروع کیا اور اُن کی خصومت اور دل آزاری اور بدسلوکی حد سے بڑھ گئی تو اس بے کسی اور بے نواہی کے عالم میں اُن کے قلب پر اس کا بڑا صدمہ ہوا اور بہت ہی دل شکستہ اور دل گرفتہ رہنے لگے - اس غم و فصے کی حالت میں ان پر ایک جنون کی سی حالت طاری ہو گئی اور انہیں چاند میں ایک عجیب صورت نظر آنے لگی ، اس وہم کے ساتھ وحشت و دیوانگی بڑھنے لگی اور حالت نازک ہو گئی - اس تمام کیفیت کو مہر صاحب نے بڑی خوبی سے بیان کیا ہے - اس کے بعد آپ اُن کی مثنوی ” خواب و خیال “ پڑھئے تو اس واردات کی سچی تصویر اور اس خواب کی پوری تعبیر نظر آتی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض خواب و خیال نہیں بلکہ ایک

(ل)

واقعہ تھا جو اُن کے مایوس اور حزیں دل پر گزرا تھا —
اس مثنوی کے شروع میں اپنی پریشان حالی کا ذکر کیا
ہے کہ ہوش سبھالتے ہی اپنے بھگانے ہو گئے، یاروں نے بے وفائی
کی - اور عزیز و اقربا نے بے سروقی - ناچار وطن چھوڑنا پڑا
اور یہ پہلا وقت تھا جو گھر سے قدم باہر نکالا —

چلا اکبر آباد سے جس گھڑی
درو بام پر چشم حسرت پڑی
کہ ترک وطن پہلے کیوں کر کروں
مگر ہر قدم دل کو پتھر کروں

اب دلی پہنچتے ہیں —

پس از قطع رہ لائے دلی مہوں بخت
بہت کھینچے ہاں مہوں نے آزار سخت

جگر چور کردوں سے خون ہو گھا
مجھے رکتے رکتے جنوں ہو گھا

اب اس کے بعد سے جنوں کی کیفیت بھان کی جو

عجیب و غریب ہے —

مہر صاحب کو دو بار کاماں جانا پڑا اور دونوں بار پریشان
حالی اُن کے ہمرکاب تھی - پہلی بار، جب دیکھا شہر کی حالت
رہنے کے قابل نہیں رہی تو راجہ (ناگرمیل) سے اجازت چاہی
کہ شہر چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلا جاتا ہوں، یہاں رہنے
کی تاب نہیں - راجہ نے اپنی عنایت سے اجازت دی -
میر صاحب تو کل علی اللہ کو احقہوں کے ساتھ چل کھڑے
ہوے اور بہ ہزار پریشانی کاماں پہنچے - یہ ذیحصہ کی
آخری تاریخ تھی - عشرہ وہیں بسر کیا اور عاشورے کے روز
وہاں سے آگے چلے - دوسری بار جب راجہ جاتوں کے ہاتھوں
سے تنگ آکر اپنے تمام متوسلوں کے ساتھ قلعے سے نکل کر
کوچ کرتے ہوئے کاماں پہنچتے ہیں تو میر صاحب بھی بہ سبب
ملازمت اس قافلے کے ساتھ ہوں - یہ عام بھی پریشانی کا تھا

(م)

اور غالباً اسی حالت میں انہوں نے ایک مخلص لکھا ہے -

زمانے کی شکایت میں فرماتے ہیں -

کھما سے تلخ کام آتھایا مرے تئیں

دلی میں بیدلانہ پھرایا مرے تئیں

ہم چشموں کی نظر سے گرایا مرے تئیں

حاصل نہ ہوئے سہمہ بڈیا مرے تئیں

میں مشت خاک مجھ سے اسے اس قدر غبار

تلاش معاش میں جگہ جگہ مارے مارے پھرنے کے متعلق

کئی بند لکھے ہیں، ایک یہ ہے -

جانا جہاں نہ تھا مجھ، سو بار واں گیا

ضعف قوی سے دست بدیوار واں گیا

محتاج ہو کے ناں کا طلب گار واں گیا

چارہ نہ دیکھا مضطر و ناچار واں گیا

اس جان نا توں یہ کیا صبر اختیار

اگے چل کے کہتے ہیں -

حاجت مری روا دل پر درد نے نہ کی

تاثير اشک سرخ و رخ زرد نے نہ کی

تدبیر ایک دم بھی دم سرد نے نہ کی

دل جوی میری حیف کسی فرد نے نہ کی

طاقت رہی نہ دل میں، گیا جان سے قرار

اور بند تو دو آخر کے ہیں جو مہر صاحب کی حالت اور مزاج

کا سچا نقشہ ہیں -

دل سر بسر خراب ہے تعمیر کیا کروں

آشفستگیء حال کی تعبیر کیا کروں

خونا بہاے چشم کی تقریر کیا کروں

زدیء رنگ چہرہ کی تصویر کیا کروں

آہا جو نہیں نہیں میں خزان ہو گئی بہار

(ن)

حالت تو یہ کہ مجھ کو غموں سے نہیں فراغ

دل سوزش درونی سے جلتا ہے جوں چراغ

سہنہ تمام چاک ہے سارا جگر ہے داغ

ہے نام مجلسوں میں مرا مہر بے دماغ

از بسکہ بے دماغی نے پایا ہے اشتہار

اسی طرح سے شہر آشوب اور مستزاد (جو دلی کے حال پر

لکھی ہے) اور خاص کر جو نظم دنیا کے نام سے ہے ان کا لطف

اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آتا ہے۔ آخری نظم (دنیا) کے پڑھنے

کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے گویا اس کتاب کے آخری صفحے کے لفظ

لفظ کو نظم کر دیا ہے۔ فرض مہر صاحب کے کلام کے سمجھنے اور

لطف حاصل کرنے میں بھی اس کتاب سے بہت کچھ

دھمایا ہوتی ہے۔

۷ - ذکر مہر میں جہاں اُس زمانے کی معاشرت اور حکومت

کے بہت سے واقعات ملتے ہیں وہاں ایک یہ بات بھی صاف نظر

آتی ہے کہ اُس زمانے میں ہندو مسلمان کی کوئی بحث ہی

نہ تھی۔ اُس سے بڑھ کر برا کونسا زمانہ ہوگا جب نہ ملک میں

ہر طرف خود غرضی، خانہ جنگی، لوت مار کی وبا پھیلی ہوئی تھی

اور زوال اور انحطاط کا انتہائی وقت آگیا تھا، ناہم ہندو مسلمانوں کے

تعلقات آپس میں ایسے تھے جیسے بھائیوں بھائیوں میں ہوتے ہیں۔

وہ لڑتے بھی تھے، ملتے بھی تھے، مگر اس دوستی محبت اور

لڑائی بھڑائی میں مذہب و ملت کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ یہ آفت

اس زمانے کی لائی ہوئی ہے جس میں بدبختی سے دونوں

مبتلا تھے؛ اس کا انجام سب سمجھے ہوئے ہیں مگر اپنے وہم کے

ہاتھوں لاپارہوں۔ خود مہر صاحب کئی راجاؤں کے متوسل تھے،

اُن کی مروت اور انسانیت کا ذکر کس محبت اور عزت سے کرتے

ہیں۔ راجہ ناگہر مل کی شرافت اور وضع داری دیکھتے، جاتوں

کی چہرہ دستی اور مردم آزاری سے آزرده ہو کر دلیرانہ قلعہ چہرہ

ہاتھ نکال کر جاتے تھے تو اپنے ساتھ بیس ہزار گھروں کو جو انہیں

(س)

کی وجہ سے آباد تھے اور اکثر اُن کے متوسل تھے اور جن میں
ہندو مسلمان سب ہی تھے ، ساتھ لے کر جاتے ہیں ۔ یہ وقت
خطرے سے خالی نہ تھا ، مہر صاحب لکھتے ہیں ” راجہ نظر بزرخدا
کردہ اُنچہ لازمہ سردار پست بکار بردہ باہر دو پسر بجزاعت تمام
سوار شد و بیرون قلعہ آمد چنان ہمت بامداد غربا گماشت کہ
ناموس نگرے ہم انجا نگزاشت ۔ از لطف دادار بے ہمال و بہ ہمن
نیت خرب در دو سہ روز مع این قافلہ گران داخل کاما گشت “ ۔
اگرچہ ملک کی حالت بہت خراب و خستہ اور ابتر تھی ، عام و
خاص ، ہواب اور راجہ سب خود غرضی میں مبتلا اور ناعاقبت
اندیشی میں گرفتار تھے ، مگر پرانی وضع داریاں برابر چلی جا رہی
تھیں ۔ بزم ہو یا رزم ، غم ہو یا شادی ، معاملات ہوں یا مطائبات
اُن میں وہ تنگ دلی اور تعصب نہ تھا جس کا جلوہ ہمیں آج کل
نظر آ رہا ہے ۔ بد اخلاقی اُن مہوں بھی تھی ، بد معاملگی اُس وقت
بھی تھی ، غداری اور بے وفائی سے وہ زمانہ بھی خالی نہ تھا ، مگر
وہ سہا عیب جسے مذہبی تعصب کہتے ہیں ، اس سے اُن کے
سہلے پاک تھے ۔

۱۸۔ میر صاحب بڑے مہذب اور با وضع شخص ہیں وہ کہیں
مذہب کا ذکر یا بحث نہیں کرتے ، تاہم ضمناً بعض واقعات سے
اُن کے مذہب اور مشرب کی جھلک بھی نظر آتی ہے ۔ اپنے والد کے
متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں ” روزے در خدمت شہنشاہ سوال کرد کہ
بندہ اُنچہ عقائد خود درست کردہ ام بخدومت عالی واضح است ،
اما در حق حاکم شام چہ فرمایند “ ۔ شیخ نے فرمایا ” کہونگا “
کچھ مدت بعد منہ اندھوڑے محرم خان خواجہ سرای شاہجہانی
کی مسجد تشریف لائے ، میرے والد کے نوکر وضو کے لئے پانی
لانے کو دوڑے ، والد خود اُٹھے اور آفتابہ لے کر ہاتھ منہ دھلا نے
لگے ۔ فرما نے لگے ” اے علی متقی میں صبر بھر کبھی اُس کا نام
زبان پر نہیں لایا ہوں ، اس کا شکر کس زبان سے ادا کروں “ ۔
والد کہتے تھے کہ اس کے بعد سے میں نے بھی اس کا نام

کبھی نہیں لیا —

سبھکان اللہ ، کس خوبی اور حکمت سے تلقین کی ہے یہ بزرگ شاہ کلیم اللہ اکبر آبادی ، میر علی متقی کے پور و مرشد تھے - اور میر علی متقی کا شیخ سے یہ کہنا کہ ”میلے جیسے آپ پر ظاہر ہے ، اپنے عقائد درست کر لیتے ہیں“ شیخ کے اثر کو ظاہر کرتا ہے - میر صاحب بھی آخر اسی باپ کے بیٹے تھے ، ابتدا سے درویشوں میں تربیت پای ، خود درویش منس واقع ہوئے تھے ، اسی لئے ان کا مشرب وسیع اور دل صاف تھا - ایک بار کا ذکر ہے کہ جب میر صاحب سادات خاں ذوالفقار جنگ کے پاس تھے تو ایک لڑائی میں وہ بھی ساتھ تھے ، لڑائی قصبہ سامر کے پاس ہوئی جو اجمیر سے بیس کوس ہے - غرض ملہار راؤ کے بیچ مدین پڑنے سے لڑائی موقوف ہوئی اور صلح صفائی ہو گئی - میر صاحب نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی زیارت کے لئے اجمیر جا پہنچے - اس ماجرے کو ان چند الفاظ میں بیان کرتے ہیں ، ”من پس از صلح برائے حصول سعادت زیارت درگاہ فلک اشعباہ خواجہ بزرگ رفتم“ —

۹ - میر صاحب کی وفات کا سال تو صحیح صحیح معلوم ہے ، سنہ ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ ع) میں انتقال ہوا ، ناسخ نے تاریخ کہی ہے ”واویلا مرد شہ شاعران“ - لیکن پیدائش کا سال معلوم نہ ہونے سے اُن کی عمر کے متعلق بہت اختلاف پیدا ہو گیا ہے - آزاد لکھتے ہیں کہ سو برس کی عمر پائی - مصطفیٰ اپنے تذکرے میں لکھتے ہیں ”عمرش تخمیناً قریب بہ ہشتاد است“ - تذکرے کی تالیف کا سنہ ۱۲۰۹ھ ، اس حساب سے تقریباً ۹۶ سال ہوتے ہیں - جہاں نے اُن کی عمر ۸۰ ہی برس لکھی ہے - اگرچہ میر صاحب نے اس کتاب میں اپنی پیدائش کا سنہ نہیں لکھا تاہم بعض حالات اور قرائن ایسے موجود ہوں جن سے اُن کی عمر اور پیدائش کا تخمینہ سنہ معلوم ہو سکتا ہے —

جب سہد اسان اللہ کا (جنہیں میر صاحب عم بزرگوار

کر کے لکھتے ہوں) انتقال ہوا اور رنج و غم سے ان کی حالت بہت نڈھال ہوئی تو ان کے والد ان کو سمجھانے لگے ' اس میں ایک یہ فقرہ بھی فرمایا " کہ ماہ من ! نہ طفل مالہ " المصدا لہ کہ دہ سالہ " - اور اسی سال میر علی متقی کا بھی انتقال ہو گیا - گو یا باپ کی وفات کے بعد ان کی عمر دس سال کی تھی یا زیادہ سے زیادہ گیارہ سال کی ہوگی - باپ کے مرجانے سے اس چھوٹی سی عمر میں فکر معاش ہوئی جس کی تلاش میں وہ اکبر آباد کے آس پاس بہت کچھ پھرے ، جب مایوس ہوئے تو شاہ جہاں آباد کا قصد کیا - نواب صمصام الدولہ امیر الامرا نے ان کے باپ کے حقوق کا خیال کر کے میر صاحب کا ایک روپیہ روز مقرر کر دیا اور یہ روزینہ نادر شاہ کے حملے تک ملتا رہا ، اس جنگ میں نواب صاحب کے مارے جانے سے بزد ہو گیا - نادر کا حملہ سنہ ۱۱۵۱ ھ میں ہوا - اس کتاب کے اختتام پر میر صاحب نے اپنی عمر ساٹھ سال بتائی ہے اور کتاب کی تاریخ اس قطعہ سے نکالی ہے —

مسمی با سسی شد اے با ہنر

کہ ایسے نسخہ گرد د بعالم سمر

ز تاریخ آگہ شوی بیگماں

فزای عدد بست و ہفت ار براں

کتاب کا نام " ذکر میر " ہے جس کے عدد ۱۱۷۰ ہوتے

ہیں ، اس میں ۲۷ ملاے تو ۱۱۹۱ ہوے - اس میں سے اکثر

ساتھ منہا کئے تو ان کی پیدائش کا سال تقریباً ۱۱۳۷ ھ

نکلتا ہے - اس حساب سے نادر کے حملے کے وقت ان کی

عمر کوئی پندرہ سال کی سمجھنی چاہئے - اس حادثے

کے بعد وہ پھر دہلی جاتے ہیں اور چند روز اپنے ساموں

خان آرزو کے مہمان ہوتے ہیں - ایک مدت کے بعد جب

راجہ ناگرمیل کے ہمراہ اکبر آباد جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو

لکھتے ہیں کہ تیس سال بعد وطن میں آنا ہوا ، یعنی اس وقت اُن کی عمر ۴۵ ، ۴۶ برس کی ہوگی —

آب حیات میں لکھا ہے کہ میر صاحب نے دلی ۱۱۹۰ ھ میں چھوڑی لیکن گلشن ہند (اور گلزار ابراہیم) میں اُن کے لکھنؤ جانے کی تاریخ ۱۱۹۷ لکھی ہے اور لکھا ہے کہ اُس وقت مرزا محمد رفیع سودا اُس جہاں فانی سے عالم باقی کو سدھار چکے تھے ۔ سودا کا انتقال سنہ ۱۱۹۵ ھ میں ہوا ۔ میر حسن اپنے تذکرے میں میر صاحب کا حال لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُس وقت وہ دلی ہی میں ہیں ۔ حسن کے تذکرہ کا سنہ قالیف ۱۱۹۴ ھ ہے ۔ فرض لطف ہی کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب لکھنؤ سنہ ۱۱۹۷ ھ میں پہنچے ۔ اس حساب سے میر صاحب کے لکھنؤ پہنچنے اور ذکر میر کے ختم ہونے کا ایک ہی سال ہونا ہے اور اس وقت اُن کی عمر ساٹھ تھی ۔ اب اگر سنہ پیدائش ۱۱۳۷ ھ اور سنہ وفات ۱۲۲۵ ھ تو میر صاحب کی عمر تقریباً ۸۹ برس ہوتی ہے ، بہر حال ۹۰ سے زائد کسی حال میں نہیں اور موری راءے میں یہی صحیح بھی ہے —

۱۰ ۔ ذکر میر ایک نادر الوجود کتاب ہے ۔ ہساری زبان میں ایک نہیں بیسوں تذکرے شعرا کے لکھے گئے ہیں اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے مگر کسی تذکرے میں اس کتاب کا نام نہیں ۔ آزاد نے بہت تفصیل سے میر صاحب کے کلام اور تصنیفات کی فہرست دی ہے مگر ذکر میر کا ذکر اس میں بھی نہیں ۔ سوائے ڈاکٹر سپرنگر کے کہ اُس نے اپنی فہرست میں ذکر کیا ہے اور کہیں اس کا پتہ نہیں ۔ یہ محض اتفاق ہے کہ یہ کتاب خان بہادر مولوی بشیر الدین احمد صاحب بانٹی مسلم ہائی اسکول اتارہ کے ہاتھ لگ گئی اور اُن کی عنایت سے ہمیں دیکھنی نصیب ہوئی اور اس کے شایع کرنے کا موقع ملا ۔ میں مولوی صاحب کے اس لطف و کرم

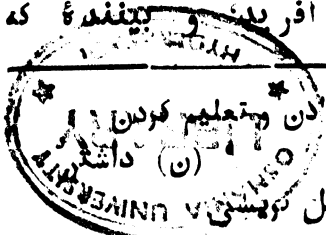
کا بیحد مسنون ہوں۔ یہ نسخہ بہت صاف اور اچھا لکھا ہوا ہے۔ کتابت سنہ ۱۲۲۲ھ (۱۸۰۸ ع) کی ہے یعنی میر صاحب کی زندگی ہی میں لکھا گیا اور کیا تعجب ہے کہ انہوں نے نسخے کی نقل ہو۔ کہیں کہوں مشکل الفاظ اور محاورات کے معنے بھی دئے ہیں جو ہم نے بجز سہ چھاپ دئے ہوں، الہتمہ مضامین کے عنوان اس میں نہیں تھے وہ ہم نے اضافہ کئے ہیں۔ جب پروفیسر محمد شفیع ایم۔ اے وائس پر انسپل اور پینٹل کالج لاہور کو، جو علم و ادب کا خاص ذوق رکھتے ہوں، یہ معلوم ہوا کہ میرا ارادہ اس کتاب کے شایع کرنے کا ہے تو انہوں نے مجھے فرماً لکھا کہ ایک نسخہ اس کا میرے پاس بھی ہے، کہو تو بھیج دوں، چندانچہ انہوں نے سہرے لکھنے پر اپنا نسخہ مجھے مستعار عداہت فرمایا جس کا میں بہت شکر گزار ہوں۔ میں نے کتاب کا چھپنا روک دیا اور اتارے کے نسخے سے مقابلہ کرنا شروع کیا اس سے بعض بعض جگہ بہت مدد ملی۔ پروفیسر صاحب کا نسخہ ایسا اچھا لکھا ہوا نہیں ہے جوسا اتارے کا ہے اور ناقص بھی ہے یعنی ایک چوتھائی سے زائد کم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آخری حصہ مہر صاحب نے بعد میں بڑھایا ہے، چندانچہ لکھنے والے کے حال لاہور کے نسخے میں مطلق نہیں۔ جہاں کہیں ان دو نسخوں کی عبارت میں اختلاف تھا، اس اختلاف کو ہم نے حاشیے میں (ن) کا نشان کر کے لکھ دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں مہر صاحب نے کچھ لطفی بھی جمع کرا دئے ہیں، بعض پرانے اور تاریخی ہیں اور بعض خود اُن کے زمانے کے ہیں اور پر لطف ہیں۔ مگر افسوس کہ بعض ان میں سے ایسے فحش ہیں کہ اُن کا لکھنا یا بیان کرنا ممکن نہیں، اس سے اُس زمانے کا ذوق معلوم ہوتا ہے ورنہ مہر صاحب کی تہذیب اور متانت کا کیا کہنا ہے؛ اس وجہ سے نہز اس لئے کہ یہ ایک غیر متعلق چیز تھی ہم نے یہ لفظی اس کتاب سے خارج کر دئے ہوں۔

(۲)

اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ایک بات کی حسرت رہ جاتی ہے کہ مہر صاحب نے اپنے زمانے کی شعر شاعری، مشاعروں اور ہم عصر شعرا کا مطلق ذکر نہیں کیا، حالانکہ اسی وقت اردو شاعری کا دلی مہوں خوب چہ چا تھا، خود بادشاہ شاعر اور شاعروں کے قدر دان تھے اس کے علاوہ خواجہ میر درد، میر سہیل، سود، مدد حسن، صیدائز اور اور بہت سے نامور شاعر وہاں موجود تھے۔ خود میر صاحب اپنے تذکرے نکات الشعرا میں کہتے ہیں کہ مختصر، منتخبہ، خواجہ صاحب نے ہاں ہر مہینہ ہوتی تھی بعد ازاں ان کے ایسا سے میر صاحب کے ہاں ہر مہینے کی پذیر ہوئیں کو ہونے لگی۔ حیرت ہے کہ میر صاحب نے بھول کر بھی اس کا کہیں اشارہ نہیں کیا یا تو اسے میر صاحب کا ضبط سمجھنا چاہئے یا یہ کہ یہ چیزیں انہوں نے نکات الشعرا کے لئے اٹھا رکھی تھیں۔ جو کچھ بھی ہو مگر یہ بات ہے بڑے تعجب کی کہ آپ بیتمی مہوں اسی چیز کا ذکر نہ آئے جو مہر صاحب کا سب سے بڑا کمال ہے اور جس سے ان کو بقاے دوام ہے۔

عبدالحق

حمد | حمد بیحد مر سخزورے را کہ یکے بیت یکتائی او
 بعالم دوید * و ثنائے لاتعد صنعت کرے را کہ گوهر
 سعنی در سلک نظم و نثر کشید۔ قادر سخنے کہ ہزار رنگ
 سخن را جلوہ بر + زبان میدهد + تعلیم کرے کہ ہر فرد عاجز
 سخن را زبان میدهد، خالقے کہ خلق عالم را نوازد، صناعے کہ
 خاک را آدمی سازد، دارفدے کہ بے لطف او نگاہداشتن خود
 معال است، نگار فدے ۴ کہ صورت نویسی ۵ او کرا معال است۔
 علیہے کہ در احاطہ علم او ہر مرکب و بسیط این جاست کہ
 ”ان اللہ علیٰ کل شیء معیط“۔ حکیمے کہ دانائے رازہاست، قدیمے
 کہ ہستی او را سزااست۔ رازقے کہ نان دہد۔ مالکے کہ جان دہد۔
 رحیمے کہ عذر گنہگار نیوشد۔ کریہے کہ عطا پاشد و خطا پوشد۔
 شمس یک ذرۂ از ظہور او، قہر یک شہۂ از نور او۔ چیزے
 نیست کہ بے نور او کنی، غرض کہ ”اللہ نور السموات والارض“۔
 فاز او از بسکہ نیاز را دوست میدارد۔ ہر کہ سر فرود می آرد
 نو مید فہمیکند ارد۔ آفرینندے کہ چہا آفریدے و بینندے کہ



* اے مشہور شد + اے زبان دادن و تعلیم کردن
 + یعنی یاد می دہد (ن) و (ن) (ن) داشت
 ۴ (ن) یہ فقرہ نہیں ہے (ن) نقل نویسی

نہاں ہمہ کس دید۔ ہر چند چرخ کج رفتار با من کج باز آتا چشم
 دارم کہ روے مرا بر خاک نیندازد۔* زبانے فیست کہ نام او ازو
 نہی آید، جانے فی کہ فغہٗ وصف او نہی سراید۔ خبیریکہ از
 حال ہمہ کس خبر دارد، بصیریکہ ہمہ را در نظر دارد۔ نیازے
 باید کہ گُلہاے ناز او چیند، چشمے شاید کہ تازہ کاری او بیند۔
 فردیکہ بفرمانیت موصرت، احدیکہ بوحدانیت معروت۔ رفیعے
 کہ بدرگاہ او ملک نرود، سہیعی کہ الناح ہر عاجزے شنود۔
 قلم در زبان چہ قدرت دارد کہ کہالات او یک یک ہر نگارن،
 مگر او خود را خود ستاید و از عہدہٗ کہلات خود بر آید۔

نعت | فی + الذعت = درود نا معدود بر فصیحے کہ گوے
 فصاحت از میان بردہ، و تحیات نا معدود بر بلیغے کہ
 بخدا رسید، و بخورد نسیپردہ،* شاہے کہ از سر تا پا قدر و
 جلال است، ماہے کہ زنگ زدائے کفر و ضلال است۔ پیشوائے کہ
 بے اقتدایے او کارے نہیکشاید، رہنمائے کہ بے رہنمائے او
 راہے نہی نہاید۔ امیریکہ فرمان او بجان و دل پذیریم، و
 دستگیریے کہ اگر دست دہد، دنبال او گیریم۔ صبیحے کہ
 صباحت او روشنگر آئیندہ عالم، ملیحے کہ صلاحیت او نمک رخسارہ
 آدم۔ نگارے،* کہ خاک زیر پایے او بہاے جانے، بہارے کہ سایہ
 رو عالم سبز او جہانے۔ یاری گورے کہ چشم معشریان بر شفاعت
 او، فی فی ہر دو جہان را کار با عنایت او۔ صلی اللہ علیہ وآلہ

* روے بر خاک انداختن = مذلت نکردن + (ن) 'فی' نہیں ہے + بخود کردن = مغرور شدن § (ن) پہلا فقرہ دوسرا فقرہ ہے اور دوسرا فقرہ پہلا ہے۔

الطیبین اطهرین که هر یکے امام المؤمنین و شفیع الہند نبین
است، بعد حمد خالق و دود، معبود کل موجود، و درود نامحدود
و ثنائے نامحدود، بران صاحب مقام معبود —

سبب تالیف ذکر میر
میگوید فقیر میر محمد تقی الممتخلص
بمیر که درین ایام بیکار بودم، و در

گوشهٔ تنہائی بیار- احوال خود را* متضمن حالات و سوانح
روزگار، و حکایات، و نقلها نگاشتم، و بنائے خاتمهٔ این نسخه
موسوم بہ "ذکر میر"، بر+ لطائف گزاشتم. امید از یاران زمان
آنست کہ اگر بر خطائے اطلاع یابند، چشم عنایت بپوشند و در
اصلاح بکوشند —

بزرگان من با دار و دستہ+ خود از
نا مساعدت ایام، کہ صبح در این
اوقات شام می نہاید، از حجاز رخت

بزرگان میر کا ورود ہند
اور قیام دکن و اکبر آباد

سفر بر بستہ، بسرحد دکن رسیدند،^۱ ناکشید فیہا کشیدند
و نا دید فیہا دیدند- از آنجا وارد احمد آباد گجرات گشتند-
بعضے فروکش کردہ □ از ہم گذشتند و بعضے ہمت بریں گماشتند
کہ پیشتر بیایند و بازوے تلاش کشایند- چنانچہ جد کلان
من بہ مستقر خلافت △ اکبر آباد توطان اختیار کرد، این جا

* (ن) 'را' نہیں ہے + (ن) بہ + قوم و قبیلہ
§ (ن) 'از' نہیں ہے ۱ (ن) رسیدہ □ (ن) شدہ
□ توقف نمودن و فرود آمدن △ (ن) الخلافت

از آب گردش* بر بستر افتاد† و جهان آب و گل را دعا گفت‡۔
 از و پسرے باقی ماند کہ جد من باشد، او کھر ہمت بری§ بستہ
 بتلاش روزگار برخواست۔ بعد از استخوان شکنی¶ بہ فوجدارعب
 کرد اکبر آباد سر افراز گشت۔ آدمیانه میزیست، چون سن
 شریفش بہ پنجاہ□ کشید، مزاج از اعتدال منحرف شد۔ چند
 روز بتبرید△ پرداخت، هنوز صحت کامل نشده بود کہ بگوالیار
 رفت، بسبب حرکت عذیفی∩ کہ در نقاہت سم است، بجا افتاد∩
 و جامہ گذاشت۔ و♂ او دو پسر داشت۔ کلانے خالی از خلل دماغ
 نبود، جوان مرد و حکایت او پس سر شد∥ —

میر صاحب کے باپ کا ذکر | پسر خورد کہ پدر من باشد، ترک
 لباس کرد و پادمان کشید۔ تحصیل عام
 ظاہر کہ ہے او○ بعالم معنی رسیدن دشوار است، در خدمت
 شاہ کلیم الدہ اکبر آبادی کہ از گؤل اولیایے آنجا بود، کرد۔ و
 از ریاضت∪ شاقہ پے بہ باطن برد۔ در سعی ترک و تجرید
 تصدیع بیحد کشید، و برہنہائی آن بزرگ بہ سر خانہ∩

* بمعنی اختلاف ہوا (ن) اے تغیر آب و ہوا
 † بھسار شد ‡ ترک کردن (ن) اے رخصت کرد
 § (ن) 'بر' نہیں ہے ¶ اے محنت بسہار
 □ (ن) سالگی △ (ن) بتدبیر ∩ دشوار
 ∩ بجا افتادن و جامہ گذاشتن بمعنی مکث، (قیام) کردن و مردن
 ♂ (ن) 'و' نہیں ہے ∥ یعنی فراموش شد
 ○ (ن) آن ∪ (ن) ریاضات ∩ بمعنی حک معین

درویشے رسید ع :-

پس از خرابی بسیار دل بدست افتاد

جوان صالحے عاشق پیشہ ہوں، دل گرمی داشت، بخطاب

علی متقی امتیاز یافت -

نقل است روزے در خدمت شیخ
سوال کرد کہ بندہ انچه عقاید خود
درست کردہ ام، بخد مت عالی واضح

باپ کی اپنے پیر سے
گفتگو در بارہ یزید

است۔ اما لارحق حاکم شام چہ میفرمایند۔ فرمود ”خواہم گفت“۔

بعد مدتے آخر شب کہ ہنوز کاکل صبح* پربیشان نشدہ ہوں،

در مسجد محرم خان خواجہ سراے شاہجہانی تشریف آورد،

غلامان پدر من دویدند، کہ برائے وضوے شیخ آب بہم رسانند۔

پدر خود برخاست و آفتابہ بدست گرفت، دست و دهن بآب

کشیدہ† گفت کہ اے (علی متقی) نام او در مدت العہر

بزبان‡ من فیامدہ است، زبان ندارم کہ شکر این بجا آرم۔

پدرم میگفت الحمد للہ کہ ازان باز نام او من ہم فکرفتہ ام۔

روز و شب بیاد الہی می پرداخت، حق

باپ کی تلقین عشق

تعالیٰ روے او را بر خاک نینداخت۔

چون دماغش میرسید، میگفت کہ اے پسر عشق بورز□؛

عشق است کہ درین کارخانہ متصرف است، اگر عشق نہی ہوں،

نظم گل صورت نہی بست، بے عشق زندگانی و بال است، دل باختہ

* یعنی ضربطالاسود + اے دست و روشست (ن) کشیدہ و

† (ن) بزبان § رسیدن دماغ بمعنی شگفتہ شدن

□ (ن) نواز

عشق بودن کمالست، عشق بسازد، عشق بسوزد، در عالم
 هرچه هست، ظهور عشق است، آتش سوز عشق است* آب
 رفتار عشق است†، خاک قرار عشق است، باد اضطراب عشق
 است، موت مستی عشق است، حیات ہشیاری عشق است،
 شب خواب عشق است، روز بیداری عشق است، مسلم جہال
 عشق است، کافر جلال عشق است، صلاح قرب عشق است، گناہ
 بعد عشق است، بہشت شوق عشق است، دوزخ ذوق عشق است۔
 مقام عشق از عبودیت و عارفیت و زاہدیت و صدیقیت و
 خلوصیت و مشتاقیت و خلیت‡ و حبیبیت برتر است۔
 جمعے بر آفند کہ حرکت آسمانہا‡ حرکت عشقی است، یعنی
 بمطلوب نہی‌رسند و سرگردانند :-

بے عشق نہیاید بود، آ۱ بے عشق نہیاید زیست

پیغمبر کنعانی، عشق پسرے دارد

روز حیران کار، □ شب زندہ دار، اکثر روئے نیاز بر خاک،
 مدام مست شوق، و دامن پاک؛ چہرہ نورانیش رونق افزای بزم
 صبح خیزان، △، آفتابے بود، اما از سایہ خود ہم گریزان۔
 ہر گاہ بخود آمدے، گفتے: کہ اے پسر عالم ہنگامہ پیش نیست،
 باید کہ بدیں ۱ آستین بیفشانی و گرد علائق بر دامن خود
 فنشانی۔ عشق الہی را پیشہ خود کن، روزے در پیش است،
 اندیشہ خود کن۔ ہر کہ اہل است، میدانند کہ دنیا سہل است۔

* (ن) موخر + (ن) مقدم † (ن) حالیت ‡ (ن) آسمانی

آ۱ (ن) و □ (ن) و △ (ن) 'خیزان' نہیں ہے

۱ (ن) بریں

زندگانی وہمی* است۔ بنابر وہم گذاشتن آب را با ریسمان بستن است و در بند فسحت امل بودن مہتاب بگز پیہودن^۱۔ انداز رفتنی داری، بے خبر^۲ آہ نشوی، فکر زادے بکن^۳، تا حرج راہ نشوی^۴۔ روبکسے آر کہ عالم را آئینہ او میگویند، اختیار خود بکسے سپار کہ او را در خود می جویند، اگرچہ مقصود حاصل است، اما طلب شرط است، ہر چند ہمد اوست، لیکن ادب شرط است۔ (نکتہ) معیت حق با خلق، چوں معیت روح است با جسم: ترا بے او وجودے نہ، و او را بے تو نمودے نہ۔ عالم پیش از ظہور عین او بود و بعد از ظہور او عین عالم است :-

□ مشکل حکایتیست کہ ہر ذرہ عین اوست

اما نہی توان کہ اشارت بدو کنند △

درویش، Ⅱ درویش پرستے، شکستہ دلے، Ⅲ مشتاق شکستے، نیاز مند عجیبے، در وطن غریبے، وسیع المشرب،

باپ کی سیرت اور اُن کے فصائح

فقیر کامل، چوں آب در ہر رنگ شامل۔ ہر گاہ مرا در بغل کشیدے، و بنظر Ⅳ شفقت رنگ کافی مرا دیدے، گفتے کہ اے سرمایۂ جان این چہ آتشے Ⅴ است کہ در دلت نہانست،

* (ن) وہمی پیش کار پیہودہ کردن † (ن) اے پیہودہ

‡ (ن) بزادے بکش Ⅳ یعنی ہلاک نشوی (ن) اے

تنگ شدن در راہ □ (ن) نکتہ △ (ن) کند

Ⅱ (ن) درویش و درویش Ⅲ (ن) و Ⅳ (ن) بزرگ

Ⅴ (ن) من Ⅵ (ن) آتش

و چہ سوزیست کہ ترا با جان است - من خندہ میگردم، او میگریست، قدر نشناختم تا میزیست - مردے بود، بحال خودی * کسے را بار دوشے نشدے۔

یکے بعد از نهاز اشراق روے توجه بہن آورد و مرا سرگرم بازی یافت - گفت اے پسر زمانہ آن سیال است یعنی بسیار کم فرصت، از تربیت خود غافل مشو: درین راہ نشیب و فراز بسیار است، دیدہ دیدہ برو :-

نشان پایے تو فرد حساب زندگیست ،

قدم شہرہ درین کہنہ خاک دان بردار

این چہ بازی است کہ اختیار کردہ، و چہ فاہمواریست کہ بر خود ہوار ساختہ، محو کسے شو کہ بلا گردان رنگین رفتن او آسہانہا، رفتہ آن باش کہ قربان ہر آن او دلہا و جانہا - عندالبب دلے باش کہ ہمیشہ بہار است، آن سادہ □ شو کہ یک پرکار است - و در آسہان دو رنگ درنگ ندارد، ہشتاب، فرصت غنیمت شمار، و خود را در یاب۔

صورت متبرکش - معنی مجسم، در تمام عالم اجسام یک آدم مؤقرے کہ عنان اختیار از دست خود ندادہ - متقئے کہ چشم نامحرم بر دست و پائے Δ نیفتاد، اگر میدیدے میگفتے کہ شاید ملک و این عزیز) سر از یک گریبان بر آوردہ اند

* یعنی محو حال (ن) اے وارفتہ حال خود

+ (ن) 'بسیار' نہیں ہے + (ن) 'خود' نہیں ہے

§ (ن) اے والد، عاشق □ (ن) اے غبار Δ (ن) او

(- کناہے از انکاد

و رفتگان ہم پائے استقامت باین خوبی کم فشرده اندہ۔ متعلق
باخلاق سنجیدہ، متصف بارصاف حمیدہ، طبعش مشکل پسند،
جانفش درد مند، مژگان نم، حال درہم —

نقل ست یک روز سرکن پر + کن †
بخانہ در آمد، کھنہ داہے § فشتہ
بود؛ گفت اے داہ اسروز بسیار گرسنہ
ام، طاقت صبر ندارم اگر پارہ نانے

لاہور کا جانا اور ایک
ریاکار درویش کی
ملاقات

بہم رسد، زندہ میہانم۔ او گفت فقدان اسباب است۔ باز گفت
گرسنہ ام۔ داہ برخاستہ رفت و از بدال آرد و روغن آورد تا
نان بپزد۔ این بار بے طاقتی بسیار کرد، داہ بے دماغ؟ شد
و گفت کہ صاحب این فقیریست، این جا ناز را دخلے نیست۔
گفت اے داہ تو با دل جمع نان بپز، من برائے دیدن درویشے
به لاہور میروم ⊠ روسالیکہ از گریہ شبش لکہ ابرترے شدہ
بود، برداشت و پا براہ گذاشت۔ چون داہ دید بے مزہ △ شد
میروں دویدہ ⊙ و گریہ کنان در دامن آویخت ہیچ فائدہ نکرد،
ناچار آبے بر آئینہ ریخت ⊡۔ ہر جا کہ فرود می آمد رزاقیت
خدائے کریم کار میکرد۔ بعد از چندے به لاہور رسید و آن درویش
ریاکار را دید، بر کنار رود خانہ کہ بہ ”راوی“ شہرت دارن
نشستہ می ماند و عالمی را باب میرا ندر؛ بنام خفشان نہوں

• (ن) ’اند، نہیں ہے + (ن) ہر † مضطرب
§ ماما § (ن) بے مزہ ⊠ (ن) و ملاقات کردہ می آیم
△ (ن) بے دماغ ⊙ (ن) دوید آب بر آئینہ ریختن دست
از قید شگون یعنی روندہ روں و نہاید ہر یعنی فریب می داد

مشہور ہوں۔ چند الفاظ زبان داری ہر زبان داشت، نا فہمے
 چند کہ نہی فہمیدند پیش از خط بہ بیذنی میکشیدند۔ گفت
 کہ من تائید دین معہد علیہ الصلوٰۃ والسلام میکنم، بے حقیقتان
 مرا مغوی میدانند۔ پدرم ہر آشفت و گفت کہ اے بے تہ دین
 پیغمبر ما محتاج تائید ہرچو توے نیست، فہمیدہ بگو کہ اینجا
 شمشیر در میان است، مبادا کہ کشتہ شوی۔ آخر در اول ملاقات
 صحبت بے مزہ* شد۔ بتوش روی تھامی از آنجا برخاستہ در
 تکیہ فقیرے شب گزرانید۔ چون صبح سفید شد آن سپہ گلیم از
 در معذرت در آمد۔ پدر من گفت کہ حالا سوئے ندارن، دیروز
 سفید گفتمہ ام† امروز سفید تو خواہم گفت۔ چون پردہ از
 روے کار برخاست بے لطف است، برو سر خود گیر، نشود کہ
 بدھن ہا افتی‡۔ ہر چند از عرق خجالت تر آمدی، اما بسیار از
 آب بد بر آمد۔ وقتیکہ آن § مجلس بے لطف ہر شکستہ --

دفعۃً این عزیز بار سفرے کہ نداشت
 توکلت علی اللہ بر بست و در عرصۃ
 دہ دوازده Δ روز از کروراء ۱

شاهجہان آباد دہلی
 میں آذا

شاهجہان آباد دہلی رسید و بخانہ قہرالدين خان پسر
 شیخ عبدالعزیز عزت کہ دیوان صوبہ بود و قرابت قریبہ داشت

* (ن) قروتی (بے مزہ) † بے پردہ گفتمہ ام

‡ بدھن افتادہ رسوا می شود § یعنی شرم مندہ شد

(ن) خجالت ¶ (ن) صحبت بے مزہ پاشیدہ شد و

(ن) یعنی تمام شد Δ (ن) 'دوازده' نہیں ہے

۱) بمعنی راہ

رحل اقامت انداخت. عزیزان شهر هجوم آوردند و باعتقاد تمام آب بدستش ریختند* - آن مرد را که شراب عشق از هوش برده بود، اگر نشستی بے خود نشستی و اگر برخاستی چون مست سر انداز بر خراستی، مستانه و بیخودانه حرت سر کردی، دم جانسوزش آتش شوق بر کردی† - بسیاری دست ارادت بدست او دادند، اکثری بتثیر نگاهش از پا افتادند، غسالهٔ رضوی او از کمال رسوخ میگرفتند و به بیماران شهر میدادند، هر که میخورد به می شد - از بس گریستی، گریه اش در گلو گره گشتی، ناله که از دلش سر بر زد - از آسهان گزشتی - آوازه در افتاد که درویشی باین حالت وارد شهر است - امرا التماس ملاقات نمودند قبول نکرد که من فقیر و شما امیر، میان من و شما نسبت نمی گذرد - امیرالامرا صمصام الدوله نظر بر حقوق سابق باز آغاز کرد که مرا از درایت دیدار محروم نباید گذاشت، اگر از لطف اشاره رود این رو سیاه داخل صحبت زو سفیدان شود - تبسمی کرد و گفت برای ملاقات مناسبت شرط است، امید که معذور داری و بحال خودم را کفاری - چون از کثرت خلق تنگ شد، دل شب برخواست، و بعد از نیاز تهجد از شهر بدر زد - هر چند در تلاشش^۱ نفس سوختند، اما بگرد او فرسیدند، و نقش پائیکه نشان از زده شد، ندیدند - (لمصنفه)

* گدایه از خدمت کردن † یعنی مشغول نمودن
 ‡ (ن) 'بر' نهی ه § نصف شب ¶ (ن) تلاش

بیابان کار کے کیرد فلک تنگ

کہ عیسیٰ از سر سوزن * برون شد

در دو سه روز به بیابانہ کہ سه + منزله اکبر آباد شہر است
قدیم و آبادی شرفاست، غریبانه وارد شد، و بیکسانہ بر در
مسجدے نشست —

(حکایت) سید پسرے، لالہ و خسارے،
خوش پر کارے †، بنظر در آمد، چشمے
چرانڈے و از جذبہ () کاسلش بسوے
خود کشید، تغیرے در احوال آن

باپ کی نظر حقیقت
اثر کا ایک نوجوان
پر اثر خاص

غیرت پری راہ یافت، چون پریدار اے بے ہوش افتاد، و سر
در پائے این دیوانہ رہی نہاد - عزیزان فہمیدند کہ حال پسر
کہ دگر گونست، از تاثیر نظر درویش جگر خون است -
گفتند کہ ”رحمے بر حال این جوان کن“ - دم آجے طلبید و
دعائے برو دمید - چون آب از گلو فرو ریخت ♀، آن پسر
بخود آمد و معتقدانہ زانو زد ☒ گفت، ”اگر چندے مہمان
من باشند و قدمے کہ بردارند، بر چشم نیاز مند گذارند، عین
بندہ نوازیست؛ و گر نہ در عالمے کہ حضرت تشریف دارند،
ناز پیش نمی رود، کہ آنجا بے نیاززیست“ - فرمود کہ

• از سر سوزن برون شدن کنایہ از راہ مشکل گذار باسانی رفتن

+ سر † سہلہ بر آمدہ جوان § نامی کرد

() (ن) جذب لہ بمعنی دیوانہ (ن) (ن) کہ، نہیں ھ

♀ (ن) رفت ☒ بمعنی دو زانو

”در عالم دوستی مضایقہ ندارد۔ اما من * بسرپا نشسته ام†
 فردا رفتنی در پیش دارم۔ حاضران گفتند ”ما تابع مزاجیم“
 مبالغہ کردن سوء ادبست، لیکن این قدر هست کہ اگر بخانہ
 این پسر تشریف شریف ارزانی فرمایند، و چیزے تناول
 نہایند، دور از عنایتے نخواهد بود۔“

چون پاس عزت اکابران آنجا منظور داشت، گفت ”قبول
 است، اما خاطر فقیر گاہے شاہ و گاہے ملول است، کسی متعرض
 احوال نشود۔“ گفتند ”چہ یارا، و کرا گوارا، اگر خلالت مزاج
 بہ ظہور آید، این سعادت بشقاوت گر آید۔“ غرض کہ آن
 جہامت بخانہ پسر برد و این سرد ہم آنجا چیز خورد۔ اتفاقاً
 همان شب شب † کہ خدائی او بود، پارہ از شب گذشتہ، با
 کہ خدایان شہر پیش آمد و گفت ”اگر حضرت ہم قدم رنجہ
 فرمایند و رونق بزم عروسی افرایند، موجب سر بلندیست
 گفتا ”مبارکست، اما افسوس کہ خدائی مانع خدا
 پرستیست ○“

شادی کی مذمت | (فائدہ) اے عزیز ہمیدانی کہ لفظ
 داماد، مرکب است از دام و کلمہ آن،
 کہ فارسیان بر اے نسبت آرنند، از عالم آباد و نوشاد، یعنی ہر
 کہ کدخدا شد، گرفتار دام بلا شد، من سردے ام وارستہ، و چون

* (ن) ’من‘ نہیں ہے + آمادۂ رفتن † (ن) ’شب‘
 نہیں ہے ○ (ن) ’رسی‘ است ¶ (ن) ’می‘ آورہ

برق ازین دامگہ جستہ، مرا باین کارها چہ کار؛ برو کہ آدم
 درین امر ناچار است، بندہ نیز در ابتدای جوانی از شراب
 عیش مست بودم، آخر غیر از خمار کہ رنجیست* حاصلے
 ندیدم؛ چون خدای عزوجل ازین گرفتاری رها نئیم دان،
 خود را بہسمار+ دوختم و بسان شمع بر سر یک پا سوختم؛
 اکنون تودہ خاکسترے بیش نیستم، دل کجا کہ ہوس انگیزن،
 دماغ کوکہ فقیر بہر تہاشا برخیزد۔ ازین مشعلہا کہ ہمراہ تو
 اند، بوے فتیلہ می آید۔ تو کہ غزالے عجب است، کہ رم
 نمی کنی، اگر فہم درستی داری، بکنہ این نکتہ برس کہ ”العہ
 بس باقی ہوس“ —

الحاصل آن پسر بخانہ عروس در آمد
 و این فقیر لاؤ بالی از شہر بر آمد۔
 در مدت یک و نیم روز بہ اکبر آباد
 رسید، و با دل جمع در خانہ خود وا کشید۔

نوجوان کی وارفتگی
 بیوی سے بیزار

(حکایت شوق) وقتی کہ آن جوان گل
 رخسار و آن سرو قد رو رفتار، آگاہ شد،
 کہ درویش دل آگاہ شد عروس را
 بخانہ آورد و آنجا آب ہم نخورد،

میو علی متقی کی تلاش
 میں نوجوان کی
 سرگردانی

یعنے همان دم اشک ریزان، افتان و خیزان، سر بصحرا نہاد و قدم
 در تلاش او کشاد۔ هر کرا در راه میدید احوال درویش می پرسید
 گاہے این طرف، گاہے آن طرف می شتافت۔ پاسبزے † کہ ازو

* (ن) کہ رنجیست، نہیں ہے † یعنی مستحکم ‡ یعنی راہبر

نشان دهد، نیافت، ناچار آه از جگر برکشید و گفت ای خضر
 راه چون من نابلدی رو نهالے تو هر طرف سرگردانم، از طرفے
 بر آه از خاک برگرفته باشی، اگر بدین افتادگی دستگیری
 نهائی، گنجه یافته باشم، اگر در این خرابه به نظر درائی،
 جیبے که گل درو می انداختم، چاکست؛ سربکه بر بالاش ناز
 داشتتم، برو خاکست: رحمة که پائے رفتنم کوتاهی هوی کند،
 لطفے که جز آوارگی کسے همراهی نمی کند، وقت است از لطف
 بے پایان در یاب، خورشیدی، آخر بر ذره خود به تاب، چه واقع
 شد که آسودگی از من رو بتافت: چه پیش آمد که آوارگی
 مرا دریافت. (لهصنغه)

۱۸

سخت در کار خویش حیرانم
 چه بدل خورد من نهی دائم

چون گرد باد وحشت آماده ام، مگر از طاق دلت افتاد
 ام* هر چند از کم پای خود در آزارم، اما هنوز سر توقع
 میبخارم: گر بدشتم، آواره را غم، ور بکھسارم سنگداغم: رخسارم
 که بر گل تر، نوا خوانی کردی، از تاب آفتاب تفسیده،
 چشم که بر غزال سیاهی زدی،^۱ قریب به سفیدی رسیده.
 تو آفتابی و من سایه افتاده، تو سوار دولتی II و من پا
 پیاده: از هر غباری که بلند می شود، منتظر تو می باشم:
 چون بچشم نهی آئی، ناچار از ناله گلو میخراشم: تو تمام

* یعنی فراموش شده ام + یعنی امید دارم † بمعنی
 کفایه کردن ^۱ فخر کردن ‡ یعنی امیر کلان

اجزای یعنی کاملی، از حال غافلان چرا غافلای - فاله می کشید
 و راه میرفت، گاہے می ایستاد و گاہے میرفت - کہ ناگاہ پیرے
 از پس پشت رو نمود و زبان بہ لطف و نرمی کشون کہ
 ”اے جوان کرا میجوئی و اینہا چیست کہ می گوئی، علی متقی
 در اکبر آباد است، برو دست پا چہ مشورہ“ - چون این مؤذہ
 بگوش او رسید، دلے کہ در سینہ قرار نہی گرفت، تسلی کردید -
 قدم بہ آرمیدگی در راه نهاد، لب بہ ادائے شکر الہی
 کشاد -

شب در میان داخل شهر مذکور شد، نشان جویدان، نام پوسان، رسید و بقدمبوس مستعد + گشت - اشک	فوجوان کا آگرہ پہنچکر باریاب ہونا
--	--------------------------------------

شادی برخسارہ او کہ رنگ مہتابی داشت، دید، رنج نا کاسی
 بخت حصول کاسی کہ در خیالش نبود، انجامید - درویش جگر †
 ریش، نظارے برجھالاش کرد کہ همان نظر پاک صادق کھالاش
 کرد؛ لطفے فرمود، کہ بہ تحریر نہی کناجد، دادھی کرد، کہ بہ
 گفتن راست نہی آید - سرش در کنار کشید، و از لطف بے اندازه
 پرسید کہ ”اے میر اسان اللہ! بسیار در آب و آتش“
 بودی، یعنی گرم و سرد زمانہ آزمودی، غم جدائی اقران نخواستھی
 خورد، خانہمان من خانہمان تو، من و غلامان ہمہ از آن تو، خنکی
 کہ طرفہ دریائے بجوئی خویش بستہ، شادیکہ چون سرو دامن

• یعنی مضطرب مشو + (ن) مستعد † (ن) دل
 † (ن) آنہں و آب

بالا زده برجسته باید که دل جمع کنی، و دروازه را بر روی خود کشی، چندی بخود فرو روی تا خدا را سوس خود کشی —

(فائدہ) بشنو کہ وقت داخواہ است،
و نکتہ ہا در راہ؛ جامہ کہ عبارت از
جسم باشد، عاریتی است، لباس عاریت
را پاک باید داشت و جان را کہ اشارت

دنیا فانی اور جسم
نپائندار ہے۔ اس پر
ارشاد مرشد

با تست، در بند این و آن نباید گذاشت (لمصنفه)

پاس جان کن تن ندارد اعتبار

قالب خاکی مزارے بیش نیست

خود را مبین و در خود تامل کن، نظر بر خدا دار و توکل کن، فیازے بہرسان کہ نماز دوام بکار نمی آید؛ گداخته شو کہ دل بیگداز کاری نمی کشاید۔ بخود سپردن * عیب است، کارها را بخدا سپار، و از خود زبون ترے را، ہم بدست کم بر مدار، غرور بد نمود است؛ زینہار زینہار از و رو بگردانی، مشق فیازے کن کہ بدن چسپیدنی بہرسانی تا توانی علائق را بر گردن خود میند، بعبت خود را زیر این بار میسند، دل از نقش غیر بہ پرداز، تا خانہ را رفت و روب نہ کنی قابل مہمان نشود، با موافق و نا موافق بساز تا آدم اخلاق پیدا نہ کند، انسان نشود۔ رفتگی + با ہمہ کس کن کہ ہمین مذہب درویش است؛ چون غریبان بسر بر، کہ رفتنی در پیش است؛ عالم پرسگا ہیست آنجا رسم دیر ماندن نیست؛ عالمیان

ماتھیمان اند برائے تسلی ایشان دے بایست؛ این دشت خوفناک است؛ این جامار و مور* بعصاراہ میروند، در فکر زادراہ باش کہ قافلہ ناگاہ میروند۔ خواہی کہ صحیح بر آئی، ازین بیمار خانہ آب حکیمانہ بخور؛ طعام پرهیزانہ —

(نکتہ) فقیر آنست احتیاج بہ چیزے کہ داشته باشد نداشته باشد، و غنی آنکہ مہلکت عدم بغیر از خود

فقر اور غنا کا فرق
و امتیاز

گذاشتہ باشد؛ فقر بہا سی افتد ”اللہ غنی وانتم الفقراء“۔ بدانکہ درین چمن یک گل تر است اما بہ ہزار رنگ جلوہ گر است؛ یعنی یکے است دلدار و جلوہ ہا بسیار۔

معشوق در حقیقت گر بنگری یکے است
ہر کس بہ جلوہ دل خود شاد می کند

یکے را بہ بین و یکے را بدان
یکے را بجو و یکے را بخوان

دوئی کجاست ز نیرنگ احوالی بگذر
کہ یک نگاه میان دو چشم مشترکست

برو چیز بخور و بخواب، کہ از گرد راہ رسیدہ، پارا بفرغت دراز کن کہ معنت بے حد کشیدہ۔ بہ غلامے اشارت کرد کہ بالش نرم زیر سرش بگذار و خود را در ہیچ وقت از خدمت او معاف ندارد —

* کنایہ از جائے خطرناک + (ن) ’از‘ نہیں ہے
† (ن) ’باشد‘ نہیں ہے

حاصل که آن عزیز بفرغت دل می ماند
و پدرم برادر عزیزش می خواند؛
صبح و شام بخدمت درویش آمده،
و کسب کهال کردے۔ یک لحظه از

نوجوان کی تکمیل
ریاضت و شهرت، عروس
نوگی دق میں وفات

مراعات خاطر او غافل نمی بود، هر روز درے از مقامات
درویشی بپرخش می کشود۔ به اندک مدت فقیر کامل شد، کارش
بجای کشید که اگر چشمک زدی، عجائبات نمودے و اگر
آستین افشانده، کرامت ظاهر شدے۔ آقران او چون خبر
یافتند، مشتاقانه از وطن شتافتند۔ همسرش برنج باریک*
مبتلا گشت و بعد از چندے ازین عالم در گذشت۔

القصة آوازہ درویشی این مرد بلند شد، خلق برو کرد آمدند؛
عزالت گزید و در ملاقات مردم مصلحت ندید۔ چون سالے برین
بگذشت، پدرم گفته فرستاد که اکنون در فیض بروے عالمیان
باید کشاد۔ شام که از حجره خود بر آمد، باندازیکه ملک تر آمد،
درویش را سلام داد و در قدم افتاد، گفت اے سید عجب
سکه درست+ سردی که سکه بزر کردی+ هوس آدم را سگ
روے یخ X می نهاید، و نفس سرگن O سر شخ R، توسنگ
قناعت بر شکم بستنی و تهنای بر تهنای شکستی۔ ع:

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

* یعنی دق † یعنی وضع مضبوط ‡ کار خوب
سر انجام کردن X یعنی مضطرب O فتله R سرکش

من دران آیام هفت ساله بودم، با خودم مانوس ساخت و در گریبانم انداخت، یعنی با مادر و پدیرم نگذاشت و بفرزندى خویشم برداشت؛

میر صاحب بعمر هفت سالگی اور نوجوان کی رفاقت و محبت

لهجۀ از خود جدایم نمی کرد، و بناز و نعم می پرورد۔ چنانچه روز شب با او می ماندم و قرآن شریف، به خدمت او می خواندم --

(نقل) روزے برائے سیر جمعہ بازار رفتہ بود، نظرش بر پسر روغن فروشے افتاد، جوان چرپے* بود۔

دل از دست داد، پائے ثباتے کہ داشت از پیش رفت، یعنی تاب نیاورد و از خویش رفت۔ چون روئے دل † ازوندید، دست بدل † برگردید۔ هر چند

نوجوان کامل کی نظر معرفت اثر کا اثر ایک لڑکے پر

به ضبط خود می پرداخت، اما دل بیتاب باونمی ساخت۔ دست بر دوش غلام داشته تا قدم بر زمین گذاشتے۔ بدین سان راه می رفت، با خود می گفت، اے عزیز! کسے این چنین بد می بازد کہ تو باختی؛ و خود را رسوائے کوچہ و بازار ساختی۔ یا آن عنان داری، یا این بے اختیاری!۔ حرکتے کہ تو کردی، از طفلی نشود، راهے کہ تو رفتی، کورے نرود۔ دل همچو چیزے نبود کہ کسے تواضع طفل ته بازار کند، دل تفتہ کسے شدی

* دولتمند + یعنی التقات † یعنی بے قرار
(ن) بر دل نہادہ

که در آفتاب گرم • بیرون نیامده؛ وارفتہ + شخصی
 کر دیدی که در پیته دل گامے نرفته - این چشم گریاں تر شود،
 گوئی که منتظر بود، همین که دید بدل چسپید† و این دل
 طپان تر گردن همانا که بهانه می جست، همین که دیدہ من
 واشد، طپید - چشم را تا کے نگہدارم، از دل تا کجا خیر دارم،
 در جوانی چشم نہ کشودم، اکنون پر افشانی نمودم (ن) اگر خود
 راجع می کنم دل از طپیدن قیامت می انگیزد، وگر بضطامی
 پردازم، اشک سیلاب سیلاب میریزد - حیرانم که چه سازم و چه
 تدبیر نمایم، تا این گره سخت از کار خود کشایم، چاره بجز
 توجه پیر (ع) نمی بینم، هرچه بادا باد، میروم و می نشینم -
 بهمان حالت تباہی، در دیدہ اشک، و بر لب آہی، نزدیک بنہاڑ
 شام، دست بر دوش غلام، در صحبت درویش آمد - حاضران
 برائے او جا کشادند (ک) - اشارت کرد، تادر صدر مجلسش جا دادند -
 گفت که اے برادر کجا بودی؟ امروز دیر تر روے نمودی -
 عرض کرد که برائے سیر جمعہ بازار رفته بودم، فرمود مگر نہ
 شنیدہ بودی (لمصنفہ)

مستہند عشق میداند کہ سودامی کند

دیدن طفلان تہ بازار رسوا می کند

برو، از تاریکدان خود تا ہشت شبانہ روز بیرون میا؛ و سر
 این داستان زینہار مکشا - حق تعالی کریم است، شاید کہ اورا

• از خانہ + یعنی عاشق † یعنی علاقہ پیدا کرد

(ن) تقلید جوانان کردن (ع) (ن) درویش (ک) یعنی تعظیم کردند

بیارد و ترا عزیز نگهدارد —

اتفاق چنین افتاد، که هنوز یک هفته نشده بود که شامگه آن ماه دو هفته از منزل خود برآمد و بے تاب بر دکان

لڑکے کی بیتابی و
سراسیمگی

نشست. پادکانٹے * استاده بود، پرسید چه حال داری که امشب برفک دیگر بنظر می آئی، و بیقرار ترمی نهائی؟ گفت حالتی که می کشم، نهی توانم بر زبان آورد، اساترا آشنا میدانم، اگر باتو گفته شود مضایقه ندارد. امروز روز ششم است که درویشی ازین راه می گذشت، چشمش بر عنائی من افتاد، ساعتی بخود فرو رفته باستاد، من که پیش خود برپا بودم، ملتفت نشدم، ناچار دم سرد، ازدل گرم بر آورد و رفت. حالیا صورت او از نظرم نهیرون، و خیالش از خاطر من معو نهی شود؛ اگر بیدارم شوقش نهی گذارد و گر در خوابم چشم بر نهی دارد. چه سازم و دل را بچه پردا زم؟ نامش از که پرسم، نشانش از که جویم، ره را بکجا برم، غم را بکه گویم؟ گفت، آن درویشی است نام بر آورده، مردی است بخود نسپرد، خلقی بر آستانش رو نهاده، عالمی دست ارادت باوداده، برادر خورد علی متقی که مشهور آفاق است و در زیر این سقف منقش طاق. آستانه او که خاکش تبرک میبندد بیرون شهر پناه متصل عیدگاه است، همراه من بیا و از بند غم برآ. غرضکه آن مرد

کم بغل* جوانرا بحضرت پدرم آورد - حقیقت حال شنیده گفت
 که آخر عشق بے پروا حیف+ بے پروائی گرفت - ایها بغلامے کرد
 که بروں، و با برادر عزیز بگوید که بیا، مطلوب تو ترا
 می جوید - هر گاه این اشارت مع البشارات بآن جگر خسته،
 در بروے خود بسته، رسید، دست افشان و پایے کوبان از
 کلبهٔ احزان بیرون دوید - نخستین سر نیاز را بپایے بوس
 پیر بر افراخت - آن گاه دست شوق در بغل جوان انداخت، یعنی
 بکام دل در بر کشید و آن نخل مراک را بهراک خود دید - پیر
 هر دو را دست بسر کرد تا بطور خود بنشستند † - چون صحبت
 در گیر شد و سر حرت و ا، درویش گفت که اے جوان رعنا! من
 فقیر ام و دل بے مدعا دارم؛ وابستهٔ زلف خود ام، نخواستگی
 دانست، خدا داند که سر رشتهٔ دل در کجا بند است؛ و این جان
 سراپا! خواهش، برای چه آرزو مند - زینهار برخود نه جنبی! ‡
 و حرت بسر زلف □ فزنی، مبادا که افسوس کنی - درویشان
 اگرچه از دائرهٔ سپهر واژون بیرون اند، اما ایشان را بیک
 پرکار نمیگذارند، † یعنی احوال ما مردم مختلف است - برو که
 رنجے کشیده باشی - گفت که رنجے کشیدم لیکن گنجے یافتم -
 جاروب کشی این آستان را شرف می دائم - اُسید که محروم
 نه گذاری و چشم لطف از من برنداری - هر صبح می آمد و
 می نشست، کمر خدمت بر میان جان می بست -

* کم مایه + بملی انتقام † (ن) بدشیلند و باهم گپ زنند
 ‡ (ن) همه † یعنی مغرور نشوی □ یعنی نهاز سخن نکلی
 † یعنی بیک طور نمی گذارند

یکے درویش در حالتے نشستہ بود، جوان بسر وقت او افتاد، جوان عزیزش خواند و برابر خود بہ نشاند۔ نظرے در کارش کرد، کہ بکام دل رسید۔ و بہمان لقب شہرۃ عالم گردید۔ اکابران شہر عزتش می کردند، مریدان خاص رشک برو می بردند۔ آخر برو حالتے طاری شد کہ بے دہل * رقص میدان معنی شد آرے، چون نظر درویشان اثر می کند، خاک ناچیز را زور می کند۔

(حکایت) درویش جگر ریش، یعنی
 عم بزرگوار، در ہفتہ یک بار، براے
 دیدن فقیرے ”احسان الہ“ قام
 میر صاحب کے چچا کی
 ایک درویش سے عقیدت

کہ بادشاہ خود بود، می رفت۔ چار دیواری سیم گل + کردہ،
 بکمال پاکیزگی، در بند دیوارہاے بلند، مشہور بہ تکیۃ فقیر،
 آن طرف عید گاہ اکبر آباد، داشت۔ بر دروازۃ آن دل برشتہ،
 این دو مصرع بزر نبشتہ :-

خاطر آسودہ خواہی راہ آمد شد بہ بند

چاک در پیراہن دیوار از دست در است

ہرکہ در او را میزد و آواز می داد، خودش می آمد و لب
 بہ جواب می کشاد کہ احسان الہ در خانہ نیست، زود برو،
 این جا مال نیست۔

* بے دہل رقص کنایہ از پهلوان زبردست
 + یعنی سفیدی

یکے عم من قصد دیدن او کرد و مرا
 ہمراہ برد۔ چون نزدیک بہ دروازہ
 رسید، ہمان جواب شنید، یعنی
 احسان اللہ درخانہ نیست۔ این مرد

میر صاحب چچا کے
 ساتھہ اُن بزرگ کے
 ہاں جاتے ہیں

گفت، اگر احسان اللہ نیست، امان اللہ است۔ خلدید و در را
 وا کرد۔ جوانے دیدم، شیر اندام، خورشید سوار، ہیبت حق از
 جہتہ او نمودار؛ چادر یزدی بر سر، آفتابی در کمر، چشم سرخش؛
 آب چشم از عالمے گرفته، شیر از عشق الہی بر درش خوابیدہ،
 مصافحہ بہ میان آمد۔ در سایۂ اراک * بے تاک بنشستند و
 احوال ہم دیگر گرفتند۔ گفت کہ اے میر امان اللہ من کہ در
 بروے خرد کشیدہ ام، آدمی باب صحبت نہ دیدہ ام، دل ترا
 بسیار میخواد، تا نہی آئی میکاہد۔ بارے این پسر از کیست؟
 گفتا، فرزند علی متقی و † گریبان انداختہ عاصی است۔
 فرمود کہ این بچہ هنوز سوزہ بال است ‡—

اما چنیں معلوم می شود کہ اگر بخوبی
 پر برآورد، بیک پرواز آن طرف
 تر آسہان خواہد رفت۔ باین بابا بگو،

درویش کی پیشین کوئی
 میر صاحب کے حق میں

بدیدن درویشان ہمت بر گہارہ کہ ملاقات ایشان برکت
 بسیاری دارد۔ پارۂ فان خشک در آب تر کردہ بخورد من داد،
 طعاسے باین لذت نخوردہ بودم، هنوز ذائقہ من بیاد او خمیازہ
 می کشد و مزہ او فراموش نہی شود—

پند و موعظت درویش | (نکته) گفت که اے یار عزیز! معرفت
الہی، غزال وحشیء این صحرائے

پر غبار است، و جسم آدسی مرکب و جان او شہسوار، اگر طید
شد، از ضایع شدن مرکب چہ میروند، و گر مرکب رو بعدم کرد
و آن صید ہم رم کرد، حسرتے دست بہم میدہد کہ عذاب الیم
تر از و نباشد۔ عذاب قبر عبارت از ہمین حال است —

(موعظہ) بیا و بگذر از غرور و هوس، نفس شوم سگیست
ہر زہ مرس؛ اگر بگفتہ او راہ رفتی، بریسمان او بچاہ
رفتی، + و گر بخود کشی † از خود بگذری، راہے بسر کوچہ
آدمیت بری۔ نادان قباحت طول امل را در نمی یابد، عاقل
از پئے خود ریسمان نمی تابد —

(نکته) آسمان خیمہ شب بازی است، اشکال عجیب و
صور غریب ازین پردہ برون می آیند و می روند۔ این آمدن
و رفتن باختیار شکل و صورت نیست، سرشتہ کار بدست
دیگرے هست۔ دل بدنیہ نہ نہی کہ دنیا زال بے حفاظیست ①
چون پدر از میان میروند، ہم بستر پسر می شود۔ کسانیکہ
اہل سیرت اند و غیرت دارند، مطلقاً روے توجہ باین نہی
آرند۔ (حرفہای فقیرانہ) شیخان ریائی، از راہ خود نہائی،
باین ہمر کوتاہ کہ تا چشم بہم میزنی، بپایان می رسد،

* بمعنی رس و ہرزہ مرس بمعنی ہرزہ گرد —

+ یعنی بسبب او ببل گرفتار شدی † جہد بلوغ

① یعنی دشمنی خود نمیکند ② یعنی بے شدم

خر خود را چه قدر دراز بسته اند،* و در چار دیواری عناصر، که عبارت از دنیا باشد، و از سر او زود باید برخوایست، چون خشت چسان مریح نشسته اند، بمعنی بی خبر و بظاهر هوشیار اند، یعنی از ته کار خبر ندارند، خلوت با صفای ایشان، سراسر کدورت است - ملاقات با چنین مردم، چه ضرورت است - شایسته صحبت آن بینوایان برگ بندند که بار سایه درخت هم بر خود نمی پسندند؛ یا آن فقیران برهنه تن اند که با خدا در یک پیرهن † اند؛ یا آن پهلووانان نطعی پوش اند که در جهاد نفس اساره می کوشند؛ یا درویشان جگر ریش، بیگانه یار و خویش، سرهای نیازی بر خاک، چون آب روان پاک، شیران این آجام، † خون دل آشام، بهرند و نهیجوشند، سیل اند و نمی خروشدند؛ خاک شویان سر کوچهٔ محبت، نمده سویان بیابان وحشت، بندگان با خدا واصل، دور گردان نزدیک بدن، دل داده گان جلوه یار، خاک افتاده گان سایه دیوار، آشنایان بعر حقیقت، مجردان بادیهٔ طریقت؛ آوارگان بمنزل رسیده، آفتابه از سایه شان رسیده؛ خاک نشینان بر فلک رفته، عزلت گزینان نام گرفته، † آشفته گان دشت سهر و وفا، غنچهٔ خسپان گلزار حیا؛ سنگ سخت بالین سر، علامت شیدائی در بر، سنگ بر شکم بندند و فغانند، نان خود را بر شیشه نهالند؛ † طعام لذیذ اگر دست دهد، بسوی

* یعنی مغرور اند † یعنی متحد اند † بمعنی پوشه
 † یعنی مشهور † یعنی حریص نیستند

او فکرایند، فان جوان* را بنان خورش پیر تئارل نهائند؛
 طرفه زرد رخساراند، نام برگشته بیهارافند؛ مزاج غیوری
 دارند، برآه دیدن کسه که می میرند، بسوه او نهی بیزند -
 در سر غروره دارند تا تیغ ناز معشوق نه نشینند، از پا نهی
 نشینند - محبوب حقیقی که متحد با اویند، از کمال شوق روز
 و شبش میجویند - جنگ آوراند که به هفتاد و دو ملت
 سر بسر کرده اند + کیهیا گرانند که خاک ناچیز را هزار بار
 زر کرده اند - متصرف این کارخانه درویشانند، یعنی هر چه
 هستند، همین ایشانند - آنچه خواهی، دست بدعا افراشته
 میدهند، یعنی حاصل هر دو جهان دست برداشته میدهند -
 سخن درویشان بگو، همت ازیشان بهجو تا باشی ازیشان باش
 (یعنی ازان درویشان باش) راه دریای ننگر دار حقیقت که
 قفل است †، کلید آن زبان ایشان، سجاده بر آب افکندن و به
 اندیشه رفتن تصرف درویشان -

چون شام خندید[○] گفت ای یار عزیز! نماز مغرب رسید،
 اگر چه دل نهی خواهد که ترا دل دهم[○] اما پیش از غروب
 آفتاب و طلوع که وقت خضوع و خشوع است، نمیتوان نشست؛
 برو، سلام من بعلی متقی خواهی رسانید - دست بسر کرد
 و در را بر بست - عم من از آنجا که آمد، پیش پدرم رفت
 و سلام فقیر گفت - هر دو دست را بسر برد و فرمود که دیدن

* نان گرم + یعنی صلح کرده اند † یعنی راه بسته است
 ○ یعنی شام شد ○ یعنی رخصت کنم

احسان‌الده را احسان‌الده باید شهرت و می‌رفته باش و سلام من
 نیز می‌گفته باش-روز چهارم دست مرا گرفته باز بدش رفت
 و دستک زد؛ آواز داد که در خانه نیستم-گفت، اگر نیستی
 بارے کیستی که بخانه آشنای من جا گرفته؟ -خنده کرد و در
 را گشاد - سعادت عجیبی دست بهم داد، یعنی * سخنان فغز
 شنیدیم، و لطف بسیاری ازو دیدیم-گفت که اے یار عزیز
 عشق از روزی که مرا بر کار بسته است + و نقش محبت
 درست در دلم نشسته، هیچ چیز اینجا بچشم من نمی‌آید و
 دل مطلقاً بدنیا نمی‌گراید-تجربہ پیشہام، بے اندیشہام، اگر
 عالمے برہم خورد؛ جمعیت خاطر پرانہ گندہ نشود - و اگر آسمانے
 بر زمین بیفتد، دلمے کہ دارم، از جا فرو-هر گاہ چشم می‌بندم
 نظر بروے کسی می‌کشایم، کہ از گل صد پرده نازک تراست
 یعنی از نگاه کرم رنگ می‌بازد، چون سر بگریبان فرو
 می‌روم، تماشا ئے دلبرے می‌شوم، کہ جلوئے او از برق هزار
 مرتبه شوخ تراست-یعنی دلمے بادلم نمی‌سازد-مخشر خرام من
 اگر خرامد، عالمے تہ و بالا گردن - بلند بالائے من، چون قد بر
 افرازد، قیامت برپا شود - خاک راه او شو کہ سران را تاج
 سر گردی، پائمال او باش کہ سرمئے چشم اهل نظر شوی-دلمے
 بہرسان کہ او پسندد، جانے پیدا کن کہ باو پیوندن - دست
 بدست بہ از خودی دہ کہ ازین راه، این راه دور دست
 بدست † است †، زینہار دست بر سردست منہ کہ چون دست

* (ن) بسے † یعنی مرا مقرر کرده است ‡ یعنی نزدیک

‡ (ن) آید † یعنی بے کار مباه

و پاخشک شونده ، راه پست است —

(نکته) اے یار عزیز! مرگ عجب استعجاله ایست کہ در پیش است ، از خصمانه خود غافل مباش ، یعدی خود را به چشم دشمن به بین کہ دوستی ہمیں است-حال جان ہشیار، بعد مفارقت بدن ، حال مستی است ، معشوق در گذار ، چون آنجا تجدید امثال فیست ، پس از روزگار دراز ، آن مستی کہ عبارت از کوٹ دنیا باشد ، زایل شود ؛ دفعتاً ذوق وصل را در یابد-و اے بر حال جان نا آگاہ کہ ازین عالم دور افتد و بآن عالم نسبت نداشته باشد ، متاسف بہاند ؛ ہمیں دو حال را عارف دوزخ و بہشت میخواند —

(موعظہ) اے یار عزیز! دل اگر درد خور است در خور است ، غم اگر دل خور است ، شایسته تر است ؛ دل محزون می جویند نہ شایسته طرب ؛ جان درد ناک میخراهند نہ درمان طلب ؛ روے فیاز بسوئے او آر کہ بے فیاز است ، کارها را بہ او سپار کہ کار ساز است ؛ پارا در دامن کش و توکل کن ، سر را بگریبان انداز و کامل کن ؛ اگر جان بہ فیاز آید ہنقا است ، دل اگر گداز شود ، کھیپاست - (لہصنفہ)

مدعا فایاب و راه جستجو دور و دراز

پا بدامن ہمنشین ناچار میباید کشید

(نکته) اے یار عزیز آن معشوق یکتا پیرهن ، بہر رنگے کہ میخواهد ، جامہ می پوشد- گاہے گل است و گاہے رنگ ، جائے لعل است و جائے سنگ ؛ بعضے از گل دل خوش می سازند ، برخے با رنگ عشق میبازند ؛ جمعے لعل را معتبر

سیداند ، جماعتے سنگ را خدا می خوانند- ہشیار ! کہ این مقام منزلة الاقدام است ، چشمے باید کے بر غیر او وا نشود ؛ دلے شاید کہ از جائے خود نرود ، دشمن و دوست همه از اوست کہ دلہا در تصرف اوست ؛ ہدایت و ضلالت ہر دو مظهر اویند ، مست و ہشیار همه اورا میجویند- معراب از ابروے او پیدا آمد ، میخانہ از چشم او ہویدا شد ؛ مناجاتیان عبادت و طاعت گزیدند ، خراباتیان جام برسر کشیدند ؛ در معراب بہ اقامت خم باید شد و در شیرہ خانہ * با حال در ہم ؛ یعنی مراعات ہر شان لازم ؛ و پاس ہر مرتبہ واجب —

(نکتہ) اے یار عزیز ! ہستی واجب محتاج برہان نیست۔

ہر کہ بر حق دلیل می گوید

بچراغ آفتاب می جوید

ہمیں کہ آفتاب بر آمد ، روز شد ، اگر مالکے درسیان نہباشد ، فلک بیفتد ، جبل نہ ایستد ، خور فتابد ، مہ نشتابد ، آتش نسوزد ، ہوا نہ سازد ، ابر نبارد ، برق نتازد ، آب نرود ، گیاه نشود ، گل نہمد ، چمن نخندد ، ثمر نہباید ، شجر نہپاید۔ حق سبحانہ تعالیٰ را کہ کریم می گویند ، نظر بر غلبۂ این صفت ، سررشتہ بندگی از دست نہباید داد ، کہ آنجا صاحبے است ؛ وقتی کہ می فوازند ، خاک را آدمی می سازد۔ دسے کہ بہ بے نیازی پردازند ، آدمی را خاک۔ پیغمبر ما کہ در شان اوست ” لولاک لہا خلقت الافلاک “ تمام تمام + شب نہاز خواندے

و این همه ایستادہ ماندے کہ قدم مبارکش آماس بہم رساندے۔
 کسانیکہ میدیدند، می گفتند یا رسول اللہ چرا کار را بر خود
 تنگ گرفتہ؟ توفی کہ عالمے را از بند غم و ارہاندی۔ متبسم
 شدے، و فرمودے، 'چه باید کرد، عالم بند گیمست۔ عزیز من!
 نسبت بندگی و صاحبی بسیار نازک است بانگمی پیش آر کہ
 از روئے صاحب شرمندگی نہ کشی —

سخن این جا رسانیدہ بود کہ جلودارے
 از صوبہ دار شہر رسید و نیاز او
 التماس نمود، گفت کہ نصرت
 یارخان برائے قدمبوس می رسد۔ فرمود
 کہ خوش باشد، ہرچند دهن ملاقات فقیران ندارد، اما مرا از
 روئے او شرم می آید کہ بارہا بر گشتہ رفتہ است، اگر این بار
 ہم بزود، خدا داند کہ باز ملاقات شود یا نشود۔ چون بدروازہ
 رسید، از فیل فرود آمدہ، دوید بسعدات پا بوسی سر بر آسمان
 رسانیدہ پنج اشرفی نذر گذرانیدہ گفت کہ "خوش آمدی
 و صفا آوردی" عرض کرد کہ زہے طالع من کہ بخدمت شریف
 رسیدم، و روئے مبارک را بکام دل دیدم۔ چوں روے دل از فقیر
 دید، رو انداخت† کہ گاہے بہ نگاہے این روسیہ را باید نواخت۔
 گفت کہ دل قوی دار کہ روئے تازه داری؛ یعنی خدای عزوجل
 ترا اینجا بر روئے کار آوردہ است، اغلب کہ آنجا ہم رو سفید
 بر آئی۔ شکرانہ این نعمت، رو انداختگان را بنواز یعنی رو از

سنگ و آہن مدار و روئے ایشان بر خاک مینداز؛ از خدا رو *
 دار و بر خود مچپین †؛ در کار غربا روئے کسے مبین ‡، زینہار کہ
 از بے کسان رو فتابی، سبادا کہ در عرصات رو نیابی ♪۔ حالا
 برو کہ یار عزیز شیشہ جان و فاذک مزاج است و من در پاسداری
 این مرد لاعلاج۔ صوبہ دار چون غریبان خاکسار پارہ رو بر
 زمین مالیدہ آستانہ فقیر را بکہاں اعتقاد بوسید و رفت۔

درہمان حال پسر خوانندہ سادہ روے	ایک گویئے لڑکے کا آنا اور درویش کو زہر دینا
مرغولہ موئے، عودے رنگے، سیر آہنگے، طنپور بردوش، حلقہ زر در گوش از آن راہ گذشت۔ نظر فقیر بر	

آن افتاد، اختیار دل بدستش داد، بعم من گفت کہ ” این را
 بخوان و بنشان “۔ چون آن پسر آمد و نشست، خود بخود این
 شعر آمد، قتلان را در دو گاہ کہ پردہ ایست مشہور و بیگاہ
 میخوانند، بر خواند —

بیاکہ عمر عزیزم بجستجوئے تورفت

ز دل نرفتی و جانم ز آرزوئے تورفت

فقیر را تواجد دست بہم داد و حظ بسیاری برداشت۔ گفت
 اے عزیز امشب پیش فقیر بہان و چیزہارا کہ میدانی بطور
 خود بخوان۔ التماس نہود کہ سعادت و بر جان منت۔ چون شام

* یعنی شرم دار + یعنی غرور مکن † یعنی رعایت

‡ کسے مکن ♪ یعنی عزت نیابی

قریب بود، سارا رخصت کرد و در را بر بسته بیاک الهی به نشست - شنیده شد که فقیر قصد نماز خفتن * نموده، اشرفی‌ها را زیر بالین گذاشت - خواننده سیه دل دید و بعد از ساعتی به بازار رفت، کاسه شیرے درو زهر داخل کرده آورد و بمبالغه پیش از پیش بخورد فقیر داد - بمجرد خوردن شیر حالش دگر گشت، دست و پا زدن آغاز نمود، یعنی زهر کار گر افتاد - آن بے چشم و روئے نا درست اشرفیها را گرفت و گریخت - نصف شب آه آه دلخراش فقیر خواب از چشم همسائیکان برداشت - مضطرب دویدند، محتضرش دیدند، کسان تلاش آن عیارت‌رار بسیار کردند، چنان در پرده گلیم شب پنهان شد که به نظر کسی نیامد - چون شب بسر دست آمد، چشم فقیر بطاق افتاد و جان شیرین را بتلخی تھامی داد - اعیان شهر افسوس کنان، پشت دست گزان بر جنازه او حاضر شدند، و موافق وصیتش در تکیه فقیر بخاک سپردند - هنوز آن مکان زیارت گاہ عزیزان است - (لمصنفه) —

فلک زین گونه خون بسیار کرد است

عزیزان را بسے آزار کرد است

آسمان خم تنک + عشوه هائے لاجوردی دارد، و ناز

هائے هر مزی؛ هر روز با خاک افتاد گان می ستیزد، هر شب

فتنه تازہ می انگیزد - کسے را بزهر هلاهل هلاک می سازد،

و کسے را به تیغ ستم بخاک می اندازد - مستان شوق را باید

کہ از گردش این ایمن نشوند، تا سخت نفورند از جائے خود
نروند۔

<p>(حکایت) عم مرا ذوق صحبت درویشان و شوق دیدن این جگر ریشان بیشتر بود۔ روزے از شخصے</p>	<p>بایزید درویش کی ملاقات</p>
---	-----------------------------------

شنید کہ درویشے بایزید نام، متصل سرائے گیلانی، کہ بنایش
سیلاب بہ آب رسانیدہ بود، در یکے از حجرہ ہائے او، کہ چون
دل عاشقان ہزار رہ دارد، افتادہ میباشد، دیدنی است۔ چون
از و نشان درویش یافت، دلش را آرزو گرفت و ہمہ
چیز از فکر افتاد۔ مرا از سر و کودہ، بسرعت تمام
رفت۔ جوانے دید، بلند بالا، با کمال استغنا، ملکہ وارد
این عالم، نی نی عزیز تر از جان آدم، بالمش از سنگ، بستر از
خاک، ہر ساعت مہیائے ہلاک، شکستہ دل و کشادہ رو، برشتہ
جان و قتیلہ مو، دلدادہ، خاک افتادہ، خود را بخدا سپردہ،
راہے بکام دل بردہ، اگر خوش چشمے از پیش او رفتے، بالائے
چشمہ ابرو نگفتے، با کسے بر نفوردے، بہ بے کسی بسر بردے۔
چشم را اکثر اوقات بستہ میداشت و دل را بے یاد حق
نہی گذاشت، فان را برغبث ندیدے، آب را از گلو بریدے،
باریک بین و مشکل پسند، در لباس قلندران برگ بند۔
پرسید کہ چہ نام داری، و از کجائی؟ درد مند و عاشق پیشہ
می نہائی!۔ گفتا، ”این جائیم، او میرا سان الہ نام دارم۔“
گفت بنشین کہ با تو دہے چلد خوش برارم۔ می گفت کہ

چون زبان بازی * بمیان آمد، سر کرد کہ اے عزیز راہ ہا ہا بریدم،
رنجہا کشیدم، از خود رمیدم، در کوچہا دویدم، چون ابر ایستادم،
چون برق افتادم، عمرے سرگردان شدم، مدتے دل پریشان شدم،
چندے با چشم تر گشتم، آوارۂ دشت و درگشتم، شبہا نغفتم،
روزہا نغفتم، دست در دامن امیران زدم، سر بر دروازۂ
فقیران زدم، تا آن شوخ چشم را بر من گذرے افتاد و بحال
دگر گون گشتہ من نظرے کرد :-

دیر بر سر آن غزال دور گرد آمد مرا

از طپیدن ہاے دل پہلو بدرد آمد مرا

اگر می خواہی کہ در زمرۂ سختی کشان او باشی، باید

کہ دل از آهن و جگر از سنگ تراشی۔

با یزید کے کلہات پند | (سخنان غریب) اے عزیزاگر آن محبوب
سراپا ناز پیش چشم است، بہشت

جاوید؛ و اگر از نظر رفت، ہمان دوزخ عاشق نا امید۔ بہانکہ

سر کلافہ پیدا نہی شود، یعنی بر ما ہیچ ہویدانیست۔ نہیدانم

کہ زاهدان ریاضت پیشہ چہ در سر دارند و بے خودان شوق

آن مست سرانداز از کہ خبر۔ جمعے را خلش خواہشے، جہاعتے

را کاوش کاششے، کسانیکہ حق شناسند مبرا از امید۔ و یاسند،

عزیزانیکہ ناخدایند، دلدادگان رضایند؛ جان عاشقان را کہ

بتلخی کاراست، خون ایشان شیرین بسیار است۔ رنج را بر

خود گوارا کن تا شایان راحت شوی؛ کار را بسیار با خود

تنگ بگیر تا بفراغت روی- دل برداشتن ازین عالم خوب است؛ اگر معرفت حق میسر نشود، اینهم خوبست- همارت دنیا در گردیدنی* است، بنای این بر وهم گذاشته اند؛ طاق آسمان فیلی افتادنی است در هوایش معلق داشته اند- اگر بمقصود رسیدنی خواهی، در دل راه کن، هرچه از دست کومه خدمتت بر آید، لئه کن؛ اگر آشنای دریائی، ته دار حقیقت نمی توانی شد، بارے بر کران باش، یعنی اگر دفعتمآ بر مردن خود قادر فیستی، آماده دادن جان باش- خود را از قید دیر و مسجد و رهان؛ یعنی با خدا باش و در همه جا بهمان —

(فائده) عارفان دو گروه اند، مردم یک جماعت نقش دیوار اند، گوئی که زبان ندارند- یعنی حیران تازه کاری آن صنعت گر پرکار اند، دیده اند، آنچه دیده اند؛ فهمیده اند، آنچه فهمیده اند- مردمان جماعت دیگر را چون بادام، زبان مغز دار است، یعنی هر یک زبان دان چشم- سخن گوی دلدار است هر گاه شرح طرز دیدن او می کند، هزار رنگ لب می کشاید، کیفیت مژگان بهم رونش بصد زبان ادا می نماید؛ چنانچه کهالات آن مست ناز از حد شمار افزون، کلمات این بے اختیار هم از حیز بیان بیرون- اول صعبت بود زود برخاست، رنج فقیر زیاده برین فخواست پیش پدرم آمد، و احوال او همگی بیان نمود- و گفت :-

هر گله را رنگ و بوے دیگر است

درویشان اهل بخیه+ کجا بهم می رسند، اکثرش می دیده باش-

* یعنی خراب شدنی + یعنی هم مشرب

یکے بعد از نماز پیشین، قصد دیدن او کرد و سرا همراه برد۔ درویش به عنایت تھامم بر خواند، رو با روے خود به عزت بنشانند۔ چون خورد سال بودم، روبه عم من کرد و کلاه از سرم برداشت، یعنی متفحص احوال شد۔ التماس نمود کہ فرزند علی متقی است۔ گفت چه پرسیدنت، پدر این بابا مردیست کلان کار، دانای اسرار، خورشید آسمان، درویشے مشهور جهان، جان درویشی، دریای است کز و گوهر تر برون می آید۔ ما فقیران، کنار خشک داریم، از ما چه می کشاید۔ اے پسر! بعد از نیاز من خواهی گفت کہ کوتاهی از شوق بے پایان نیست، شکستہ پائے کوچہ نمی دہد، وز بخت کم مدد نیز گذر نیست،+ می خواهد کہ ازین خرابہ سر بیرون نہ نہد، تو قلندر مضبوط الاحوال، من بہ نسبت تو کوچک ابدال، در حق چون من بے سرو پای بشرط مساعدت وقت دعای۔ طرح سخن بطور دیگر انداخت، عم بزرگوار را مخاطب ساخت۔ کہ اے عزیز ہمہ گوش شو و سخن فقیران بشنو۔

(نکتہ) عبادت ما برائے ما ست، آنجا خدائی ست کرا پروا ست؛ طاعت ما این ہمہ نیست کہ بر خود بچینم و برو تکیہ کردہ بنشینم؛ اگر بپذیرند، احسان بہشت † کنند، ما بندہ ایم و بحساب نگیرند، جز این نمی توان گفت کہ

* کدایہ از افلاس + یعنی رضانیست

† یعنی احسان کلی کنند

شرمندہ ایم، اینکہ نفس ترا چیزے قرار دادہ شومی محض
 است، چون خوب بکنہ خود رسی، معروسی محض؛ آن سرو ناز
 مائل رنگین رفتن خود است و جلوہ او بہزار رنگ سر گرم آمد و
 شد؛ چہ گہان بردہ، چہ قرار دادہ، چہ خیال کردہ، بچہ دل نہادہ؟
 گاہے گل در آب می افگند*، گاہے گل بر سر خاک میزند†،
 زمینہار کہ دل شکنی کسے نہ گنی و سنگ ستم بر شیشہٴ فزنی۔
 دل را کہ عرش می گویند، ازین راہ است کہ منزل خاص آن
 ماہ است :-

نیازارم ز خود ہرگز دلے را
 کہ می ترسم دروجاے تو باشد

(نکتہ) اے عزیز آن محبوب محبت دوست است، یعنی
 با عاشقان سرے دارد و با آن بے پروائی بحال ایشان نظری؛
 چون مراقب میگردند، در دل جلوہ گر است، چون چشم
 می بندند، در پیش نظر۔ از ہر دریکہ می خواهند می آید،
 بہر رنگے کہ می جویند، رو می نہاید؛ انقباض و انبساط وابستہ
 بحال ایشان است؛ اگر خوش می شوند، گرفتگی ازین چہن
 میروں، و گر معزوں می گردند، غنچہ وانہی شود؛ اما طور
 ایشان از راہ و روش بیرون، معشوق در آغوش و نالہا ہمہ
 خون؛ گاہے متفکر، گاہے متحیر، قرار نہیگردند، تسلی نہی شوند۔
 خدا داند کہ از خدا چہ می خواهند، خواہشے ندارند و
 می کاہند؛ نشنیدہ —

(حکایت تمثیلی) کہ در عہد موسیٰ علیہ السلام خشک سال شد، مردم در معرض قلع افتادند، گفتند کہ یا موسیٰ در جناب احدیت عرض کن کہ باران نہی بارد، خلق عالم تاب تعب ندارد؛ منت ہلاک میشوند و برباد فنا میروند۔ موسیٰ علیہ السلام بر طور رفت، عرض داد، خطاب آمد کہ 'کلل خسپ*' پریشان گوے دارم کہ در فلان گلخن افتادہ می باشد باکب زدن او خوش داشتم، از چندے رو بآسمان نہی کند، و بطور خود حرت تمیزند، نزول باران موقوت برواشدن اوست۔۔۔ چون ازان جناب این جواب شنید، بسوے همان گلخن شتافت۔ بارے آن بلاش شوق را دریافت۔ مردے دید، بالائے تودہ خاکستر، گلیم سیاھے در بر، از سرتا پا ہمہ ذوق، مستغرق دریائے شوق، یکہ بیت دیوان تجرید، فرد اول جریدہ تفرید۔ بہجرد دو چار شدن زبان بکشاک کہ یا موسیٰ گذرت بر مزابل از چہ افتاد، بچہ دل نہادہ کہ اینجا افتادہ؟۔ گفتا کہ امساک باران است، کارے از دست دعائے † کس نہی کشاید، زندگانی دشوار می ماند، ررے نیاز بجناب پاک حق بردہ بودم، چنین ظاہر شد تو کہ سکوت اختیار کردہ، انقباض است۔ تا بعات قدیم سخن سر نہ کنی، ابر را باد نیارد و باران رحمت نبارد؛ خدا را دسے رو بآسمان بہ نشین، چیزے بگو و این بلا را بر چین۔ گفت اے موسیٰ تو آن فریبندہ را نشناختہ، و بطور من دل را در راہ او نباختہ، عبارت آن طرار گنایہ ہا میزند، اشارتش

* کلل خسپ، گنایہ از کسے ست کہ در گلخن می باشد۔

† (ن) 'دعائے' نہیں ہے۔

دل بصد جا می افکند - استغفر اللہ من بگفتہ او کے راہ سپروم
 اما اگر پاس رسول او نکتم کافر میشوم ، کہ گفته اند : ع

” با خدا دیوانہ باش و با نبی ہشیار باش - “

غرضکہ آن مقید عشق مطلق ، و آن حیرتی کمالات حق
 رو بفلک کرد و بساط سخن را بطور خود بہ گسترد - کہ ” اے
 سراپا فریب ، و اے دشمن شکیب ! پیش ازین ابر و باد و باران
 مسخر تو ہوندد ، اکدوں حکم کش * من اند ، کہ اگر من خواہم
 گفت ، باد خواہد وزید ، و ابر خواہد آمد ، بارش خواہد شد -
 بلے حق بر طرف تست ، تر ادخلے نیست ، متصرف این کارخانہ
 منم - بیا ! این فریبندگی را بگذار ، و بر حال خلائق رحم آر - تو
 سہ بار ازین قسم سخنان پریشان گفته ہوں کہ ناگاہ بادے وزید ،
 و آبر سیاہی سفید شد ، سیلاب سیلاب بارید - اے عزیز ! کدام
 معشوق این قدر پاس عاشق می کند - حیف است اگر تعلق
 بدو نگیری ، و در طلب آن سرمایہ جان نہمیری ؛ دل اگر بوائے
 او خون شود بہتر ، جان اگر در راہ او رود خوش تر ؛ معہ او
 ہرنگے شو کہ ہرنگ او بر آئی ، بطریقے گم کرد کہ باز
 رو نہ نہائی - رباعی : -

نے دل بخیاں زلف و رو باید داد

نے جان بہ ہوائے رنگ و بو باید داد

اینجا دل راچہ قدر و جانراچہ معل

خود را ہمہ او کردہ با و باید داد

درین حال وقت نماز عصر* رسید، بر خاستم و باو نماز گذاردیم - بعد فراغ رو بهشرق نشست و گفت: اے میرا من الله امروز چیزے خوردے ام کہ نخوردے بودم، و دست به چنین طعامے نہ کردے بودم - عم من قدرے † گستاخ شدے ہوں، گفت اے درویش مبالغہ را حدے و تکلف را نہایتے است، قامتت از بار فاقہا خم است، و سنگ قناعت بر شکم؛ بر اے یک دام آب استخوان سی شکنی، نان گوبہ را بہ تیر سی زنی، ہر روز بر اے مرگ آمادے، با صد خرابی درین خرابہ افتادے، گجا طعام لذیذ و کجا تو، از دهن خود زیادے مگو - گفت: واللہ کہ من زیادے پر و سبک پا نیستم، جائیکہ احتمال دروغ باشد نہ ایستم - بشنو کہ از صبح آتش جوع زبانہ سی کشید و نفس شوم چون سگ پا سوختہ ‡ می گردید، یعنی سی خواست کہ بشہر بروم و پیش کس و نا کس ساائل شوم، بارے سنگ زیر سر گذاشتم، و غیرت خود را بزور نکہداشتم، یکایک موشے نیم نان خشک در دهن گرفتہ بر آمد و درین حجرہ شکستہ تر از دل عاشق در آمد، من کہ بمعنی شیر شرزہ بودم، و بظاہر از فاقہ کشیہا گوبہ لاوے، چون سرا دید، آن نیم نان را انداختہ گریخت، نصف دل خوش برخواستم و برداشتم، آجے میسر نہ ہوں کہ پاکش کنم، منتظر خضرے نشستم، بعد از ساعتے آواز سقائے بگوشم خورد، کوڑہ دستہ شکستہ خورد را بردے آب آوردم، و آن نیم نان خشک را شستہ تر کردم و خوردم - خدا شاہد است کہ لذت فہیم بہشت سی داد -

* (ن) مغرب + (ن) بالجملہ ‡ یعنی بے قرار

عزیز من! در سخن درویشان تصنع و تکلف نہیں باشد، ایشان شاگرد چرخ دولابی فیند کہ اگر صد کوزہ بسازد، یکے دستہ ندارد، در صحبت این طایفہ شیشہ بند کردن*، سنگ بدل زدن است، زبان را نگہ باید داشت کہ شکر آب† ایشان شربت شہادت بے ادب می شود۔ عم بزرگوار از خطاب خجالت کشید، و عذر ہرزہ چانکی خواست۔ چون تنبیہ یافت بر سر عنایت آمد و گفت کہ اے عزیز، من ترا از جان عزیز تر دارم، این قدر تنبیہ ضرور بود کہ چانہ بیجازدن‡ از ادب درویشی دور است۔

ہمدران ہنگام شب افتاد، رخصت خواستیم، گفت: خدا برو۔ از انجا کہ آمدیم، بخدست شریف پدر رفتہ سلام و پیام فقیر رسانیدیم۔ گفت کہ عنایت ایشان، اگر باز با عم خود بروی، البتہ نیاز من ہم برسائی۔

صحبت سیم - بخدست او رسیدیم، دیدیم کہ بیحضور است¶ و بیک پہلو افتادہ، آہ آہ می کند۔ چون عم سرا دید، دم

تیسری ملاقات اور
درویش کی وفات

سرد کشید و پیش خواند و این بیت شغائی بر زبان راند:
پرستاری ندارم بر سر بالین بیمارے
مگر آہم ازین پہلو بآن پہلو بگرداند
پرسید کہ چہ حالت است کہ این قدر ملالت است؟ گفت
اے عزیز سینہ ام بعدے می سوزد کہ گوئی در درون من کیسے

* شیشہ بند کردن = استہزا نمودن + یعنی شکر رنجھی
† یعنی حرف بہجازدن ¶ یعنی بہسار است

آتش می افروزد؛ ناله کہ می کشم؛ زبانه آن آتش است؛ آہے کہ
می کنم؛ لائعه * همان شعله سرکش -

من نمی دانم کہ دل می سوزد از غم یا جگر
آتش افتاد است درجاء و دودے می کند

اگر مرگ بفریاد من رسد، خوش بهشتی است و گرنه دوزخی
است کہ نتیجہ عمل زشتی است - اکنون بار بستن جان فتوح
است، کہ آمد و رفت دم سوهان روح است - شب بیخوابم و
روز بیتابم، چه سازم، بچه پردازم کہ تا بهیروم قرار بگیرم :

روز بشب کنم بصد اندوه سینه سوز

شب را سحر کنم بامید کدام روز

بادے کہ می وزد، دامن بر آتش می زند؛ آہے کہ می خورم
کار روغن می کند، دوائے مناسب مناسبتے ندارد، تدبیر موافق
موافقتے نمی کند، اگر بباغم ببری از سوز درون نا خوشم،
ور بعمانم بیلدازی من همان در آتشم، کاش سینه من بشکافند
و دل و جگر را زود بر آرند، یا مرا از اینجا ببرند و زنده
بزیر خاک بسپارند --

القصة احوال آن دل سرخده، جگر کباب، تا بزوال آفتاب
بہمین یک وتیره بود - گاہے دست بدیوار داده می ایستاد، گاہے
می نشست و می افتاد، گاہے چشم می گشاد و نومیدانه میدید،
گاہے چون ماهی بے آب می طپید، ناگاہ از زبان من شنید کہ
وقت نماز ظهر رسید - بخضوع و خشوع سجودے برد، "سبحان
ربی الاعلی" گفت و بہرد -

آتش عشقش بسے را سوختست

لیک زین سان کم کسے را سوختست

عم بزرگوار با چند غلام بہ تجہیز و تکفین او بہر داخت
 و در ہمان حجرۂ شکستہ قر از دل عاشق مدفون ساخت۔ از
 شنیدن این خبر جناب پدرم پشت دست گزید و گفت کہ آدمی
 روشے این چنین دیر پیدا می شود، صد حیف کہ زود رفت —
 (نقل) شبے در خواب عم من آن دلسوختہ از جہان رفتہ
 می آمد و می گوید: دیدی کہ عشق چہ آتشے در من زد و چنانم*
 سوخت، چارۂ کار جز مرگ نبود، چون بے تابی جان مرا دیدند،
 در بحر موج رحمت انداختند، و با گوہر مقصود ہم کنار
 ساختند، یعنی تسلی گردیدم و آرام گرفتم۔ و بکام جان ازان
 نگار بہشت رو کام گرفتم۔ از دیدن این واقعہ + وحشتے در مزاج
 شریف او پیدا آمد، مدتے باکس اُنس نگرفت۔ اکثر اوقات
 میگفت کہ بایزید عجب سوختہ جانے بود، داغ جدائی او کہ
 بر جان منست، تا زندہ ام، سیاهی نخواهد افگند۔ بر سبیل
 حکایت این خواب را بخدمت پدرم نقل کرد، گفت چہ عجب کہ
 حق تعالی کریم مطلق است، نشنیدہ —

(حکایت تہنیلای) کہ عارف نامی بایزید بسطامی ہمسایہ
 دیوار بدیوار ترسائی بود و از چہل سال باو آشنائی داشت۔
 او ہر سحر تختہ می زد و این می گفت کہ اے ترسا ازین
 تختہ زدن، در فردوس بروے تو باز نخواستہ شد، اگر نجات

میخواهی، بیا اسلام قبول کن - یکے بغاطرش رسید که بایزید آدمی سہلی نیست، چہل سال است کہ دعوت اسلام می کند، خالی از چیزے نخواهد بود - سر زدہ در مجلس او رفتہ می گوید: اے شیخ تو کہ ہر صبح می گوئی، مسلمان شو، ضامن نجات من می توانی شد؟ شیخ را حالت سکر بود، کاغذے از کاغذگر طلبید و ضامنی نجات او نوشتہ، داد، رفت و مسلمان شد - اتفاقاً در ہمان ہفتہ فجائتہ بہرہ، ورثہ آن، نوشتہ شیخ را بگریبان کفن چسپانده، بخاکش سپردند - چون شیخ بخود آمد، بخود فرو رفت - مریدے باعث حیرت پرسید، گفت: در حالت مستی متعهد امرے شدہ ام کہ از عہدہ آن بیرون نمی توانم آمد - گفتا دران حال ترسای دوست روی از دست شیخ ضامنی نجات خود نویسانیدہ، بردہ بود، می گویند کہ مسلمان شد، و مرد - شیخ غش کرد، چون این سخنش بگوش آمد، آب بسیاری بر رویش زدند تا بہوش آمد، سر کرد کہ من در نجات خود ترددے داشتم، این جگر از کجا بہم رساندم کہ متکفل نجات دیگرے شوم، افتان و خیزان، بکور آن نو مسلمان شدہ رفت، و متوجہ باطن شد - در معاملہ اش دیدہ کہ ہمان کاغذ بدست دارد و میگوید کہ اے بایزید نوشتہ تو ہیچ بکار من نیامد، پیش از فہودن این پرچہ کہ دست پیچ نجات خود کردہ بودم؛ بطرزی کریم سوے خودم خواند کہ چشم فرشتگان مقرب، حیران کارمن ماند - موجب دل پریشانیء خود مشو، قلم بند کردہ تو این است، بگیر و برو - ہر گاہ کرم او بدان را این چنین در می یابد، آن فقیر خود

از خوبان روزگار بود اگر بدریای رحمتش غوطها نخوردے،
این ہاجرا آب بودی —

(سخنان نغز) اے برادر عزیز چون دانستی کہ آن گل ہمیشہ بہار* بہزار رنگ بر می آید، و این چمن† رسانیدہ	میرمتقی کے کلمات معرفت
---	---------------------------

اوست و این رنگها ریختہ او؛ اگر بیذا شوی، بتامل شو، وگر
قدم کشائی فہمیدہ رو۔ در ہمہ ذرات کائنات پر تو ہمان
آفتاب است، اگر شناسے طرز او شدہ، دلت کامیاب است۔
کسے را کہ دیدہ و دل بینا است، می داند کہ حباب و موج
از دریاست۔ حق برطرف غافل است، اگر غافل ماند، بر ساحل
افتادہ از دریا چہ داند۔ بیا کہ برخیزیم و از میان رویم،
شاید کہ بکام جان ہمہ او شویم۔ موسم جوانی رفت، لطف
زندگانی رفت، عمر بشست سالگی کشید، پیرانہ سالی در رسید،
قامت خم شد، طاقت کم شد، دماغ ضعیف، جسم نحیف، روانی
از طبیعت رفت و تیزی از ہوش، بینائی از چشم و شدوائی
از گوش؛ ذوق بیدوق، دندان بیزور، پا ناتوان، سر بے شور،
موے سفید، دل نامید، رنگ و زنجیر از کھر واکن، ایام
آرایش فقیری رفت، زنجیر سر در پا کن، هنگام زینت قلندری
گذشت —

(نکتہ) در معاش پاس مشہور کن و در معاد مراعات معقول؛

* گلیست مشہور کہ بہندی سدا گلاب گویند
† یعنی این چمن ساخته و پرداختہ اوست

یعنی ظاہر را مطابق باطن* بیار و باطن را مطابق † عقل نما۔
اگر یار در حرم جلوہ گراست، مسلمان شدن ہنر است؛ مقصود
دل اوست، از ہر دریکہ بر آید، دگر جلوہ او در دیر لاریب
است، پس کافر شدن چہ عیب است، منظور چشم اوست از
ہر جا کہ رونہاید۔

بدیر و کعبہ میگردیم گاہ اینجا و گاہ آنجا
کہ مطلب جستجوی اوست خواہ اینجا و خواہ آنجا
(نصیحت درویشانہ) باید کہ عزلت گزینی و چندی
تنہا نشینی سرمہ خفا در چشم کش † و بر ہیچ چیز التفات
مکن۔ نظر بر خدا دار و ہرگز با کسی ملاقات مکن، بسیار
با مردم سر در ہوا بر خوردی، وقت آنست کہ مژگان برہمزدی
و مردی سر پیچ زدن ۱ تا کجا غفلت را بگذار، اگر دقیقہ فہمی۔
سر ازین مضمون برار:

دیدہ ام در عالم صحبت ہاے رنگین صد کتاب
کردہ ام یک مصرعہ تنہا نشینی انتخاب
نہیدانم کہ چہ می سگالی کہ سر زخم خود نمی مائی، پیش
ازین سر گران ہوا و ہوس مہان، سررا از نشہ یاد حق سبک
گردان، نظر بر ریش سفید شانہ کاری ۱ نہائی۔ قصد خرق
عادت نکنی، گاؤ در خرمن زور مندی، چون خدا بستن خود را

* (ن) نقل † (ن) موافق ‡ یعنی سرمہ از چشم نہان
گشتن ۱ فلودن ۱ یعنی بغریب و تملق با کسی
یاری نلماے۔

بحریت شہرہ شہرہ کردنست۔ ور بے ارادہ کرامتے ظاہر شود ،
 چون شجر شاخ بر دیوار * نکنی کہ ثمرہ آن شاخ از پیشیمانی
 برآوردن ، شاہ اندازی + را فقیران عیب میدا فند ، یعنی
 متکبر و مغتر را آدمی نہی خوانند۔ وقتے کہ رخصت شد ،
 با خود قرار داد کہ آئندہ جاے فرور و روزے دوبار حاضر
 شوم —

یکی پدرم گفت کہ اے برادر عزیز ، دماغ آخر میروں ، یعنی ہر روز ضعیف میشود ، اگر صورت حفظ قرآن	حفظ قرآن عم بزرگوار
---	------------------------

شود ، چہ طوراست۔ التماس کرد کہ خوب ، بخاطر گزشت۔
 چنانچہ در مدت یک و نیم سال مصحف مجید را یاد
 گرفتند۔۔

(نقل عجیب) روزے باہم نشسته بودند و دور میگردند کہ درویش ”اسد المہ“ نام پیراھن فیلی دربر ،	نقل عجیب و پیشین گوئی وفات میر متقی
---	--

و کلاہ نہد برسر ، وارد شد۔ چون دوچار پدرم گشت ، گفت
 کہ اے سیرابہ پڑ کہوں جامہ چرا سفر دور و دراز اختیار
 کردی و شداید راہ ، خوا بیدہ بر خون ہموار ساختی ؟ آن
 عزیز دو بدو در قدم افتاد ، سرش در کنار گرفت و قریب †
 خود جا داد۔ عم من حیران این اختلاط شدہ پر سیدہ کہ این
 بزرگ کیست ؟ گفتا آشنائے قدیم منست۔ حیران ترشد و التماس

نمود که برای رابطه این چنین ملاقات بسیار شرط است که این مرد
 را گاهی ندیده‌ام-گفت که من و این مرید یک پی‌ریم، در دو
 سال یکبار بخدمت ایشان حاضر میشد-یکه سوال کردم چه شهود
 که آثار مرگ بر من ظاهر شود، تا بکار گور پردازم و دل را بچیز
 دیگر مشغول نسازم ارشاد شد که هر گاه این سیرابه پڑ کبود
 جامه را بینی، یقین به دانی که تا سال دیگر زنده نهانی-دانسته
 باش فرصت عمر من بسیار کم است-عموی بزرگوار، از استماع
 این کلمات سخت متالم شد و گفت انشاءالله من این واقعه
 را نخواهم دید، یعنی آن روز در جهان نخواهم بود، و این
 غم نخواهم کشید-دلمه که با آن تازه وارد سر حرت و اشد،
 نقل کرد که از چند دکان من نمی گردید، یعنی سیرابه
 مرا کس نمی خرید، شب می بیختم روز می انداختم، دم و
 دودی که داشتم، صرف خسارت شد، ناچار دل بدریا افکنده لب
 خشک و چشم تر، بر خاک افتاده بودم، ناگاه خوابم در ربود
 دیدم که پیر بر سر استاده است و می گوید که "اے اسدألمه!
 هر چند صعوبت سفر بسیار است و راه دور، اما یکبار
 برخوردارن تو با علی متقی ضرور؛ در میان من و او اشاره
 ایست همین که تو خواهی رسید او خواهد فهمید؛ باید که زود
 بروی و از کساک بازاری پریشان دل نشوی، که چون از آنجا
 بر گردی، دکان آنچنان گردد که سیرابه تو تبرک گردد-
 برخاستم، و دکان را بشاگرد گذاشتم و نیم فان خشک، بطریق
 زاد راه برداشتم باندک زمانی از جهانی بجهانی آمدم، یعنی از

کہوہ جامہ بالا کبرآباد رسیدم و ترا بہوہاد دل مشتاق دیدم۔ اکتوں رفتن من باختیار تست ، ہرگاہ خواہی گفت ، انداز آنطرت خواہم کرد۔ پدروم متہمس شد و گفت کہ اے اسداللہ اینہمہ بآہو سوار شدن از برائے چہ ؟ سیرا بہ ضایع نہی شود کہ این ہمہ دست پاچہ می شوی ، از گرد راہ رسیدہ ، رنج بے پایان کشیدہ ، اگر مشتاق ما فقیران نہ ، چندے برائے رفع ساندگی خود بہان شتاب چیست ، رخصت ہم اتفاق میشود ۔ بغلامے اشارت رفت کہ فرہن خوابش در حجرۂ عم من درست کند و آب بدست او ریزد۔ حاصل کہ ساعتے از خود جدا نہی گذاشت و بد لہجوئی و مزاح گوئی می داشت —

<p>(فائدہ) یکے آن مہمان عزیز سوال کرد کہ در مسئلہ رویت ترددے دارم ، خدا خوانان دو جہاعت اند</p>	<p>مسئلہ رویت میں گفتگو</p>
---	-----------------------------

جہاعتے ہران است کہ روزے آن غیرت ماہ را چون بدر کامل تہاشا خواہیم کرد۔ عقیدہ جہاعت دیگر اینکہ ادراک آن آفتاب از بصر بشر امکان ندارد۔ فرمود کہ ما فقیران را ہیچ ترددے نیست ، چون مقرر شد کہ او عین عالم است ، بہر جا کہ نظر می افکنیم او بہ نظر می آید ، در ہر کہ می فکریم او رو می نہاید۔ آن معنی بہر صورت جلوہ گر است و دیدار او بشرط نظر میسر۔ القصہ بعہد یک ہفتہ رخصت شد و گل بانگ بر قدم زد۔

<p>(حکایت جانسوز) صبح عید عہوی من تبدیل رخت کردہ بمصلی رفت ، از آنجا کہ آمد ، در سینہ اش دردے</p>	<p>بیماری و وفات عم بزرگوار</p>
---	---------------------------------

ظاهر شد، بشد تے کہ رنگ رویش شکست و قرار از دل رخت
 بست۔ والد سرا طلبید و گفت دردے دارم کہ بکمال بے دردیست،
 یافتہ ام این درد عاقبت ندارد*، و خفگی بہر تہہ ایست کہ
 نفس تنگی می کند، غالباً جان ناتوان طاقت ندارد۔ عباے†
 را از تن من بکشید ‡ کہ خوش نمی آید، کُلام دور بیندازید
 کہ بر سر گرافی می فہاید، جانم ناتوان است، بیہار من گران
 است ⊙۔ چون شام شد، آن درد عام شد، شور آہ آہش بلند گشت،
 ہمگی یکدل درد مند گشت، دسے کہ بضبط پرداختے، خود را
 غنچہ ساختے، گہے کہ از درد فالان شدے، چون گل پریشان
 شدے، وقتے دلش بسیار گرفتے، آہ آتشناک کشیدے، دود جگر
 کہ کباب گذشتہ ۱۱ بود، بآسمان رسیدے اگر سخن را ندے،
 این رباعی خواندے۔ لہصنفہ : —

وقت است کہ رو بہرگ یکبارہ کنیم
 آن درد نداریم کہ ما چارہ کنیم
 بیہاری صعب عشق دارد دل ما
 گر جامہ گذاریم ۱۱ کفن پارہ کنیم

چون پاسے از شب گذشت، کار از بے طاقتی برو تنگ شد
 باپیر گفت کہ آخر دل سختی کشیدے، دیدے من کباب سنگ شد ۱۱
 تو خود آگاہ راز این میخانے، اگر تہ شیشے از عمر من باقی

* یعنی انجام خوب ندارد + پوراہن کہ زیر جامہ باشد
 † یعنی منم تن نامندار ⊙ یعنی بیہاری بشدت دارد
 ‡ بمعنی ازگار رفتہ یعنی سوختہ ۱۱ جامہ گذاشتن
 بمعنی مردن ۱۱ نوع از کباب

مانده باشد ، بکسے دیگر بده کہ درد فوشی باین درد کشیدن جگرے می خواهد، من ازین جان شیرین تلخی مرگ را صد مرتبه گوارا ترسی بینم*؛ توجہی کن کہ آسان بهیرم، بخشائے کہ آرام بگیری - آخر شب کلاه شب پوش را بہن بخشید و چشم از غابہ ناتوانی بپوشید-دے کہ شب شکست[†] یعنی سفید صبح دسید، جان الہناک او براب رسید، موندن مسجد "الہ اکبر" گفت، آن بیمار شب زندہ دار بخت ؛ یعنی دست بردل نہاک و جان بجان آفرین داد -

پیر او دستار بر زمین زد و گریبان درید و ازین واقعہ جانکاه الفها بر سینہ برید-مرید آتش خاک برسر و داغ برجگر، با صد پریشانی، چنانکہ میدانے، برسہیات مردہ او پرداختند و جنازہ آن درد مند را درست ساختند -

عشق دردی بے دوائے بودہ است

بہر جان و دل بلائے بودہ است

ہرگاہ برائے نماز استنادند ، اکثرے برخاک افتادند ، پدرم گفت کہ اے ناواقف پاس آشنائی، دیر معلوم شد کہ بیوفائی؛ آنچنان گرم رفتی کہ سینہ مرا تفتی؛ یاران این چنین نہیروند، غمخواران بیہروت نہی شوندند -

چہ شد آن وفا و عہد یکہ تو وعدہا نہودی

بتو من چہ گفته بودم، تو بہن چہ گفته بودی

بزرگان دوش بر تابوت گذاشتند ، یعنی بعزت تہامش

برداشتند، آه پیر برسم عام مردگان، پیش پیش روان، معتقدانش
سیلاب سیلاب سر شک افشان- مرده او را بیرون شهر بردند و
بگوشه باغی بخاک سپردند، گلها افشانند، فاتحه خوانند،
ملالت بپعد کشیدند چاره جز صبر ندیدند -

روز سیزم که عزیزان شهر برای فاتحه
آمدند، پدرم گفت کسیکه این چنین
عزیزش مرده باشد، اگر او را عزیز
مرده گویند می افتد- از امروز مرا عزیز

میر متقی نے اپنا لقب
عزیز مرده رکھا - میر
صاحب کارنج و الم

مرده سی گفته باشند، چندانچه در شهر بهمین لقب شهرت گرفت-
روزے صدار گریستے، بحال مردگان زیستے - منکھ بغل پروردہ
او بودم، حوائج خود را باو می گفتم، با او می خوردم، با او
می خفتم، روزها یاد میکردم، شبها فریاد میکردم- درویش عزیز
مرده بدلجوئی می پرداخت، و بهیچ وجه آرزوہ دلم نمیساخت،
گاه می گفت که اے پسر من ترا بسیار میخوام، اما ازین غم
میکاهم، که من نیز بر سر را هم- گاه می گفت که ماہ من! نہ طفل
ہائے الحمد للہ کہ دہ سالہ، چہ بہ کاش اُفتادہ، آخر درویش
زادہ، دل را قزی دار، خود را بخدا سپار، شاک بزی و خوش
بہان، مرا طرح کش، خود بدان-جان من! مگر طفل شیربی که هر
زمان دلگیری، اندیشه خود چرا داری، وارثی چون خدا داری،
رفتگان باز نمی آیند، گذشتگان رو نمی نمایند- اے پسر دنیا
در گذر است و هر کرا می بینی در جناح سفر، نہ پنداری

* بمعنی شیر خوارہ + بمعنی فرمانبردار
‡ در تہہ سفر

کہ جاے بودندت جهان است، این قرار داند مجلس روان ست،
حاضران رفته اند، نشستگان گذشتہ اند، غنچه پیشانی مشو، چون
گل مشکفتہ رو می باش، بہار این چہن رفتنی است، بعبث دل
مخراش۔ مقاسر خانہ آفاق را چنان ساختہ اند کہ درو چون تو
بسیارے دل باختہ اند؛ تا واقف راہ و رسم این جا نشوی،
زینہار کہ این راہ نروی؛ در حریفان سخت باز و طرار،
مثلیست۔ قہار و راہ قہار۔ ہر روز ازین قسم سخن کرے،
و بنماز تہاسم پروردے۔

(نقل است) روزے بہ قباخ کامی تہام
حلوائے مرگ قسہت می کرد کہ جوانے
سرو اقدم، احمد بیگ نام، شگری رنگ •
دانہ چند شکر انگور بر دست گذاشتہ،
نذر گزرانید و گفت، تازہ از ولایت

احمد بیگ جوان کا آنا
اور اردہ حج کو ترک
کر کے مرید ہونا اور
کسب و ریاضت کے بعد
حج کو جانا

آمدہ ام و ارادہ حج دارم، چون وارد شہر شدم، آوازہ درویشی
تو شنیدم، مشتاق شدہ بخدمت سامی تو رسیدم۔ گفت مگر
نشنیدہ۔

چرا بپاے خود اے کعبہ رو نہی آفتی

ہمان توئی کہ بفرسنگ می نہایت

اولاً خود را در یاب، انکاز برائے کعبہ بشتاب، کعبہ عبارت از
دلہائے خستہ درویشان است، و مقصود دست و بغل باین جگر
ریشان، اگر دل ایشان بدست آید، کعبہ مراک بے سعی نہاید؛

ازین جاست کہ کسے گفتہ، رفتہ است -

ز کعبہ آیم و رشک آیدم بہ خونفابی

کہ از زیارت دلہاے خستہ می آید

دل درویشان جاے خوشیست، این ویرانہ را ہواے

خوشیست، دل را منزل آن ماہ می گویند، مقصود از ہمین در

می جویند - سالکے بہ طوات کعبہ رفتہ بود، کسے را در آنخانہ

ندید، بادل پر آرزو ناکام بر گردید، در ہمان حال گفت:-

کعبہ را دیدم دل من درک تنہائی گداخت

مجناس آرائے کہ مارا خواند خود مہمان کیست

انچہ تو می گوئی محرم حرم نیز ہمین گویند، کسے را کہ

تو می جوئی، کعبہ ہم او را می جوید -

ہر کرا دیدم چومن گم گشتہ تحقیق بود

کعبہ را ہم بے تکلف در بیابان یافتم

گرد دلہا بگرد کہ طوات حرم اینست، بلا گردان خود شو

کہ مطلب عمدہ ہمین است، وجود غیر موجود نیست و کسے

بے او مشہود نہی -

گفتم بحرم معوم این خانہ کدامت

آہستہ بہن گفت کہ بیگانہ کدامت؟

مرا بر جوانی تو رحم می آید کہ رنجہا خواہی کشید و

بمطلب نخواستہ رسید، سخن درویشان بگوش جان بشنو، چندے

فروکش کن و ازین جا سرو- جوان چون روے دل از درویش

دید، سر را از فرمان نہ پیچید، یعنی رحل اقامت انداخت

و ہریاضت شاقہ پرداخت - ذہن سلیہے داشت، کسب کرد و در

مدت هفت ماه بمرتبهٔ کمال رسید. پیرے باین خوبی، جوانے باین محبوبی، پیرے باین حالت، جوانے باین کیفیت، پیرے باین کمال، جوانے باین حال، پیرے باین عنایت، جوانے باین ارادت، پیرے باین نظر، جوانے باین اثر، دیدۂ روزگار کم دیدہ، و گوش جہانیمان کم شنیدہ۔ روز و شب چون شکر و شیر، یعنی صحبت بسیار در گیر، پیر را دمے نہی گذاشت، بجوان عزیز شہرت داشت۔ اتفاقاً زر توفیقے از جاے بدست پیر آمد، جوان را گفت کہ برین متصرف شو و سفر حجاز برو۔ بعد از نماز صبح زیر پیچ دستار و سجادۂ مہرابی عنایت کرد و رخصتش نمود۔

(حکایت جانکاه) روزے درویش عزیز

وفات میر محمد متقی

مردہ برائے عیادت ہمیشیرہ زادہ

برادر عزیز کہ محمد باعث نام داشت؛ عالم، فاضل، متصوف، کامل بود، بعالم گنج کہ محلہ ایست مشہور از اکبرآباد، در آفتاب گرم رفت، چون شام بروز سیاهی زدن آغاز کرد، از آن جا بانداز خانہ روان شد، عشائین را در مسجد خود آمدہ ادا نمود۔ ہرگاہ بر فرش خواب رفت و من حاضر شدم، گفت "اے پسر حرارت آفتاب در مزاج من تاثیرے کردہ است، صداعے دارم، از آثار معلوم می شود کہ تب خواہم کرد۔ غذائے شب نخورد و خوابید، صبح کہ برخواست، تپے بشدت داشت۔ طہیبے "ابوالفتح" نام معالج قدیم او بود، آمد و تبرید کرد، تسکین نیافت، مبالغہ در مہرہات فوق الحد نمود، سون مند فیفتاد۔ تب درویش بندی شد، یعنی ہر روز شام می آمد

و تمام شب می ماند، بر اے تپ بستن تدبیر هائے بے شمار می کردند، اما از هیچ یکے این عقده سخت کشاده نشد۔ پس از ماهے مشخص گردید که این تپ متشبت بقلب است و استخوانی شده است، یعنی این درویش فحیف که مشت استخوانی بیش نیست، مبتلاے رنج باریک است۔ بہن گفت کہ اے پسر! جان من صرف نیاز است و جسم وقف گداز، رغبتے با غذایم نیست اگر می خورم، گرانی می کند، دوائیکه صبح طبیب می دهد، تا صبح دیگر کفایت است، می خواهم کہ تا بهیرم، ترک غذا بگیرم، پنج شش دسته هائے فرگس از بازار بطلب کہ بشرط حیات گاه گاه بو کرده آید۔ بہوجب ارشاد طلب داشتم و پیش او برابر گذاشتم، هر گاه چشم می کشان، دسته بدست گرفته بو می کرد و می گفت ”الکھدلله کہ سیر شدم“۔ چون بترک غذا پرداخت ما بیکسان را از خود فاسید ساخت، طاقت از دست و پا رفت، کار نا توانی بالا رفت، سخن بسیار کم راندے، نماز باشارت خواندے۔ بیست و یکم رجب حکیم، بعاتت قدیم، کاسے تبرید آورد، درویش ابرو توش کرد و نخورد و آن کاسے دوا را بر زمین زده گفت کہ اے مرده شو برده تاثیر دوا از روز اول ظاهر بود، من پاس تو می کردم کہ می خوردم، افسوس کہ نہ فہمیدی، برو دست از من بدار، ناقباحت فہمی مرضی است کہ علاج ندارد۔ انگاہ حافظ محمد حسن برادر کلان مرا کہ برادر اندر * بود، طلب

* (ن) بے مات، برادر اندر برادر، علاتی را گردید کہ از بطن دیگر باشد

نہوں و فرمود کہ ”من فقیرم و هیچ ندارم“ مگر سه صد جلد کتاب، رو بروے من بیارید، و حصہ برادرانہ کردہ بگیرید۔ او التماس کرد کہ من طالب علم، کرم این کار سرا بیشتر است و این برادران ربطے بکتاب ندارند، کنارہ ہاے اوراق چیدہ خواہد شد، یکے کاغذ باک خواہد ساخت، یکے در آب خواہد انداخت، اگر پیش من امانت گذارند، خوبست و گرنہ مختار اند۔ پدر از مزاج فاساز او خبر ہوں، شانہ گیر شد، و گفت چہ شد کہ ترک لباس کردہ، لیکن کچ پلاسی تو ہندوز فرفتہ است، می خواہی کہ طفلان بیچارہ را بازی دہی، و پس از مرگ دل بخرابی ایشان نہی؛ دانستہ باش کہ حق تعالیٰ غیور است، و غیور را دوست میدارد، غالب کہ میر معہد تقی دست نگر تو نشرد، اگر بنوع دیگر پیش خواہی آمد، کاسہ ہر سرت خواہد شکست، و نقش عزت تو پیش این بابا نخواہد نشست۔ خواہی دید اگر بہراک خواہی رسید، براے یک جلد کتاب پوست تو خواہد کشید، کم کاسہ شایستہ بے اعتباری است، بخل و حسد دلیل ذلت و خواری است، خوب است کتابہا را ببر و نگاہ دار۔ پس افگاہ روے سخن بہن کرد، گفت کہ اے پسر قرضدار سه صد روپیہ بذالان بازارم امید کہ تا ادا نکنی مردہ مرا بر نداری کہ من سکہ درست، مردے بودم و در ہمہ عمر دغا بازی نہ نمودہ ام۔ عرض کردم کہ غیر از

• یعنی کوشش بسہار درین کار دارم + یعنی اعراض شد
 † یعنی رسوا خواہد کرد § یعنی مضبوطالوضع

جادہ ہائے کتاب دم و پوستے* بنظر نہی آید، آنها را ببرادر کلان سپردید، ادائیگی قرض چساں توانم کرد۔ چشم پر آب نہود و گفت ”خدا کریم است، دل تلگ نباید شد۔“ کاغذ زر † در راه است، قریب می رسد، می خواستم کہ تا رسیدن زر زندہ بھانم، اما فرصت عھر کم است، ماندن نہی توانم۔ در حق من دعا کرد و حوالت با خدا کرد، ساعتی نفس شھرد، آخر حساب سپرد ‡۔

—(بے مروتی برادر)۔

درویش چون چشم پوشید، جھان در چشم من سیاه گردید، حادثہ عظیمی رو داد، آسمان بر من بیفتاد، دریا دریا گریستم، لنگر از دف دادم §، سر را بر سنگ زد، بر خاک افتادم۔ کل و مکمل § بسیار شد، قیامت پدیدار شد، برادر کلان من ترک مردم داری ¶ گرفت و بے چشم و روی ◊ اختیار نہود۔ دید کہ پدر آستین کہنہ داشت □ و بہ بے کسی جامہ گذاشت، قرضخواهان دامن گیر من خواهند شد، پہلو تھی ۱ کرد و گفت کسانیکہ ہمگیر ناز و نعم بودند، آنها دانند و کار آنها، من در حیات پدر دخیل کارے نگشتم، از وقف ارلادی ۱۱ ہم گذشتم، سجادہ نشینان او سلامت باشند، سر را می کنند، وجہہ را میخراشند، آنچه مصلحت وقت خواهد بود، خواهند نہود۔

* یعنی سرمایہ † کاغذ ہندی ‡ یعنی مرد

§ یعنی مضطرب شدم § یعنی شور و ہنگامہ

¶ یعنی ظاہر داری ◊ بمعنی بے حیائی

□ یعنی افلاس داشت ۱۱ کفارہ کردن (بمعنی وردہ

ملکہ تازہ بیکس شدہ بودم، چون سخنان بے تہ او را شنودم،
غم و غصہ بسیارے خوردم، التجا باو نبردیم، کھر را محکم بستم،
نظر بہر خدا نشستم - بدانان بازار دو صد روپیہ دیگر آوردند،
و سہاجت از حد بردند، پاس وصیت درویش بود، قبول نکردم،
ہمد را بزبان داشتیم، یعنی ملول نکردم۔

در ہمین حال آدم سید مکمل خان کہ مرید عم بزرگوار
من بود با ہندوی پانصد روپیہ تازہ سکہ رسید، و درد شریک
من کردید، سہ صد روپیہ بقرضخواہان داد، فارغخطی گرفتم
و بصد روپیہ درویش را برداشتم بردم و در پہلوے پیر او
بخاک درآوردم۔

—(حقیقت من دل ریش، بعد واقعہ درویش)۔

بے مروتی ہاے آسمان را دیدم، ستمہاے روزگار کشیدم،
نے نے گناہ فلک و جرم زمانہ چہیست، من ستارہ نداشتم کہ
سایہ چہین آفتابے از سر حد* من رفت، ہر چہ کرد، طالع من
کرد، غیر از دست خود ہر سر نیافتم، یعنی کسے را سایہ کستر
نیافتم، خانہان برسر غیرت نہادم، زینہار ہر در کس نہ
ایستادم، لبم بحرف طلب آشنا نکردید، چشم من بہ بہیچ چیز
ندوید، سایہ دست کسے نہ گرفتم + و سر دستے بہن کسے
نگرفت +، یعنی خدای کریم مرا شرمندہ احسان کسے نکرد،
و دست نگر برادر کہ برسو من داشت، ساخت، قفل ماتم

* (ان) 'حد' نہیں ہے
‡ یعنی کسے امداد نہ کرے
‡ یعنی اعانت کسے نحواستم
‡ کنایہ از کینہ کردن

درویش قسمت ساختم، کار را به لطف خداوند انداختم -
 دم خود را ببرادر خورد سپرده بتلاش روزگار در اطراف
 شهر استخوان شکستم، لیکن طرفی نه بستم، یعنی چاره کار
 در وطن نیافتیم، ناچار بغربت شتافتیم، رنج راه بر خود هموار
 کردم، شهادت سفر اختیار کردم، بشاهجهان آباد دہلی رسیدم،
 بسیار گردیدم، شفیعے ندیدم -

خواجہ محمد باسط کہ برادر زادہ
 صہمام الدولہ امیرالامرا بود عنایتے
 بحال من کرد و پیش نواب برد -
 چون مرا دید، پرسید کہ این پسر از

میر صاحب کا دہلی جانا
 اور امیرالامرا کا روزینہ
 مقرر کرنا

کیست؟ گفت از میر محمد علی است، فرمود از آمدن این
 پیدا است کہ ایشان از جهان رفته باشند - پس از افسوس
 بسیار سخن زد کہ آن مرد بر من حقها داشت - یک روپیہ روز
 از سرکار من باین پسر میدادہ باشند - التماس نمودم، اگر نواب
 لطف می فرماید دستخط کردہ بدهد کہ جائے سخن متصدیان
 نہاد - التماسے کہ نوشته بودم، از کیسہ بر آوردم - ناگاہ از
 زبان خواجہ مذکور برآمد کہ وقت قلہدان نیست، چون این
 سخن شنیدم، بقاہ قاہ خندیدم - نواب در روی من دید و سبب
 خندہ پرسید - عرض نمودم کہ این عیار ترا نفہمیدم، اگر
 ایشان می گفتند، قلہدان بردار حاضر نیست، این حرف
 گنجایش داشت یا آنکہ وقت دستخط نواب نیست بابتی بود،

وقت قلمدان نیست انشاء تازہ است - قلمدان چوبی پیش
 نہی باشد، وقت و غیر وقت نہیداند، بہر نفریکہ اشارت رود
 برداشتمہ بیارد - نواب بخندہ درآمد و گفت کہ معقول می گوید۔
 غرض تکلیف مرا برخاک نیفگندہ قلمدان طلبید، و آن التماس
 بشرت دستخط رسید۔ روز دربار بادشاہ بود، کمر بستہ
 باستان، بعنایت تھامس میان داد*۔ تا عہدیکہ فادر شاہ بر
 محمد شاہ کہ حالا بغردوس آرامگاہ ملقب است مسلط شد،
 و نواب مذکور بسبب پیش جنگی گُشتہ افتاد، آن روزینہ می
 یافتم، نان و نمک میخوردم، و بسر میبرد۔

بعد این انقلاب باز روزگار سنگین
 دل کار را بر من تنگ گرفت،
 کسانیکہ پیش درویش، خاک پای
 مرا کُحل بصر می ساختند، یکبار از
 نظرم انداختند۔ ناچار بار دیگر
 بدہلی رسیدم و منتہائی بے منتہائی

امیرالامرا کے انتقال کے
 بعد میر صاحب کا
 دوبارہ دہلی جانا اور
 اُن کے ساموں سراج الدین
 علی خان آرزو کی
 بد سلوکی

خالوے برادر کلان کہ سراج الدین علی خان (آرزو) باشد کشیدم
 یعنی چندے پیش او ماندم و کتابے چند از یاران شہر خواندم۔
 چون قابل این شدم کہ مخاطب صحیح کسے می توانم شد،
 نوشتہ اخوان پناہ رسید کہ میر محمد تقی فتند روزگار است
 زمینہار بہ تربیت او نباید پرداخت، و در پردہ دوستی کارش
 باید ساخت۔ آن عزیز دنیا دار واقعی بود، نظر بر خصومت
 ہمیشیرہ زادہ خود بد من اندیشید، اگر دوچار می شدم

چار چار می زد* و گر اعراض می کردم نواخوانی می نمود†
 هر روز چشمش بدنبال من می بود‡
 می کرد - چه بیان کنم که ازو چه دیدم^۱ چگویم که چه حالت
 کشیدم^۲ هر چند پندبه دهانی اختیار می کردم^۳ او از حلاجی
 دست نمی داشت^۴ با صد هزار احتیاج یک روپیه ازو
 نمی خواستم^۵ اما سلاخی نمی گذاشت - خصمی او اگر به تفصیل
 بیان کرده آید^۶ دفترے جداگانه می باید^۷ خاطر گرفته من گرفته
 تو شد^۸ سودا کردم^۹ دل تنگم تنگ تو گردید^{۱۰} وحشتے پیدا
 کردم^{۱۱} در حجره^{۱۲} که می بودم^{۱۳} نارش می بستم و باین کثرت غم
 تنها می نشستم - چون ماه بر می آمد^{۱۴} قیامت بر سر می آمد^{۱۵}
 هر چند از آن هنگام که دایه ام دم رو شستن ماه ماه می گفت
 و من بسوی آسمان می دیدم^{۱۶} نظری بهام میداشتم^{۱۷} لیکن نه
 باین مرتبه که کارم بدیوانگی کشد و وحشت بجای رسد که در
 حجره^{۱۸} من باندیشه □ باز کنند و از صحبتتم احترامز نهائند -

(نقل تحفه) در شب ماه پیکرے

خوش صورت^{۱۹} با کمال خوبی^{۲۰} از جرم

قهر انداز طرف من می کرد و موجب

میر صاحب کی حالت
مجلونانہ

بے خودی می شد - بهر طرف که چشم می افتاد^{۲۱} بران رشک
 پری می افتاد^{۲۲} بهر جا که نگاه می کردم^{۲۳} تماشای آن غیرت حور
 می کردم^{۲۴} در و بام و صحن خانه من ورق تصویر شده بود^{۲۵} یعنی

+ یعنی کنایه می کرد

§ یعنی جنون پیدا کردم

* یعنی بهبودی گونی می کرد

† یعنی خرابی من میخواست

□ یعنی بهراس

ان حیرت افزا از شش جہت رو می فہود، گاہے چون ماہ چہار دہ مقابل، گاہے سیر گاہ او منزل دل۔ اگر نظر بر گُل سہتاب، می افتاد، آتشی در جان بے تاب می افتاد، ہر شب باو صعبت، ہر صبح بے او وحشت، دمیکہ سفیدہ صبح می رسید، از دل گرم آہ سرد می کشید، یعنی آہ می کرد و انداز ماہ می کرد۔ تمام روز جنون می کردم، دل در یاد او خون می کردم، کف بر لب چون دیوانہ و مست، پارہ ہاے سنگ در دست، من افتان و خیزان، مردم از من گریزان، تا چار ماہ، آن گُل شب افروز رنگ تازہ می ریخت و از قتنہ خرامہا قیامت می انگیخت۔ ناگاہ موسم گُل رسید، داغ سودا سیاہ گردید، یعنی چون پریدار شدم مطلق از کار شدم، صورت آن شکل وہمی در نظر، خیال زلف مشکینش در سر، شایستہ کنارہ گیری شدم، زندانی و زنجیری * شدم —

ہمسر فخرالدین خان کہ مرید درویش
بود، قرابت قریبہ داشت، زر بسیاری
خرچ فہود، پریخوانان افسون دمیدند،

اطبا کے معالجے سے میر
صاحب کا صحت پانا

طیبیان خون کشیدند۔ تدبیر اطبا سود مند افتاد، پائیز +
آمد و بہار ریخت، سلسلہ جنون از ہم گسیخت، نقشے کہ
وہم بستہ بود، از صفحہ خاطر محو شد، در سے کہ از جنون
خواندہ بودم، فراموش گشت۔ لب با سکوت ماوت شد، پریشان
گوئی موقوف شد، تر طیب دماغ کردند، خواب افزود، طاقت

رفتنہ باز رو نہوں، یعنی بحال آمدن و بد خوابی رفت، از پیش نظر آن چہرہ مہتابی رفت، پس از چندے رو بصحت کامل آوردن و شروع بخواندن ترسل * کردم۔

(نقل) روزے برسر بازار، جز کتابے در دست نشسته بودم، جوانے میرجعفر نام ازان واہ گذشت، نظرش بز من

میرجعفر سے تعلیم
حاصل کرنا

افتاد و تشریف داد۔ بعد از ساعتے گفت کہ اے عزیز دریافتہ میشود کہ ذوق خواندن داری، من ہم کشتہ کتابم، اما مخاطبے نہی یابم، اگر شوق † داشتہ باشی، چندے می رسیدہ باشم۔ گفتم دستے ندارم کہ خدمتے از من بیاید، اگر اللہ این رفیع بر خود گوارا کنی، عین بندہ نوازی است۔ گفتا اینقدر هست کہ تہ پاتا نباشد ‡، پا بیرون نہی گذارم۔ گفتم خدای کریم آسان خواهد کرد، اگر چہ من ہم چیزی ندارم۔ پا ورقہای آن نسخہ درہم را مطابق سرصفحہای آئندہ کردہ داد و رفت۔ ازان روز اکثر ملاقات آن ملک سیرت و آدم صورت اتفاق می افتاد، و بلطف نہایتم زبان میداد، یعنی دماغ خود می سوخت و مرا چیزے می آسوخت، تا مقدور من نیز بالش نرم زیر سر او می گذاشتم، یعنی صورت او بود، آنچه میسر میداشتیم۔ ناگاہ خطے از وطن او کہ عظیم آباد بود، رسید و آنہوں رخت خود کام و نا کام بان صوب کشید۔

* یعنی مکتوبات می خواندم + (ن) شوق کاملے

‡ یعنی چیزے برائے ناشتا باشد

بعد از چندے با سعادت علی قام،

سیدے کہ از امر وہہ بود برخوردارم۔

آن عزیز مرا تکلیف موزون کردن

ریختے میں
سید سعادت علی کی
شاگردی

ریختہ کہ شعریست بطور شعر فارسی، بزبان اردوے معلیٰ

بادشاہ ہندوستان و دران وقت رواج داشت کرد۔ خود کشی*

کردم، و مشق خود بھر تبتہ رساندم کہ موزونان شہر را مستند

شدم، شعر من در تہام شہر دوید و بگوش خرد و بزورگ

رسید۔

یکروز خالوی کذائی بر طعام طلبید،

تلاخی ازو شنیدم، بیہزہ شدم، دست

رعایت خان کا توسل

در طعام نا کردہ برخاستم۔ چون پایے چراغے + نداشتم، شام

از خانہ او برآمدہ راہ مسجد جامع پیش گرفتیم۔ اتفاقاً راہ

غاط شد، بر حوض قاضی کہ آبگیر خوردی نزدیک بحویلی

وزیرالمہالک اعتمادالدولہ واقع است رسیدم و آب کشیدم۔

آنجا علیم الہ نام شخصے پیش آمد و گفت کہ شما میر محمد تقی

میر نباشید؟ گفتم از چہ شناختی؟ گفتنا طور سودائیانه شما

مشہور است، رعایت خان کہ پسر عظیم الہ خان یزنہ

اعتمادالدولہ قہرالدین خان باشد، از روزیکہ زادہ طبع نکتہ

انگیز باو رسیدہ است، اشتیاق ملاقات بیش از بیش دارد؛

اگر بدست من اورا دیدہ شود، سبب حجرائی من گردد۔

رفتم و دیدم، آدمیانه بر خورد و با خود رفیقم کرد، تہمتی

* جہد بلیغ + از کسے پایے چراغ داشتن یعنی منتفع

شدن ازو۔

ازو بستم و از قید تنگدستی رستم—

شاہ درانی کا دلی پر حملہ کرنا اور شکست کھانا	ہنگامے کہ شاہ درانی بلاہور آمد و شاہنواز خان پسر ذکریا خان کہ صوبہ دار آنجا ہوں، گریخت، وزیر
--	--

و صفدر جنگ و ایشر سنگہ پسر راجہ جے سنگہ کہ زمیندار
کلانے ہوں، بادشاہ زادہ احمد شاہ را باخود گرفتہ بجنگ او
بر آمدند۔ آن طرف سرھند ہو وزیر گولہ رسید و زمیندار
مذکور بس خم زدہ۔ صفدر جنگ و معین الملک کہ پسر وزیر
شہید باشد، احمد شاہ را سوار کردہ، جنگ افغانان زدند۔
من درین سفر باخان منظور ہوںم و خدمتھا می نمودم، ہر گاہ
شکست فاحشی بر لشکر افغانان افتاد و گریخت، معین الملک
ناظم لاهور شد۔ خان مذکور چون عضو از جا رقتہ، ترک رفاقت
او گرفتہ، با صفدر جنگ روانہ شہر شد —

معہد شاہ کا انتقال اور احمد شاہ کا تخت نشین ہونا	قریب پانی پت کہ شہریت مشہور، چہل کروہے شاہ جہان آباد، خبر رسید کہ معہد شاہ بآن جہان خرامید،
--	---

عالمے لکد روز گار خورد۔+ صفدر جنگ لکد برابر زدہ+
چتر و تخت پیش احمد شاہ آورد۔ نوبت سلطنت بار رسید،
با کر و فر تھام داخل شہر شد۔ این جا جاوید خان کہ خواجہ
سراے باد شاہ مرحوم ہوں بخطاب نواب بہادر مخاطب گشت

* یعنی گریخت + یعنی پائمال شد

‡ لکد برابر زوں = تفاخر کردن

و اختیار سلطنت بدست او افتاد-

هر روز اختیار جهان پیش دیگریست

دولت مگر گداست که هر روز بر دریست

صغدر جنگ کی وزارت | وقتیکه نظام الملک آصفجاه در دکن فوت گشت، منصب وزارت به

صغدر جنگ رسید و سادات خان ذوالفقار جنگ به بخشگیری سر فراز گردید. امارت وزیر حال بجای رسید که بال و گوپال* او را شاه هم نداشت. بخشی حال، راجه بغت سنگه را که زمیندار کلان کار نام گرفته† بود، و برادر کلانش ابهه‡ سنگه ریاست جوده پور داشت، نیابت صوبه اجمیر داد، بر روی او دوانید. راجه مذکور خانرا سردار فوج نموده با خود برد. در ظاهر سامر که قصبه ایست معروف، بیست گروه این طرف اجمیر، هر دو لشکر طرف شدند§ و جنگ توپ خانه بهیمان آمد. مردمان طرف ثانی پاس نمک نکرده، چون غیرت بحرامان یک روز هم تن ندادند، تا بجان دادن چه رسد. ناچار رئیس آن طرف ملهار را که در سرداران دکن نام برآورده مرده بود، درمیان داد، سر بسر کرد و رفت¶. من پس از صلح برای حصول سعادت زیارت درگاه فلک اشتباهه خواجه بزرگ رفتم. و سیر آن فواحی کرده برگشتم —

* یعنی شان و شوکت + مشهور † (ن) ابهی

§ یعنی مقابل شدند § یعنی صلح کرد و رفت

سادات خان ذوالفقار | این جا در اسرے زبانبازی بہیمان آمد،
 جنگ اور بخت سنگہ | راجہ بخت سنگہ ابرو ترش کرد،
 کی نزاع | صحبت خان و او* قروتی شد†۔

ستار قلی خان کشمیری کہ صورت بازی بیش نبود، برو صد
 دهن † خواند، کار بنزاع کشید، خان صرفۂ خود ندیدہ، مرا
 فرستاد و عذر دہ زبانی § خواست۔ رفتم و از جانب او
 مصحف خوردم § کہ آئندہ چنین نخواهد شد، اما دلش آہے
 نخورد ¶ و صرفہ نداد □۔ زر تنخواہ مردمان رسالہ ہمگی
 فرستاد و خیر باد کرد۔ بارے بخیر گذشت، خان از آن جا
 و اسوختہ ✕، بشہر آمد، و چندے در خانہ نشست۔

(نقل) شب ماہ بر مہتابی پسر |
 خوانندہ رو بروے خان نشستہ بود و |
 می خواند، چون سرا دید، گفت کہ |
 میر صاحب کی |
 نازک مزاجی |

میر صاحب دوسہ شعر ریختہ خود باین بیاموزید کہ این
 طفل در بستہ ○ بکار درست کردہ بخواند۔ گفتم کہ من نقش
 این کارندارم ○۔ گفت شمارا بسر من۔ چون پایہ تبعیت
 درمیان بود، ناچار حکم او کشیدم، پنج شعر ریختہ باو آموختم۔
 اما بسیار بر طبع نازک من گران آمد، آخر بعد از دوسہ روز
 خانہ نشین گشتم۔ ہر چند لطف فرمود، نرفتم و ترک آن روزگار

* (ن) 'خان و او' نہیں ہے + یعنی صحبت بے مزہ شد
 † یعنی صد قسم سخن § ہرزہ گوئی § یعنی قسم خوردم
 ¶ اعتبار نکرد □ یعنی فرصت نداد ✕ یعنی اعراض کردہ
 ○ نام پردہ ایست ○ از عہدہ کار بر نیامدن

گرفتیم۔ سروت ذاتی آن مرد نگذاشت کہ فقیر را فاکام گذارد۔ برادر میر معہد رضی را نظر برفاقت من اسپ از خانہ خود داد و نوکر کرد۔ چون پس از مدت مدیدہ رفتہ ملاقات نمودم، عذر بسیاری نمود، گفتم، ”گذشتہ را صلوات“ —

نواب بہادر کی ملازمت
 ہر گاہ چندے بر این گذشت تلاش
 روزگار بخانہ نواب بہادر کردم و
 نوکر شدم۔ اسد یار خان بخشی فوج او احوال مرا نقل کردہ
 اسپ و تکلیف نوکری معاف کدانید۔ پاس من از حد بیشتر
 می کرد و پہلو می داد*؛ خدایش خیر دہان —

جنگ وزیر با افغانان
 ایامے کہ قائم خان پسر معہد خان
 بنکش بجنگ رھیلہ ہا کشتہ شد
 و صفدر جنگ برائے ضبط کردن خانہ او رفت، من بتقریبی
 باسحاق خان نجم الدولہ جہت سیر آن طرف رفتم۔ چون با
 احمد خان برادر خورد قائم خان جنگ عظیم روداد، فوج
 وزیر شکست خورد، و اسحاق خان گُشتہ افتاد، بآن لشکر
 شکستہ باز بشہر رسیدم و تصدیح بے حد کشیدم۔ وزیر بار
 دیگر لشکر کشید و افغانان را مغلوب ساختہ بہ تسلط تہام
 در حضور آمد —

فیروز جنگ کی وفات
 اور میر صاحب کا
 مطول کا پڑھنا
 در حینے کہ ذوالفقار جنگ میر بخشی
 بسبب خصومت نواب بہادر از پایہ
 خود افتاد و نوبت امیرالامرائی

به غازی الدین خان فیروز جنگ، پسر آصف جاہ رسید۔ او
برائے نظم و نسق صوبہ دکن رفت و در راہ ہیضہ کردہ در
گذشت۔ خلعت بخشیکری عہدالہلک پسرش پوشید۔ بندہ ترک
ملاقات عزیزان گرفتہ، بخواندن مطول مشغول شدم۔

نواب بہادر کا قتل،	موسمے کہ صفدر جنگ نواب بہادر
میر صاحب کی بیکاری	را بہ دغا گشت روزگار عالمے برہم
اور مہا نرائین دیوان	خورد، من نیز بیکار شدم۔ مہا نرائین
وزیر کی ملازمت	دیوان وزیر بدست داروغہ دیوان

خانہ خود، میر نجم الدین علی (سلام) تخلص، کہ پسر میر
شرف الدین علی (پیام) بود، چیزے فرستاد، و باشتیاق بسیار
مرا طلبید۔ دست در دامن پہلو دار* او زدہ و چند ماہ
بفراغت گذرانیدم۔

وزیر کی بغاوت اور	ہنوز خون خواجہ سراے مظلوم
بادشاہ اور وزیر میں	نخواستہ بود کہ روزگار سرپاے زدہ
جنگ اور وزیر کی	قتنہ عجیبے را از خواب بیدار ساخت
شکست	و طرح ہنگامہ عظیمے انداخت، یعنی

وزیر را توہمے پیدا شد، سر از فرمان بادشاہ پیچید۔ ہر چند
بدر صلح زدند، اما سر از غرور ثروت فرود نیاورد، ناچار
بادشاہ از پے او رسن تابید، آخر از شہر برآمدہ، آمادہ جنگ
خداوند نعمت شد۔ این جا عہدالہلک نبیرہ آصف جاہ کہ منصب
بخشیکری داشت و انتظام الدولہ خالوے او پسر اعتماد الدولہ
شہید، و دیگر سرداران فوج بادشاہی بحفاظت شہر

پرداختند - شهر کهنه تمام بغارت رفت، تا شش ماه جنگ در میان بود - اگرچه بالقوه خصمانه او نداشتند، لیکن کسان فوج شاه آنچنان پا فشردند که کار را پیش بردند - پاه ثبات وزیر سرکش از پیش بدر رفت، ناچار پیغام صلح فرستاد، بادشاه هزیمت او را غنیمت دانسته دستوری صوبه اش داد - وزیر انتظام الدوله شد -

دربین ایام، من از فاساعدت ایام،	مامون کی همسائگی
همسائگی خالو گذاشته نظر برین که	چهور کر امیر خان کی
مرا بچشم کم خواهد دید، در حویلی	حویلی میں سکونت
امیر خان مرحوم (که امیر کلان عهد	اختیار کی

معهد شاهی بود، و صوبه داری اله آباد، و رگ خواب سلطنت در دست داشت، و انجام تخلص اوست، بغوش سلیقگی و طلاق لسان زبان زدن مردم است، و موجب مهم علی معهد روهیله شده، بادشاه را بر آورده او را بگیر آورده * بود، انجام کار از دست یکی از نوکران خود بر دروازه دیوان خاص گشته شد) - سکونت اختیار کردم و بلطائف الحیل بسر بردم -
 عباد الهلک در اندک مدت زور بهم رسانیده، سرداران دکن را از خود ساخته، بجرم رفاقت صفدر جنگ، بر سورج مل که زمیندار زور آورے بود، لشکر کشید. و از سر تبوی + قلعه او محاصره کرده کار را تنگ گرفت؛ پسر ملهار در همان جنگ کشته افتاد. زمیندار مذکور نوشت و خوانده

با وزیر داشت ، این معنی سبب نفاق طرفین شد - بادشاه بر آمده ، بست گروه آنطرف آب جهن قریب سکندرآباد خیمه کرد - روزی شام خبر رسید که سرداران دکن و عمادالملک با سورج مل طرح آشتی انداخته ، بارانۀ غارت دائرۀ لشکر بادشاه ، حاضر یراق جنگ * گردیده دوبده اند ، قریب است که برسند - بادشاه بهصلحت صمصام الدوله میر آتش و حرام کوزۀ چند که بکار پردازان بخشی گری ساخته بودند ، فاسوس را هم گذاشته ، مضطرب و سراسیمه گریخت - آنجا نزدیک بصبح فوج دکن رسید و لشکر را همگی بغارت برده ، متعاقب آمدند ، و آنروز آب خیمه ها زدند - نسق شد که از مردمان بادشاهی کسی در قلعه نماند ، اگرچه آن حرام توشه ها پیشتر ازین برخاسته رفته بودند - بعد از بندوبست عمادالملک آمد و قلمدان وزارت گرفت - وزیر مغز خور + خورده ، از غردلی † بکنج خزید و بادشاه خرد کم کرد ، متوجه باغ گردید - بعد از ساعتی یاران غدار بغدر دستگیر نمودند و میل در چشمش کشیده ، نبیره بهادر شاه را بر تخت نشاندند و عالمگیر ثانی پیش خواندند - مردمان بی ته در عرصه درآمدند ، هرچه شد بیعاشد - صمصام الدوله که از عقل بهره نداشت امیرالامرا شد - من در این سفر وحشت اثر با احمدشاه بودم ، آمده عزلت اختیار نمودم —

درین حال که صفدر جنگ بساطحیات در پیچید و ریاست صوبه

* بمعنی مهیا † بمعنی احمق ‡ بزدلی —

بشجاع الدوله پسر او قرار یافت*، خالوے من بادیه پیمائے طمع شد، یعنی در لشکر شجاع الدوله باین توقع رفت که برادران اسحاق خان شهید آن جا هستند، نظر بر حقوق سابق رعایتی خواهند کرد، جز با دستش نیامد، لکن زمانه خورد و هم آنجا مرد، مرد او را آوردند و در حوالمیش بخاک سپردند—

بعد از دو سه ماه راجه جگل کشور	راجه جگل کشور کی قدر دانی اور شاگردی
که در وقت محمد شاه دکیل بنگاله بود و بشروت تمام میگزرانید، مرا از خانه برداشته برد و تکلیف اصلاح شعر خود کرد. قابلیت اصلاح ندیدم بر اکثر تصنیفات او خط کشیدم —	

در این هنگام راجه ناگر مل که در سلطنت فردوس آرام گاه بدایونی خالصه و تن ممتاز بود، به نیابت	راجه ناگر مل کا عہدہ نیابت وزارت پر سرافراز ہونا
---	--

وزارت، خطاب مہاراجگی و عہدۃ الملکی سرفراز شد. چون مظلومان شہر را در خانہ خود جا میداد و بدان ایشان می رسید، کار آن سر کرده بدشمنی کشید؛ اگر بہ دربار میرفت، خودش با حزم تمام و کمال طمطراق و فوج او ہمہ حاضر یراق، فریب یاران بد پرداز، نہی خورد، ببالاچاقی† بسر می برد. درین ولا صہمام الدوله کہ عبارت از میر بخشی حال باشد، بہر ض سل در گذشت. پسرش کہ بے حقیقت معض است بجای او

† بالاچاقی یعنی غلبہ

† (ن) بے تہ

• (ن) رسد

در این اثنا شاه درانی که هزیمت
خورد از سر هندی رفته بود و در سر
خیال هند و ستان داشت، بالشکرے

شاه درانی کا دوسرا
حملہ

گران به لاهور آمد - رضیح و شریف آنجا چه ستمها که نکشیدند
و چه جفاها که ندیدند - چون مانعے نبود، از آنجا قصد شهر
نہود - یعنی معین الملک پیشتر مغلوب شده، بعد از چندے از
اسپ افتاد و رو بوادے عدم نہاد، و از آمد آمد او بنگ از
کلے یاران پرید، از بادشاه و وزیر هیچ نہ شد، آخر برسرم
پذیرا او رفته قید شدند - راجہ ناگر مل با بعضے رؤسا مثل
سعدالدین خان خان سامان، وغیرہ برائے حفظ خود بقلاعہ جات
سورج مل رفت - قریب یک ماہ بر شهر سختی صادرہ ماند -
انگاہ شاه بعالمگیر سلطنت بخشیدہ، وزیر را با خود گرفت و
انداز اکبر آباد کرد - فوج او دست غارت کشان، متہرا کہ ہڑدہ
کردہ این طرف شہری بود با کمال رونق و آبادی، قتل شد -
چون ہوا متعفن گردید، شاه از خوف طاعون معاملات سورج مل
ملتوی گذاشتہ دفعۃً کو چید و دختر مہمد شاه را بعبائے نکاح
در آوردہ بالا بالا رفت - عماد الملک در نواح اکبر آباد ماند -
نجیب الدولہ کہ در جنگ صفدر جنگ نوکر وزیر شدہ بود،
ترقی نمایان کردہ میر بخشی گردید و مختار سلطنت شد -

راجہ ناگرمل کا مصلحت سے فوج دکن کو شہر سے نکال دینا	این جا راجہ ناگر مل با سردار * دکن بر خورد، وزیر و احمد خان و آنها را بر نجیب الدولہ برد - او شہر بند
---	---

گشت، جنگ توپ خانہ بہیمان آمد۔ بعضے از سرداران کہ برائے خویش بودند، باندک غالبہ انداز خرابی شہر میگردند۔ راجہ مذکور کہ مدعایش جز نیک نامی وزیر ہیچ نبود، برائے مہانعت برکار سوار شدہ † آہا را باز میداشت و می گفت کہ بر شہر زدن شما بر قالب زدنست ‡؛ فوج دکن ناموس عالمی بر باد خواہد دان، شما بروہ بند □ این کار نہ آید، نہ شود کہ شہر بغارت رود و بد نامی عاید شود۔ اصلح آنست کہ روہیلہ ہا را بصلح بر آریم و شہر را سلامت نگہداریم۔ پایان کار با نجیب الدولہ سر بسر کرد و از شہر بر آورد۔ او بہ سہارن پور کہ در فوجداری خود داشت، رفت۔ وزیر و اعزہ دیگر داخل شہر شدہ، فوج دکن را رخصت نمودند۔ داروغگی توپ خانہ بہ پسر ○ راجہ تقرر یافت۔ میر بخشی احمد خان ¶ شد۔

† یعنی مقور شدہ

* (ن) سرداران

□ یعنی واقف ○ (ن) برائے

‡ کار بھودہ کردنست

¶ (ن) و مہر بخشی گہی بہ

بہادر سنگہ پسر کلان

احمد خان بلگش

یکے پیش راجہ جگل کشور شکایت روزگار کردم، آن عزیز از خجالت سرخ و زرد شدہ گفت کہ من شال کهنہ * دارم، اگر دستے می داشتتم، چشم نمی پوشیدم۔ روزے سوار شدہ بخانہ راجہ ناگر مل رفت و تقریب من کردہ

راجہ جگل کشور سے شکایت روزگار اور راجہ کا میر صاحب کو تسلی دینا اور کچھ مدت کی پریشانی کے بعد قدر دانی

طلب داشت، رقتم و بدست او ملاقات نمودم۔ لطف بسیاری کرد و گفت، ضیافت شیراز حاضر است†، یعنی حصہ شما ہم خواهد رسید، بارے تسلی شدم و برخوردارم۔ روز دیگر کہ صحبت شعر اتفاق شد، گفت کہ ہر بیت میر ماٹا بعقد گہر است، طرز این جوان مرا بسیار خوش می آید۔ بہمین وتیرہ چندے رقتم، اما چیزے بدست نیامد۔ چون کارڈ باستخوان رسیدہ بود‡، اضطراب بسیاری لاحق شد۔ یکے بعد از نماز صبح بر در ایشان رقتم، جے سنگہ نام میر دہۂ چوبداران پیش آمد و گفت کہ این کدام وقت دربار است۔ گفتم کہ حالت اضطراب است۔ گفتا شہا را مردمان درویش می گویند، مگر گوش زد نشدہ است کہ ”لا تتعصرک ذرۃ إلا باذن اللہ“۔ این جا از علو مرتبت پرواے کسے نیست، صابر و شاکر باید بود، ہمہ چیز در گرو وقت است، این راہ اندکے دور است، دیدن پسر کلان ۱۱ ایشان ضرور است۔ قر آمدم ۱۲ و بر آمدم —

* کنایہ از افلاس † یعنی آنچه مہیاست موجودست
 ‡ یعنی کار بتمامی شد ۱۱ (ن) از تنگ دستی بجان
 آمدہ ام ۱۲ (ن) صاحبزادہ ۱۳ یعنی شرمندہ شدم

شبهی بگفته او پیش پسر ایشان * رفتم، دربانان مهافعت کرد و گفت دیدن ایشان این وقت امکان ندارد - ناچار برگشته آمدم - دیگر بعد از نماز عشا باز رفتم، دیدم که در بے دربانست - پرسیدم که "دربان کجا رفت؟" گفتند "امروز درک سرش بعد از گرفته بود که نهی توانست نشست" - دانفتم که اراده حق تعالی متعلق است، بدیوان خانه در آمده، در یافتم، و صحبت شعر داشتم - خواجه غالب † که جوان زور مندی بود، و با من تعارفی داشت، احوال مرا مفصل گفته چیزه مقرر کنانید، تا یک سال می یافتم - شبهی بخدست راجه حاضر شدم، ایشان زر یک سائله مرا تقدیراه نموده گفتند "اکثر مرا می دیده باشید" - ازان روز بعد نماز عشا بطریق ملازمان در خانه باغ ایشان می رفتم و تا دو پهر شب می ماندم - گل ‡ این خدمت آن بود که بشگفتگی خاطر اوقات میگذرانیدم - اکنون خامه زبان دراز طرح سخن بطور دیگر می اندازد -

(سافحه) سرداران دکن ملک را از خود می دانستند و خیال جنگ شاه در سر میداشتند - تیمور شاه پسر شاه درانی و جهان خان سردار فوج را با مردم قلیل شنیده و از دنباله آن پروا نکرده یلغر به لاهور رفتند - فوج کم شاهی تاب جنگ نیاورده گریخت - اینها تا برودخانه اتک متصرف شده، صاحبان نام سردار را برای ضبط آن طرف گذاشته، روانه وطن

* برادر اے بهادر سنگه † (ن) جالب ‡ یعنی حاصل
 ○ دنباله داشتن از عقب داشتن چیزه و این در محل
 نفرین استعمال کنند -

که عبارت از دکن است گشتند —

چند سانحات کا	چون نوشتن این سانحات بر سبیل
اجہالی ذکر	اجہال منظور داشتیم، اکثر مقدمات
	مثل چشم سخت کردن * عہد الملک

بر شجاع الدولہ، و مصلح بودن راجہ، و ہنگامہ بے ادائیگی بدخشیان، و زبون گشتن⁺ آنها از جرأت وزیر و راجہ و نجیب خان، و رفتن وزیر بہ لاہور برائے ضبط اموال معین الملک کہ خسر او بود، و بر آوردن زن صوبہ دار مذکور از شہر مسطور و گشتن عاقبت محمود کشمیری، و کشتہ شدن ستار قلی خان کشمیری، و خرابی شہر دہلی، و بغارت رفتن خانہاے مردم از جور بے تہی⁺ چند کہ تازہ بر روے کار آمدہ بودند، و غافل بودن این خران از چوب خدائی[§] و رفتن عالی گہر با یکے از سرداران دکن کہ حالا تہمتی بادشاہت است، و بدست فرنگیان گرفتار، و پس از چندے آمدن او بشہر برائے ملازمت پدر و برسم پذیرہ رفتن[△] راجہ و غدر کردن یاران و زخمی شدہ رفتن او بجانب مشرق و لکد بخت خوردن \circ و بادشاہ شدن و قید کردن انتظام الدولہ خان خانان و بر آوردن سلاطین از قلعدہ بگفتہ فاکسان و باز آمدن آنها برسوائے کہ نا نوشتہ بہ است، قلم زبان آدر من بتفصیل نہ نکاشت، زیراچہ این سو جز \cap گنجائی این ہمہ اطناب \cup نہداشت۔

* تہذ و تہذ نظر کردن + مغلوب گشتن † بے حوصلہ
 \S از انتقام Δ پھشوا رفتن \circ لکد بخت خوردن
 بمعنی فلک زدہ و حوادث زدہ ست، و لکد روزگار خوردن،
 مرادف آن \cap یعنی مختصر \cup طول دادن

فوج دکن کی چڑھائی
دلی پر
ہندو روزگار این ہمہ بلاہا را بتمام
برنچیدہ ہوں کہ گردش آسمان حقہ باز
فتنہ تازہ را ہمرصہ ظہور آورد - آشوب

عجیبیے برخواست، یعنی سردار جنگو نام، با فوج بسیاری از
دکن رسید و گذار لشکرش در سواد شہر افتاد، دل اکثری از
جا شد، قیامت برپا شد، رئیسان رنگ رو باختند، شاہ و
وزیر باو ساختند - دتا نام سرداری کہ مدارالمہام آن سردار
جگردار* و جوان چارشانہ † ہوں، از خود کرد، بہ نجیب الدولہ
کہ بکنار گلگ در جاے قلب ثبات قدم ورزیدہ تہکن داشتہ
دوانیدند - آنجا جنگ عظیم اتفاق افتاد -

این جا عزیزان بخانہ وزیر انجمن شدند † کہ اگر این فوج
سنگین بر گردد و برسا ریزد، قیامتی بر انگیزد کہ عالم
تہ و بالا شود و شہر بغارت رود؛ اگر دست دہد، شریک شدہ کار
نجیب الدولہ بسازیم و گرنہ واسطہ گردیدہ بصلح پردازیم -

دھوکے سے بادشاہ
عالمگیر ثانی اور
انتظام الدولہ خانخانان
کا قتل
ہرگاہ قرار یافت وزیر ہر آمد و آنطرف
آب خیمہ کردہ، مکلف بادشاہ گشت -
او تہارض § نمودہ جواب صاف داد -
یاران چون از بادشاہ دلجمعی نہاشتند،

مشورت کردند کہ بشہر بروند و بادشاہ را از میان بردارند
و انتظام الدولہ را نیز زندہ نگذارند - راجہ ہمان شب آنروے
آب رفت - سفیدہ دم آن سیاہ دروفان از لشکر بہ شہر آمدہ

* یعنی جری † یعنی فرہ و زور آور
‡ یعنی جمع شدند § بہانہ مرصہ کردن

پیش بادشاہ حاشا زدند* کہ ما با وزیر بدیم، اما زمانہ سازی سی
کنیم، فوز عظیمی دست بہم دادہ است، اگر حضرت دریا بند۔
آن سادہ لوح فریب آن ناسرانجامان خوردہ پرسید کہ چیست؟
گفتند فقیر صاحب کھالی دست از دنیا برداشته از دو سہ
روز در قلعہ فیروز شاہ وارد است، فردا خواہد رفت، آخر
روز اگر دیدہ شود، غالب است کہ از دعای این بزرگ ازین
بلا رھائی یابیم، و بر وزیر غالب آئیم۔ بادشاہ از زبان درتہ
زبان داشتن † عزیزان عصر غافل بود، وعدہ داد کہ البتہ
خواہم دید۔ آخر نزدیک بشام سوار کردہ بردند۔ چون در
قلعہ رسید، بزخم کار کار آن بیگناہ ساختند، و مردہ او را
پائین دیوار انداختند۔ بعد از شام از آنجا برگشتہ در نماز
رسن بہ گلوے خانخانان افگندہ کشیدند و بسختی تھامش کشتہ
لاشہ او را از نظر مردم پنهان ربودند و غرق دریا نمودند۔
مردہ پادشاہ تھام روز برسوائی تھام بر روے خاک افتادہ ماند۔
ھر کہ سی دید، بر سرتکبان این امر ناشایستہ لعنت میکرد۔
آخر وارثان او جگر از سنگ کردہ ‡، شبشب زیر خاکش پنهان
ساختند، و از ہراس آن بے چشم و رویان § ماتم نگرقتند۔
صبح دیگر آن ستم کیشان در قلعہ آمدہ شاہجہان نام جوانے را
بر تخت نشانیدند و نذرہا گزرانیدند۔ مدت سلطنت عالمگیر
ثانی ہفت سال بود۔

* یعنی قسم خوردند

† یعنی بہخوف شدہ

‡ یعنی پے مروتان

§ یعنی منافقت

درانیوں کا دکنیوں کو
شکست دینا

هر گاه این زبون گیر چند از کشتن
بادشاه و انتظام الدوله فراغت کردند،
وزیر را کوچ با کوچ بردند - او بعد از

قطع منازل و طے مراحل بفوج دکن پیوسته شریک جنگ شد -
هفته بر این فرفته بود که خبر رسید، فوج شاهی از آتک
گذشته، صاحبها را شکست داد - سرداران دکن جنگ نهیب الدوله
را گذاشته، سرا سیمه برای سد راه شدن، روانه گشتند - و برابر
پانی پت از آب جون عبور نمودند فرود آمدند - در اثنای
راه جهانی سر سخت خورد * - از آنجا سنگ به سنگ زنان †،
آنطرف کرنال که قصبه ایست مشهور، و آستانه شاه شرت
بو علی قلندر آنجاست، خیمه گاه ساختند - شام شنیده شد که
لشکر شاهی بر سمت دریا سیاهی کرد - ایشان نیز سیاهی
فوج نمودند - روز دیگر پیش از تیغ کشیدن آفتاب، جوانان
جرار کارگذار قریب هشت هزار سوار، و یکی از سرداران
جدا کرده فرستادند - وقتیکه رفتند و بروی آن فوج ایستادند،
بیک تک تک پا ‡ بسیاری از پا افتادند - سخت دلان کوه پیکر
بر سر سنگ نشستند §، زنج زنان § را زنجاندانها شکستند -
خونخواران آنطرف بوضعی آویختند که خون بسا کس بیکدم
ریختند - چشم لشکریان این جانب ترسید، و دل جوانان بخود
لرزید - اگر خدا نخواسته آن دسته بر دائره لشکر میزد

* یعنی تصدیع کشید + یعنی دعوی کدان

‡ یعنی بترک و تاز § یعنی معذب شدند

§ بهبوده گویان

ہمان روزگار ہتھامی کشیدے و از ما مردمان یکے بشہر سلامت
فرسیدے۔ اینان شاخ از پشیمانہی برآوردہ برگشتند؛ آنان
سرگاوے زدہ از آب گذشتند۔

ہرگاہ مخیم شاہ دوابہ شد و نجیب الدولہ ملحق گشت،
دکھنیاں وزیر را جہت محافظت لشکر و شہر دستوری دادند
و خود کنار آب گرفتہ آمدند، وشش کروہ آنطرف خیمہا زدند۔
این جا وزیر شہر را محکم کردہ ملچارہا قسمت نمود و حویلی
دارا شکوہ کہ بر دریا واقع است، براجہ سپردہ، بادشاہ نو
را کہ شاہجہاں با شد دید۔

پس از چار روز فوج شاہ و نجیب الدولہ پا جفت دویدہ +
بدریا رسید، دلاوران پیکار جو و سواران جنگجو در پٹے پور فال †
گردیدند، پیادگان روہیلہ پیش قدمی نمودہ ہنگامہ جنگ را
گرم ساختند، و چنان ترون کردند کہ پا بہائے شان پوست
افداختند؟۔ ازین طرف دتا کہ سر کردہ فوج دکن بود بکار
گذاران خود پہلو دادہ ¶ بہ یک پہلو افتاد و مقابل آن فوج
سنگین ایستاد۔ نخستین تگنگے کہ ازان سو سرد دہ شد، تیر
او بہ دتا رسید و بہ پہلو غلطید۔ دکھنیاں دست و پا کم کردہ
لاہ اورا برداشتند و کنار آب گذاشتند۔ آذان این طرف آب
آمدہ دست جلالت کشادند، اینان سر بیابان ہزیمت نہادند،
وزیر سرداران خود را بر ملچارہا گذاشتہ با فوج دکن آمیخت

* بمعنی انتفاع برداشتن

† یعنی تہیبہ و گوشمال

‡ کدایہ از محنت بسیار

¶ اسناد نمودہ

○ بجد شدن درکارے

زمانہ غدار رنگ خرابی ریخت - درانیان دنبال گریختگان
افتادہ اکثری را علف تیغ بیدریغ کردند و برگشتہ انداز
تا راج شہر نمودند -

درانیوں کے ہاتھوں
شہر کی تباہی

راجہ شام از شہر بر آمدہ * قصد
قلعہ جات سورج مل کرد و سلامت
رفت - بندہ برائے حفظ ناموس خود
بشہر ماندم - بعد از شام منادی شد کہ شاہ امان دادہ است
باید کہ رعایا پریشان دل نگردد - چون لختے از شب گذشت
غار تگران دست تطاول دراز نمودہ شہر را آتش دادہ خانہا
سوختند و بردند - صبح کہ صبح قیامت بود، تمام فوج شاہی
و روہیلہ ہا تاختند و بہ قتل و غارت پرداختند؛ دروازہ ہا
شکستند، مردمان را بستند، اکثری را سوختند و سر بریدند
عالمے را بخاک و خون کشیدند - تا سہ شبانروز دست ستم
بر نداشتند، از خوردنی و پوشیدنی ہیچ نگذاشتند، سقفہا
شکافتند، دیوار ہا شکستند، جگہ ہا سوختند، سینہ ہا خستند -
آن زشت سیرتان بر در و بام، اکابران بہ بے سیرتی، تمام، شیخان
شہر بحال خراب، بزرگان محتاج ہم آب؛ گوشہ نشینان بیجا شدند،
اعیان ہمہ گدا شدند، ضعیع و شریف عریان، کدخدایان بے خان
و مان؛ اکثرے بہ بلا گرفتار، رسوائی کوچہ و بازار؛ بسیاری
خدا گیر، زن و بچہ اسیر؛ بر سر شہرے هجوم، قتل و غارت

* (ن) با چندے از رؤسای این جا † یعنی بہ بے ناموسی

† بہلا گرفتار

علی العموم؛ حال عزیزان به ابتری کشید، جان بسے به لب رسید؛
 زخم میزدند، و زبان به تلخ می کشودند؛ زر را می گرفتند
 و سلاخی می نمودند؛ باهر که بر میخورند، تا ستر پوش*
 می بردند؛ جهان از جهان ناشاد رفت، ناموس عالمے بر باد رفت؛
 شهر نو بظاک برابر شد، روز سوم نسق مقرر شد. انزلا خان نام
 فسقھی باشی رسید کلاهما و نیم قن† مردم او کشید، بارے
 قدغن چیان غارتگران را از شهر بر آورد، باحتیاط پرداختند
 و آن بیرحم مردمان بشهر کهنه چسپید، جهانے را هلاک
 ساختند. هفت هشت روز این هنگامه گرم بود، اسباب پوشش
 و قوت یک روز در خانه کسے نهاند. سر مردان بے کلاه، زنان
 بے رومال سیاه - جمعے چون راهها قفل بود†، روزے از زخم
 پراگند، خوردند، جماعتے را از سردی هوا دندان بدنان □
 کلید △ و مردند، به بے حیائی تمام تاختند، روها بر زمین
 افتادند، غله ها را از گرسنه چشمے می اندوختند، و بدست
 غربا بطرح ☺ می فروختند. شور و غارت زدگان شهر تا آسمان
 هفتم میرسید، اما شاه خود را که فقیر می گرفت، بسبب
 استغراق نمی شنید؛ هزاران خانه سیاه †، در عین آن آتش
 تیز با داغ دل جلای وطن کرده سر بصحرا زدند و چون

* بمعنی ازار † بمعنی انگرکھ ‡ یعنی بسته بود
 § (ن) هم نخوردند □ "دندان بدنان کلود شدن" چشمه بدن
 دندان باهم △ (ن) کلود شد ☺ (ن) مردم † بمعنی بے عزت
 کردند ☺ بمعنی بزور می فروختند † بمعنی خانه خراب

چراغ صبحگاهی در راه از هوای سرد خانه روشن کردند،
 یه شمار بے دست و پایان را آن سیه درونان در رکاب انداخته
 السیرانه بدائرہ لشکر خود بردند۔ دست دست † ظالمان بود،
 دست کجی † میکردند، دست پلمستی □ می نمودند، دست
 چرب بر سر می کشیدند، دست بہازوے زنان میرسیدند،
 تیغها می آختند، دستکاز می ساختند۔ از دست شہریان هیچ
 نہی آمد، زیرا کہ دست و دل ایشان سرد شده بود ⊠؛
 کسے دست پاچه ۴ می شد و کسے دست بزیر سر ستون ۵
 می نمود؛ بر هر درے درون سیاھے، در هر برزلی ۶
 بز نگاهے △، بازاری و گیر و داری ۷، هر طرف خونریزی، هر
 سمت بز آویزی ۸، پاتابہ پیچے ۹، میکردند، بنا کوشی
 میزدند؛ غریبان از خون خشک بودند، دیدے درایان
 تر بہا ۱۰ می نمودند، خانہا سیاہ، کوچہا داغ گاہ، صدها از
 چوب کاری ہلاک شدند، جامے خون بستہ، یکے بر سر چوب
 کردہ نشدہ، عالہے از زخم ستم جامہ در خون کشید ۱۱ و جان
 دان، اما کسے دم نزد۔ زمین شہر کہنہ کہ جہان تازہ اش
 میگفتند، دیوار صورت کاری افتادہ را مانا شد، یعنی تا ہر جا

• یعنی مردند † دور دورہ † دست درازی
 □ دست برد نمودن ⊠ یعنی بہکار شدہ بود
 ۴ مضطرب ۵ حیران ۶ کوچہ ۷ (ن) برمگاہ
 ۸ قباکامی ۹ گرفتلی و پرسیدنی
 ۱۰ نوعے از تعزیب ۱۱ عہاری ۱۲ طمانچہ
 ۱۳ شوخی ۱۴ یعنی بداد کسے کسے نرسید (حاصل معنی)
 ۱۵ یعنی کشتہ شد

که نظر میرفت سر و سینه و دست و پاهای گشتگان بود، خانهای آتشزد، سینه سوختگان از نار بت خانه ها یاد میداد، یعنی تا چشم بینندگان کار می کرد، سیه می نمود؛ سخت خورد، * که خود را بکشتن داد آرامید، † چشم خورد، آنها رو به بهبود ندید - مذکه فقیر بودم، فقیر تر شدم، حالم از بے اسبابی و تهی دستی ابتر شد، تکیه که بر سر شاه راه داشتم، بخاک برابر شد - غرضکه آن بے مورقان تمام شهر را بار کرد، بردند، عزیزان همه ذلیل شده جانها سپردند -

هنوز از نهیب و غارت دست برنداشته بودند، مشهور شد که فوج هزیمت خورد، دکن با فوج دیگر که در نواح

درانیوں سے دکلپوں
کی جھڑپ

میوات بود، پیوست، اراده فاسدے دارد - شاه از استماع این خبر، مهیای آن طرف گشته، شاهجهان را که تهمت زده چند ماهه سلطنت بود، دستور سابق در سلاطین فرستاد و جوان بخت پسر عالی کهر را رلیعهد ار گردانیده از شهر کوچید و رفت - عهدالهاک همواهیان سرداران د، ن گذاشته بقلمه جات سورج مل آمد، † و نشست - وقتیکه شاه در نواح میوات رسید و دکنیان دیدند که تیغ ما نمی برد، چشم لشکریان ترسیده است، جنگ گریز کزان، بطور قدیم خود، تا شاهجهان آباد آمد، از دریا عبور کردند - شاه نیز متعاقب در رسید و شب در سواک شهر گذرانیده از راه پایاب گذشت -

* رنج کشرده † یعنی بعون الکمال گرفتار شده

‡ (ن) زلف † یعنی توفع ما کاژ نسین کلف

آنروز آب چون معسکر شد، جهاننغان سردار فوج پیش رفته قریب سکندرآباد، با فوج مله‌ار که احوال او گذارش یافت در آویخت. شاه ازین جا با سه هزار غلام سوار شده در عرصه دو پاس شریک او شد. سردار آنطرت تاب مقاومت او نیاورد، دم خود را بیکے از سرداران دکن سپرده، پنهان گریخت. آن سرکرده داد دلاوری داد، و کشته افتاد. کسان دیگر دندان بحرف گذاشته * از روبرو جراران فوج شاهی گریخته، پراکنده شدند. شاه تا کول که قصبه ایست معروف. تعاقب کنان رفت. گریختگان بقلعجات سورج مل پناه برده، بعد از دو سه روز روانه پیشتر گردیدند. فوج شاه با یکے از قلعه‌ای او که این طرف آب چون بود، چسپید و کار بر مردم حصار سخت گرفت. زمیندار مسطور امداد آنها بالقوه خود ندیده بدر تغافل زد، ناچار حصاربان آنها ز فرصت یافته، هنگام شب گریختند و میان دار فرستاده صلح نمودند—

<p>(سانحه) هنوز اشکر میان دو آب بود، شهرت یافت که فوج سنگینے از دکن بانداز جنگ در نواح اکبرآباد</p>	<p>بهاو سردار دکن کا فوج لے کر آنا</p>
---	--

رسیده است، و زود می‌رسد. نجیب الدوله سرداران سمت مشرق مثل شجاع الدوله و احمد خان و حافظ رحمت وغیره را برائے ملازمت آورد و هر یکے را بوعدهٔ ملکهٔ خوس دل ساخته سراپا + دهانید و آمادهٔ جنگ گردانید —

درین نزدیکی بهاؤ که سرسران دکن بود بانہوہ پیش از پیش

* دندان بحرف گذاشتن بمعنی عاجز شدن + یعنی خلعت

از ملک سورج مل گذشت و وزیر و راجه او را مستمال ساخته، با خود آورد و متصرف شهر گشت. یعقوب علی خان که قرابتی باشا ولی خان وزیر شاه درانی داشت، و در قلعه بادشاهی بتوقع آنکه فوج شاه آنطرف آب است، کم مددی نخواهد کرد، بخود سپرد* بدست و دندان در جنگ چسپید† - دکهنیان‡ معاصره نموده بباد لیجها گرفتند. اکثر مکافات بادشاهی را که نظیر نداشتند (بخاک یکسان) ساختند. چون دریا بسبب برشکال عسیرا لعبور بود و شاه نمی توانست گذشت، خان مذکور بدست راجه سر بسر کرده از قلعه برآمد، نظر بر عهد و پیمان کسی مزاحم احوال او نشد. در این ایام من بخدمت راجه حاضر شدم و التماس کردم که از گرم و سرد روزگار در آتش و آبم، میخواهم که ازین شهر برآیم و جای دیگر بروم، شاید که آسوده شوم. ایشان رعایتی نمودند و رخصتم فرمودند. لواحقان را همراه گرفته^۴ برآمدم. جای مد نظر نداشتم، بتوکل قدم در راه گذاشتم. در تمام روز پس از خرابی بسیار، هشت و نه گروه راه طے شد. شب در سرائے زیر درختے بسر کردم. صبح آن زن راجه جگل کشور که احوالش نکاشته آمد، ازان راه گذشت، ما کم پایانرا، از خاک برداشته همراه خود تا برسانه که معبد هندوانست و قصبه ایست هشت گروه این طرف قلعه جات سورج مل، برد و بانواع مراعات دلدهی کرد.

* بمعنی منور شدن + بمعنی کوشش تمام
 † (ن) چله بهان (ن) برابر (ن) پهاده پا

میر صاحب کا راجہ کے ساتھ کاماں جانا اور پڑیشانیء حال

سلخ ذیحجہ او بکامان کہ سہ کروہی
آن مکان شہریست سرحد راجہ جے سنگہ
رفت - بندہ با اہل و عیال در عشرہ
آنجا اقامت نمودم؛ فرداے عاشورا

قدم کشیدم و بہ گمہیر رسیدم —

این جا بہادر سنگہ نام پسر لالہ را دھا کشن کہ بیشتر خزانچی گری صفدر جنگ داشت و در این اوقات با راجہ ہوں، شام آمد و سردستی بہن گرفتہ اومیانہ سر کرد؛ احسان مند اویم کہ غیر از دوست روی حقی بر نداشتم - چندے بغراغت ماندم و روز و شب گذراندم —

(حکایت) روزی بسبب فقدان اسباب معیشت دل تنگ نشستہ ہوں، بخاطر رسید کہ با اعظم خان پسر اعظم خان کلان کہ در عہد فردوس آرامگاہ اسیر شش ہزاری بود و دست و دلے داشت، اگر ملاقات کردہ شود، یک دو دم خوش بر آوردہ شود - رفتم و در طویلۂ سورج مل کہ تازہ اقامت گاہ خانہ خرابان شہر دہلی شدہ بود بر خوردم - آن عزیز خدای بیامرزاد، لب را بخیر پرسش من کشاد، سر رفتہ خود بر زبان آورد، سامعان را از ہوش بردم، چون حقہ + وقلیان بہیمان آمد، این بیت آمدہ بر زبان آمد: —

امروز کہ چشم من و عرفی بہم افتاد
بہم نگرستیم و گرسٹیم و گذشتیم

چند شعر ازین قبیل خواندم، دو سه اشک از مژه افشاندیم-پس از نفسی چند خان را متفکر دیدم، گفتم * گفتم چه بخود فرو رفته گفت خیر- گفتم - آخر گفت هر گاه شما در شهر می آمدید †، اقسام شیرینی و انواع حلویات می آوردیم و باهم میخوردیم امروز عجب اتفاق است که دست بر شکر خام هم نداریم، تا کاسه شربت برائے شهابیاریم - گفتم که مواج این همه فیستم آنهم بر سبیل تفتن بود، صاحب خوب میدانند که گاهی شکم را نان سهاط نکردم- اوقات مختلف است، آن هنگام شربت و شیرینی بود این موسم تلخی کشید نیست- همین گفت و شنود بود که زنی خوانی بر سر از در در آمد و گفت همشیره سعیدالدین خان خان سامان دعا گفته است و قدری حلوی ‡ فراکت و شیرینی شنبه فرستاده - خان چون سر خوان کشاد نگاهش بر گل حلوا فتاد گل گل شگفت و با من گفت که این روسیاه قدر خود خوب میدانند، عمریست که بغاقته کشی میگذرانند، گاهی از جبه دم آبه لب فانی نرسیده، تا بعلوا و شیرینی چه رسد، شما مهمان عزیزید، این اقامت ④ شماست حصه مرا بدهید و بغاقته خود فرستید، گفتم بسیار است من چه خواهم کرد - گفتم بکار میر فیض علی پسر شما خواهد آمد - غرضکه مرد خوشی بود کاسه بند نمود ⑤، قاب حلوا و خوان شیرینی

* (ن) پرسیدم — † (ن) بر می خوردند —

‡ نوعی از حلوا - و شیرینی شنبه، چنانچه شهرینی - پنج شنبه که این جا رسم است که آن جا روز شنبه فانتی می کنند -

④ بهعلی مهمانی — ⑤ یعنی خوشامد کرده —

بخانه من فرستاد و خندان خندان دام داد * ، دو روز
 بهمان شیرینی گذرانیده شد - روز سوم پسر خورد راجه †
 مرا طلبید و احوال گیری کرده گفت تا تشریف آوردن
 راجه صاحب پیش من باشید ؛ گفتم که اسباب معیشت مغفود
 است - گفت ' دل را جمع کنند ' اینجا همه چیز موجود است
 آن نو گل باغ کرم که شاداب و خورم باشد ، به شگفتگی خاطر
 مایحتاج مرا میرو سافید -

(سانه) اینجا چنان مسهوع شد که
 بشهر شهرت گرفت که صمدخان فوجدار
 سر هند با چند زمیندار و فوج بسیار
 می آید ، و اراده لشکر شاه دارد -

درانیوں اور دکنیوں
 کی مشہور خونریز
 جنگ پانی پت میں

بهاؤ سردار دکن کہ جوان بر خود چیده ‡ بود ، کسی را پیش
 خود وجود نہی گذاشت ④ ، اسباب زاید در قلعه شاہجہاناباد
 گذاشته ، بہقتضای حرارت ذاتی قصد حرکت آن طرف نہود
 بخاطر داشت کہ وزیر جواہر بسیاری دارد و سورج مل
 زمیندار کلانی است ، اگر زمانہ فرصت دہد ، از ایشان چیزے
 بگیرد ، راجہ ناگر مل بسبب ملاقات سرداران او ازین معنی
 خیر بود ، روزی براجہ پیغام فرستاد کہ تصدیت مہالک
 مہروسہ باختیار شما میگذارم - این عزیز نظر بران معنی گفت
 کہ از مدتی باوزیرم ، مناسب فیست کہ او ناکام باشد و من کار
 نوں برم ، پس انسب آنست کہ اورا دستوری بہرت پور شود ،

* یعنی رخصت داد - † (ن) راءے بشن سنگہ -
 ‡ یعنی مغرور - ④ یعنی موجود نہیداشت -

من و سورج مل بطریق مشایعت رویم و از سرش واکرده موافق گفته کاربند شویم - غرضکه از چرب زبانی * روغن قاز مالیده روز کوچ دکهنیان ، خود و سورج مل به بهانه که نگارش یافت با بهیرونیه از لشکر آنها بجگرداری تمام † سوار شده در بلم گده که حصار بیست محکم ، دوازده گروه شهر آمده نشستند - وزیر و اسباب و خیمها روانه پیشتر شدند - وکلای دکهنیان هر چند بسهاجت گفتند ، اما بشنیدن حوت آنها نپرداختند و نسبت خود بشاه درست ساختند - رئیس دکهن که استقلال واقعی داشت و نظر بر لشکر بیشمار و آلات و اسباب بیحد جمعیت ایشافرا بحساب نمی گرفت ‡ چون شنید بخود پوچید و گفت که اینها چه چیز اند ؛ چراغ دوات اینها به پفی § در بند است ، من با عتقاد ایمان از دکن نیامده ام ، در مژگان بهم زدن بخاک برابر خواهم کرد - تدارک این حرکت بر وقت دیگر موقوف داشته ، رفت و قلعه نجابت خان رو هیله سر سواری گرفته ، صمدخان را گشت و آن انبوه را پرا گنده ساخت - چشم دکهنیان از برهم زدن این فوج خیره شد ، از آنجا برگشته متصل پانی پت سنگر بستند ، و آماده جنگ میدان شاه گشتند - وقتی که آب جون رو بکمی آورد ، شاه بصد جوش و خروش بر سرداران سمت مشرق از دریا عبور نمود ، دست جلالت کشود - چند روز پیش از جنگ صف خپر رسید که گویند پندت باجم غفیر △ آمده است و انداز □

• زبان آوری یعنی فریب داده
 † یعنی بضاظر نمی آورد § یعنی به اندک چیزه موقوف
 ‡ یعنی انبوه بسهار □ قصد

پیوستن لشکر دکهنیان دارد، سردارے بافوج سلگین از لشکر شاه جدا شده دوید و بے خبر رسیده، اورا بخاک و خون کشید؛ اسبابش همه بغارت برد، آن اجماع برهم خورد —

درین ولا راجه در کههیر که قلعه سورج مل است، باو تشریف داد، مذکه بدسبب قسمت در آنجا بودم، رفته التماس نمودم که از چنده انتظار قدوم فرحت ازوم داشتم؛ اکنون اجازت شود، بطرفے بروم که با روز گارناساز گار طرفے نمی توانم شد از راه عنایتے که بحال من میداشتند، گفتند، معلوم شد که قصد بیابان مرگ شدن دارید، اما اگر من هم گذارم- همان روز چیزے جهت خرچ فرستادند و علوفه من بدستور سابق دستخط کرده دادند —

چون این بزرگوار بسبب آن که شاهجهان آباد خرابه بیش نهانده است و مردمان سالے دوبار خانها را بر خروش بار می کنند؛ کسے تا کجا خانه بردوش باشد و درین سر زمین که گوشه عافیتے است و رئیس این جا مرد آر میده هست، بر خود نمی شکند؛ توطن اختیار کرد - ما مردم نیز در سایه دیوار او مقرر خود مقرر ساخته افتادیم —

(سانحه) حقیقت هر دو لشکر آنکه اگر دکهنیان بجنگ گریز که طور قدیم آنها بود می جنگیدند اغلب که غالب

* مقابل + کدایه از خانه ویران کردن

‡ (ن) بدسبب ظاهر § منور شدن

می گردیدند - ایشان توپخانه را گرد کرده نشستند ، فوج
شاهی در پئے آن شد که رسد فرسید ، وقتیکه کار تنگ شد ،
سردار دکن مستعدے حرب گشت ، سران از سنگر و سنگ چین *
بر آمده میخ دوز + ایستادند ، و جگر داران شاه میخ چشم † آنها
بوده بیک پهلو ‡ افتادند ، کار گذاران میدان کشیدن ؟ و برهم
کردن آغاز کردند ، دلاوران پیکار جو بند بر بند قبا بافته ¶
به پشت کمان گرفتند ○ ، نبرد آزمایان جنگ جو ، بندوقها
گرفته بدست و دندان چسپیدند † † ، بر رو استاد گان تیغها † †
آخته بر سر هم دویدند ، بے دهل رقصان ☉ معرکه گشت و خون
بر کار سوار گشتند ☽ ، پیش جنگان پیاده شده در آویختند ،
و از هم گذشتند ♀ ؛ زخمها بجوانان رسیدند ، جامدها در خون
کشیدند ♂ ، جنگ آوران عرصه تنگ آوران از دو طرف ریختند ،
و تفنگها گرفته آویختند . سردار دکن ثبات ورزیده پا بمیدان
گذاشت و اکثر دستهای فوج شاهی را ز پیش برداشت - چون
فتح از شاه بود ، از تردد کاری نه کشود ، هزار هزار بندوق
می انداختند و بیک نفر این طرف نمی رسید و از دست تفنگ
اندازان سهل مردان ☿ کار آمده از کار می رفتند چنانچه در اول ●

* سنگ چین دیوارهایی خورد + مضبوط و محکم
† آزار رسان § یعنی بجد تمام † میدان کشیدن خود
‡ جمع کرده پس رفتن برای جستن ¶ یعنی یکجا شده
○ بمعنی تهر باران کردن † بجد و کد کردن کاری
† یعنی حریفان ☉ پهلوئانان زبردست
♀ یعنی مقرر شدند ♀ یعنی مردند
☽ یعنی هلاک شدند ☿ یعنی مردان که کار از دست
● ایشان بر آید ● یعنی اول مرتبه

و هله تیر تغنگ بوسواس راؤ که ریاست بنام او بود؛ رسید
و بخاک و خون غلطید - می گویند که بهاؤ جوان غیورے بود
و دان مردانگی میداد، د می که این سانحه را بچشم خود دید،
بر زبان راند که حالا روی رفتن دکن نماند، دل از جان برداشته
دندان بجگر افشرد، بر قلاب سپاه زد - یعنی دیده و دانسته
خود را بکشتن داد؛ ماهار پیر گرگ بغل زن * بادوسه هزار
کس ازان مهلکه بیرون رفت و تهاام لشکر غارت شد -
سردارانے که زنده بر آمده بودند، برهنه بحال فقیران
آواره شدند، واسپ و سلاح هزار هزار سوار فرار نمود
زا ده ده زمیندار اطوات شهر گرفتند چه نو بسم چه که روز
سیاه بر این قوم آمد، هزاران عریان + گریه کنان از هر راه
که می گذشتند، باعث عبرت می گشتند - مردم دیهات
حبوب بویان کرده، بهر نفر یکمشت میدادند و احوال آنها را
باحوال خود سنجیده، زبانها بشکر میکشادند - شکستی این چنین
کم اتفاق افتاده باشد، بسیاری از گرسنگی مردند و بسیاری از
سردی هوا جان سپردند - فوجی را که در قلعه گذاشته رفته بودند،
از خوف دست اندازی مردمان شاه هنگام شب گریخته رفت - جنس
کرورها بدست لشکریان شاه و سرداران مشرق افتاد - و باهم
قسمت شد - توپخانه و آلات دیگر حرب و فیل و گاؤ و شتر و اسپ
سوائے نقد و جنس شجاع الدوله و غیره بپای خود گرفتند +

* نوعی از گرگ که در رفتن از زانوی آواز بر آید + (ن) هزاران

+ بعضی خود گرفتند

در انہیں کہ فقیران محض بودند، سوار دولت گردیدند۔ با ہر
 دہ ہا شی صد شتر بار، بایک نفر دو خروار، دولت عظیمی دست
 بہم داد، ہر ایک کلاہ کچ نہاد۔ شاہ بعد ازین گونہ فتحی کہ شاہان
 سلف را ہم میسر نہ آمدہ باشد، با کروفر تہام داخل شہ شدہ،
 رقمہا بنام سرداران اطراف و جوانب نوشت کہ بیایند و نوکری
 نہایند۔ نوشتہ بواجہ نیز رسید، ایشان بگمان آنکہ شاہ بادشاہ
 ہندوستان شد و ازین ملک زرخیز نخواہد رفت و سارا نوکری
 باید کرد، رفتند۔ و نجیب الدولہ پیشوا آمدہ برک و ملازمت شاہ
 بدست شاری خان وزیر او نمودند۔ صحبت بآن دستور دانشور
 برآر شد۔ مہر خور حوالہ کرد و نیابت وزارت داد، چنانچہ موجب
 وفاء امراء عظام گشتند۔

راجہ کی وساطت سے	دزیو یکبار گفت کہ پدر شجاع الدولہ
شجاع الدولہ کی صفائی	با شہادتہ لالی داشت + و این بابا طفلسٹ
وزیر درانی سے	و غیر بابا + کاری ندارد و نہی فہم کہ

این شاہ است، بیک پشت چشم نازک کردن * چہنی را بردان
 میدہد، خبر شرطست، باد پرانی ○ اینگو نہ بسیار بدماغش
 میخورد ○ نظر بر رفاقت ہیچ نہی گوید، لیکن برین غرہ نباید شد۔

بادشاہان و نکویان دوگروہ عجیبند

کہ نبودند و نہ باشند بفرمان کسے

بہتر آفست کہ شہا و نجیب الدولہ رفته اورا معقول کنند،

* یعنی طالع مند شدند + یعنی دوستی داشت + یعنی بلند پروازی
 * یعنی بیک ناز کردن ○ یعنی غرور ☹ یعنی غرور ○ آزردہ کردن

و گرنہ فردا جرم از مانیست - رفتند و اورا با تیغ و کفن آوردند
از وزیر رخصت گرفتند - بارے صحبت کوک شد † و کدورت بصفا
انجا مید - من دراین سفر بایشان بودم -

<p>(حکایت) روزے پرست زدم † راہم برویرانہ تازہ شہر افتاد، بر ہر قدسی گریستم و عبرت گرفتم، و چون بیشتر رفتم، حیران تو شدم، مکانہارا نشناختم، دیاری</p>	<p>• درانیوں کے حملے سے دلی کی خوابی اور غارت گری کی پرورد داستان</p>
--	---

نیافتم، از عمارت آثار ندیدم، از ساکنان خبر نشنیدم -
از ہر کہ سخن کردم، گفتند کہ اینجا نیست
از ہر کہ نشان جستم، گفتند کہ پیدا نیست
خانہا نشستہ ❁، دیوارہا شکستہ، خانقاہ بے صوفی، خرابات بے
مسست خرابہ ہوں، ازین دست تابان دست -

ہر کجا افتادہ دیدم خشت در ویرانہ
ہوں فرد دفتر احوال صاحب خانہ
بازارہا کجا کہ بگویم، طفلان تہ بازار کجا، حسن کو کہ بپرسم،
یاران زرد رخسار کو، جوانان رعنا رفتند، پیران پارسا گذشتند،
محلہا خراب، کو چہا ناباب، وحشت ہویدا، افس نا پیدا، رباعی
استادے بیادم آمد -

افتاد گذارم چو بویرانہ طوس
دیدم چندے نشستہ بر جابے خروس
گفتم چہ خبرداری ازین ویرانہ؟
گفتا خبر ایندست کہ افسوس افسوس!

ذکاء در محله رسیدم که آنجا میماندم، صحبت میداشتم، شهر میخواندم، عاشقانه میزیستم شبها می گریستم، عشق باخوش قدان می باختم، ایشان را بلند می انداختم *، یا سلسله سویان می بودم، پرستش فکویان می نمودم، اگر کسی بی ایشان می نشستم، تنها بر تنها می شکستم، بزم می آراستم، خوبانرا می خواستم، مهبانی میکردم، زندگانی می کردم. دوست روی + نیامد که باو نفس خوش برآرم، مخاطب صحیحی نیافتم. که صحبت دارم؛ باز از وحشت گاهی کوچه بصحرا راهی استادم و بعیرت دیدم؛ مکروه بسیار کشیدم، عهد کردم که باز نیایم، تابا شم قصه شهر ننهایم —

(سانحه) هرگاه قرار یافت که شاولیخان با راجه برآید و ملک گیری نماید فوج شاه که از غنیمت مالا مال بود، بردرخانه هنگامه آرا شده گفتند که ما بوطن خود میرویم، اگر شاه خواسته باشد بماند؛ مدتست که برائی کار Δ بر کار سواریم \odot ، از زن و فرزند خبر نداریم. شاه چون فکر نمود، دید که بی فوج در ملک بیگانه نمی توانم بود، ناچار رفتن قندهار که دارالهاک او بود، مقرر گردانید. وزیر خیمه بر آمده را باز طلبید و از روئے سرداران اینجا خجالت کشید. در روز پیشتر شجاع الدوله و راجه را مرخص کرد، شهزاده جوان بخت را ولیعهد شاه هلم نمود و شهر را با اختیار نجیب الدوله گذاشته برخواستند، و در راه فوجدار سرهند زین خان نام افغانی \square را که از قوم و قبیلۀ آنها

* ستایش کردن + اشیا روی Δ (ن) او \odot یعنی، قدریم \square سردار

بود، کُردہ بلا ہور رفتند۔ چوں غرور این قوم از حد گذشت،
 غیرت الہی از دست سکھان کہ عبارت از نا کسان و شعر
 با فان و نفاقان و بزازان و سمساران* و بذالان † و نجاران و
 قزاقان و مزارعان و کم بغلان ‡ و پاجذاریان § و کلل خسپیان ¶ و
 بازاریان و بے تہان ☒ و بی مایگان و تہی دستان آن فواح باشد،
 ذلیل ساخت؛ قریب چہل و پنجہ ہزار کس کرد آ۵۴ خود را
 بر روئے آن لشکر گران کشیدند۔ گاہی برنگی چہرہ △ می شدند
 کہ زخمہا بر میداشتند و رونہی گردانیدند، و گاہی طرت شدہ
 با طرات پریشان گردیدہ) (صد دو صد را بدنبال می بردند و
 می کشتند۔ ہر صبح گرد فتنہ می انگیختند، ہر شام از چارسو
 میریختند، لشکریان را سکان روی یخ ساختہ بودند II، یخ بسیار
 آب می گشت ⑤، تا فرار می نہودند۔ گاہے سفید □ میشتند و بر
 بہیرو نبہ می افتادند، گاہی سیاہی می نہودند و می استکاند
 و بشہر می ریختند، و سنگ بسنگ میزدند ⑥۔ مو پریشان و
 سر پیچدار در اردو می شدند؛ شب شر و شور، روز عروکور ⑦
 پیادہ آنها شمشیر بر سوار زدی و قلعہ زین را خون ریز کردی،
 دست کش ⑧ شان قدر انداز ♀ را گرفتہ بردی و شست آویز ⑨
 نہودی غرض کہ این بے نا موسان بے دولت آن بی حقیقتان را آنقدر

* دلالان † ای بقالان ‡ کم مایگان § یعنی مفلسان ¶ یعنی
 کسا نہکہ در گلخن می خوابند ☒ یعنی بے حوصلہ گان △ ای
 مقابل) (ن) نہ گردیدہ II ای مضطرب کردہ ہوتند ⑤ یعنی رنج
 بسیار می کشیدند □ نمودار ⑥ یعنی خراب می کردند ⑦ یعنی آواز
 فریاد نامعقول و ہرزہ و طمطراق بے جا ⑧ یعنی خادم
 ♀ یعنی قادر انداز ⑨ شست آویز، نوعی از تعدیب

رسوا ساختند که سرداران اطراف این صحبت را شنیده، از نظرها انداختند. مفاومت بواقعی نتوانستند، سلامت رفتن خود غنیمت دانستند، آخر سراپائی نظامت آنشهر به هندوی داده راه پیش گرفتند. این انبوه دنباله گردان، غارت کنان، سرگله زنان، تا آب آتک رفت و شست و شوی، خوبی داده متصرف آن صوبه که دو کروڑ روپیه حاصل داشت، شد. بعد از چندی آن هندوی خون گرفته، شهر نشین را کشته مالک گشتند. چون وارثی در میان نبود، آن عوام کالانعام ملک را با هم قسمت نمودند و بر روئی رعایا در احسان کشودند، یعنی آگاه رسم ملک داری نبودند، پرچه مزارعان دست برداشته دادند، مفت خود شهرده گرفتند —

(سانحه) در همین سال سورج مل که زمیندار زور آوری است، آبا و اجداد او همیشه مورد عنایات بادشاهان اولوالعزم مانده اند، در حالتی که خبر بود، راهداری سابقین اکبرآباد و شاهجهان آباد باو تعلق داشت. در این ایام از سستی رؤسای اسلام سری کشید و متصرف اکثر محالات گردید. بسمب حرام توشگئی قلعه دار سیه روزگار حصن حصین اکبرآباد گرفت؛ شاه عالم بتصرف یک شجاع الدوله که حالا وزیر ارست، با لشکر بیشمار حرکت کرد، زبان زد خلق شد که برای اخراج سورج مل می آید، زمیندار مذکور جهت محافظت شهر و حصار مسطور، از قلعه جات خود رفته به اراک، پرخاش نشست و به راجه فوشه که آمدن شما

• بهمدنی خلعت + ای دعوی کنان † تبهه خوب کرده
 خون گرفته، اجل رسیده

ملاسب تراست ایشان که آشنا از چوب خشک مهتراشیدند میان
دار فرستاد، آن انبوه را باز گردانیدند۔

میر صاحب کا آگرے جانا | من به این تقریب بعد سی سال،
باکبر آباد رفتم، و زیارات مزارات

پدر و عم بزرگوار کردم۔ شعرای آن جا مرا سر آمد این فن
دانسته، انثر ملاقات می کردند۔

(حکایت) اوازۂ عالمے شنیدم، رفتم و دیدم، ملاے قشری +
بر آمد، یعنی بهمز سخن نمی رسید، هنوز نفس درست
نکرده بودم، که از بے تھی سخن سر کرد که اکثر جوانان این
عهد رافضی می باشند، و در حق بزرگان از سقیفہ سازی چہا
کہ نمی تراشند +۔ این تسبیح خاک امام شہا کہ موجب غبار
خاطر ما صفا پیشکانست دلیل است کہ شہا میل بر فرض دارید،
اگر در واقع چنین است، مرا بحال من وا گذارید۔ گفتم کہ
مرا نیز همین تردد بود، الحمد للہ کہ صاحب سنی برآمدند۔
مغز خر خورده؟ کنایہ نفہمید و بسیار خوش گردید۔ چون مرا
موافق یافت، پر و پوچ چندے یافت بیہزہ تر شدم و
برخاستہ آمدم۔

(حکایت) صبح و شام بر لب دریا کہ بسیار بخوبی
واقع است، آنطرف باغات و این طرف قلعه و حویلیہاے امرای
عظام، کوئی کہ نہر بہشتی است، میرفتم و چشم آب میدادم §۔

* ای مختصر آشنائی بودن + یعنی بے مغز

‡ بمعنی حرف دروغ بستن § یعنی احمق § یعنی تماشا کردم

شور بکر تراشی من * آفاق را گرفته بود، بکر نگاہان، † مژگان سپاہان، خوش ترکیبان، جامہ زیبان، پاکیزہ طینتان، موزون طبعتان مرا نہی گذاشتند و بعزت میداشتند۔ دو سہ بار سراسر شہر رفتیم؛ علما، فقرا، شعراے آنجا را دیدم، مخاطبے کہ ازو دل بیتاب تسلی شود، نیافتیم۔ گفتیم، سبحان اللہ این آن شہریست کہ ہر برزن او † عارفے، کاملے، فاضلے، شاعرے، منشرے، دانشمندے، فقیہے، متکلمے، حکیمے، صوفئے، محدثے، مدرسے، درویشے متوکلے، شیخے، ملائے، حافظے، قاریئے، امامے، موزئے، مدرسہ مسجدے، خافقاہے، تکیہ مہمان سواے، مکانے، باغے داشت، اکذون جاے نہی بینم کہ درو شاد کام نشینم؛ آدمی بہم نہی رسد کہ باو صحبت کزینم؛ خرابہ وحشت فاکی دیدم، رنجے کشیدم و بر گودیدم۔ مدت چار ماہ ازین قرار Δ در وطن مالوت گذرانیدے، وقت رفتن آب حسرت بچشم گردانیدم و بقلعجات سورج مل رسیدم۔

قاسم علی خان فاظم	(سانحہ) آنجا آمدے شنیدم کہ با
بنگالہ سے شجاع الدولہ	قاسم علی خان فاظم بنگالہ و نصرانیان
کی بد عہدی	تجارت پیشہ کہ آنجا از مدت سکونت
	داشتند، جنگ واقع شد۔ رعایا

و زمینداران آن ملک از ستم بے نہایتش بجان آمدے بودند، جانب او نگرقتند۔ پایان کار ہزیمت دوردے، با اشکر شکستہ و زر و جواہر و اقمشہ و امتعہ بسیار، بہ نظیم آبد کہ این صوبہ ہم

یعنی معنی تازہ پیدا کردن + یعنی خوبان شرمکوں

† ای ہر کوچے او Δ باہم طور

باو بود آمد - فرنگیان نیز در رسیدند، خواست که شهر بند
 شود و بجنگد؛ لشکرش پشت داد، باز شکست افتاد، مال و
 اسباب خود را بار نمود، با نه، ده هزار کس بسرحد
 شجاع الدوله رسید، آنها بالفعل دست برداشتند و قدم پیش
 نگذاشتند - وقتیکه متصل بنارس رسید، خیمه کرد، بوزیر
 نوشت که من بامید اعانت شما آمده ام، اگر سردستی بمن
 بگیرند و بجنگ نصرانیان مخالف مذهب در آیند، خرج
 سپاه و ملازمان حضور متصدیان من سر انجام نمایند - ایشان
 نوشتند که اول شما بیائید و ملازمت بادشاه نهائید، آنچه
 بحضور قرار خواهد یافت، موافق آن بعمل خواهد آمد -
 آن فلک کرده * آسمان غدار، نا آگاه از نه کار، مع اسباب و
 آلات و پانصد فیل، باعثان خام داستان + چند که واسطه
 بودند، از آب آن رود خانه که زیر شهر مذکور واقع است
 گذشته داخل لشکر شد و دائره کرد - نظر تنگ چشمان این
 طرت نظر بر اسباب بادشاهانه او افتاد، چشم سپاه کردند
 و کهنه فعله چند † فرستاده، بفریب و عذر محبوسش ساختند -
 بعد از دو سه روز از زر بسته ‡ و خرده و جواهر و اجناس
 دیگر و اسب فیل و گاؤ و شتر § و خیمه و فرش هر چه داشت
 وزیر بگفته نا مال اندیشان پیش او هیچ نگذاشت - بد عهدان
 که در میان بودند، نظر به عهد نامه گذاشتند، چون خامه سیه

* فلک کردن نوعی از عذاب کردن آن واژونه آویختن است -

+ اے خام طمعان † یعنی مکار و محهل و تجربه کار.

‡ زر بسته، مقابل خورده § (ن) استر

رودندان بعزت خود گذاشتند* آمده بود که کسے دست او خواهد گرفت، این جا انگشتر † باشد، چون انگشت از ستم روزگار بر آورد ‡ و حلقه بر در وزیر زد، یومیہ از سرکار بیگم کہ عبارت از نام شجاع الدولہ باشد، برائے او مقرر شد، باقی داستان بفردا شب میگذارم کہ افسانہ دیگر بر زبان دارم—

جواهر سنگهہ کی	(سانحہ) جواہر سنگهہ پسر کلان
دست درازی اور	سورج مل کہ سردار جگر داریست §
نجیب الدولہ کی	از مدت خیال ریاست در سردار:
گوشہای	چنانچہ پیش ازین با پدر در آویختہ خون بسیاری ریختہ بود و دو سہ

زخم دامن دار برداشت - در این ایام بفرخ نگر کہ سہ منزلی شاہجہان آباد، شہریست، بسہمت مغرب، و سرحد آن بسرحد ملک پدر او پیوستہ است، رفت - و با زمیندار آنجا کہ پدرش فوجداری گرد شہر دہلی میگرد، آویزشی نمود و طول داد - او نیز سر فروغ نیارودہ در افتاد؛ چون دو ماہ برین گذشت، سورج مل با فوج سنگین قصد آن طرف نمود - بخانہ راجہ برائے رخصت آمد، ایشان گفتند کہ شہا زینہار فروید، مبادا باعث قتلہ و ہنگامہ شوید، آنجا نجیب الدولہ ہم قریب است، اگر میراعات اسلام کند، جنگ بہیمان آید، معہذا طرف ثانی قلعہ دارک و صاحب الوس است، اگر سہاجت نہاید و دیر شود،

* اے برگفتہ خود ثابت نہو دن

† کنایہ از چیزے مختصر ‡ اے پناہ خواستن

§ یعنی مرد جری

عظیم‌شان شمانند - در آداب ریاست نوشته اند که ناکار از
 تقریر آید؛ باید که سردار به پسر نفرماید، و تا از پسر شود،
 خود نرود - خاصه آنست که چون وعده قریب می شود،
 حرت معقول نمی شوند - گوش بر حرت ایشان مینداخت، رفت
 و رئیس آنجارا اسیر ساخت؛ سپاهیان دست تعدی دراز
 نمودند خانهای شرفائی آنجارا بغارت بردند - برادرانش که
 با نجیب‌الدوله بودند، دستارها بر زمین زدند و له طاقتی
 نمودند - او برائی خاطر آنها ملتجی شد که ایشان به سزائی
 کرده خود رسیدند، اکنون از سر تقصیر باید گذشت، نشیند
 و دلیرانه بشاهجهان آباک رفت - او بدر تغافل زده دروازه هائے
 شهر را بند نمود و سر بر نکرد؛ این بر خود چیده، متکبر
 از آب دریا گذشته، بر سرش دوید و موجب آشوب گردید -
 در آدمی گیری او شبه نیست؛ صد بار پیغام داد که من با شما
 سر پر خاش ندارم، لهنذا فوج خود را بر نمی آرم، غوبائی شهر
 تصدیح می کشند، دایره کردن اینجا مناسب نیست، یک جواب
 آدمیانه نداد، و بسفاهت گفته فرستاد که من فوج نواب را دیده
 خواهم رفت؛ اگر زود برآیند، احسان است که کارهای دیگر
 در پیش دارم، وگرنه فوجی که در اختیار من نیست صبح
 و شام بشهر می تازد - آن سردار گفت که البته صبح برمی
 آیم و سان * فوج + خود می نهیم -
 (نقل) شخصی که در میان بود بمن می گفت که دل شب

فوج را رخصت عبور دریا داد و خود را کشید. و بعد از ساعتی چشم کشاد، و گفت که عجب واقع * دیدم. گفتند چه طور است؟ گفت، کلاغی بر درختی نشسته است و زاغان بسیار بر و گرد آمده، شوره دارند. منکه ازان راه گذشتم، بیک تیرش بر خاک انداختم. زاغان کشته او را دیده، همه یکبارگی پریدند. غالب که فتم از من است، انشاءالله صبح سوار میشوم، و این سیاه درون را می کشم —

چون صبح رسید، آسمان تیغ حادثه بپرخ کشید، جار چیان جار زدند، خود بر فیل نشسته، از آب گذشت و باسستقلال تهام مقابل گشت. حریف چون گاؤ چهار پهلو بر خود شکسته و خر خود را دراز بسته صفوت فوج بر روئے ایشان کشید تفنگ چیان گوم انداختن تفنگ، آزموده کاران نظر بر اسلوب جنگ؛ سردار این طرف آماده کین استاده بود و پا از وضع خود بیرون نمی گذاشت. رئیس آن طرف دامن بالا زده خود کشی می نمود و دست از شوخی بر نهیداشت —

هر گاه روهیله ها سرگرم دو تیغه بازی شدند، او در دسته خود را پنهان ساخت و بالا بالا رفته، غافل از این که اجل چیره دست او در کھین است، بر سپاهی که بسمت شهر بود، زد.

* واقع عجیبی † یعنی تیز کرد ‡ اے فر به

○ اے مغرور ◡ کنایه از با مائی کردن

○ اے جهد بلوغ † یعنی تیز دست

شورے برخاست ، رو داران قلب بھد آفہا شتافتہ این بلا
 را پرچیدند * - در همان گرد و غبار آن اجل رسیده زخمی
 برداشت کہ از اسپ برخاک افتاد و جامہ گزاشت + - اما کسی
 ندانست کہ این سورج مل است . باہم می گفتند وقتیکہ او سہند
 را جلو خواہد داد ، قیامت درجاو او خواہد بود - ندانستند
 کہ جماعت درازبست از پیش جنگی خود را بگشتن دادہ
 است - از آن وقت تا شام باز جنگ بہیمان نیامد ، آن جا کار
 تمام شد و این جا ہراسان کہ شب افتادہ است ، مبادا
 شبخون زند ، و مارا برخاک ہلاک افکند - بعد شام فوج
 رو بہ شدہ بود ، پراگندہ شد و رفت ؛ تا نصف شب مہیائے
 کار بر اسپ و فیل سوار استادہ ماندند - اما ہمہ متامل کہ چہ
 بلاست از آن طرف صدای بر نہی خیزد ، نشید کہ فوج حریف غافل
 بریزد و قیامت بر انگیزد - جاسوسان از لشکر بر آمدہ دوسہ
 کروہ این طرف آن طرف کافتند ، احدی را نیافتند - قریب
 بشکستن شب † آمدہ گفتند کہ از مردم دیہات شنیدہ شد کہ
 جماعتے بسراہیمگی میرفت و میگفت ، افسوس سردارے
 چون سورج مل گُشته شود و ما بیہر و تان لاش او را برخاک
 میدان گذاشتہ از ترس جان برویم - ازین جا بد ظہور می
 پیوند کہ او در شورش آخر روز کہ بفوج التمش ☉ بود کُشته
 شد و لشکرش گریختہ رفت --

* یعنی دور کردند + یعنی مرد

† یعنی قریب آخر شدن شب ☉ بمعنی چند اول

در این گفتگو بودند که صبح سفید شد و سوارے دست
 بریدند آورد و گفت که این دست آن دست خشک شده اوست
 که جراحت داشت؛ دیگران نیز شناختند و کوس شادی نواختند؛
 و چون به یقین پیوست، قدم بتعاقب گشادند و دنبال گریختگان
 افتادند؛ اگر از دریا می گذشتند، باعث خرابی جهانے می گشتند.
 اما راجه نوشت که نواب این دولت را که عبارت از چنین فتح
 است از صحرا یافته + باید که غنیمت بدانند و عنان بگردانند.
 این جا انبوه بسیار است، اگر اُستادگی نهابند، باز کار
 دشوار است. - راء در ستے و قلب سلیمے داشت، نوشته
 ایشان را دید و بر گردید -

جواهر سنگهه که از استماع این خبر جان در تن نداشت
 و بظاهر خود را بهسهار دوخته قایم بود، آمد و بر مسند
 ریاست نشسته در فکر گرد آوردن لشکر افتاد - در همت و
 شجاعت و مروت صد مرتبه از پدر خود بهتر است -
 دولت ندهد خدای کس را بغلط

(- حقیقت حال لشکر بادشاه و وزیر) -

(سافحه) حالانکه شجاع الدوله بگفته نا کسان و نا تجربه
 کاران چند که در مزاجش تصرف داشتند، بطمع صوبه
 عظیم آباد که اگر به یک تگ تگ + پا بدست بیاید مفت است،
 شاه عالم را با خود گرفته بشکر بانصوب کشید - کشیش △

* یعنی ناسور + از صحرا یافتن منبت یافتن
 † (ن) تگ و دو △ این معرب قسمی است یعنی
 ونهس و راهب -

عیسائیان یعنی سردار فرنگیان شهر را محکم کرده، نوبت که سر بر سر کسیکه داشتیم * او را زدیم و ازین ملک بر آوردیم، با فوآب و بادشاه کارے نداریم، سبب این حرکت معلوم نمی شود که چیست و محرک سلسله فتنه و فساد کیست؟ اگر انقیاد منظور است ما مطیع منقادیم، حاجت بکشیدن این رنج بیفائده نیست، رگر استیصال ما بگفته نو کیسه گان + نا فهم مقصود است، گذر نداریم †؛ مزاج بزرگان حکم سیل تند دارد، بهر جانب که روسی آرد می آرد، ما خسافرا چه سر و سامان که سد راه توانیم شد، طبیعت سرداران را بباد صرصر نسبت میکنند، ما که مشت خاکیم، چه ساز و برگ داریم، که راه بر توافیم گرفت - نا معامله فهمان حضور که بی بهره از شعور بودند، فرشتن باء مکرے آنها را محمول بر بد دلای Δ نمودے، باصرار باعث کوچ شدند -

هر گاه تلاقی فریقین در ظاهر آن شهر دست بهم داد، فرنگیان بندوقها گرفته در آویختند، مغلان غیرت بهرام بر خزانه آقا ریختند، نصرانیان قدم جرأت پیش گذاشتند - عیسی نام چیلے نواب جسارتے \odot کرد و جان داد، بادشاه چون تهاشائیان ایستاده ماند، شکست افتاد - نواب که بطرفے از اطراف \bullet می جنگید توقف مصلحت ندیده، با معدودے راه صوبه پیش گرفت، مسافت بعید را بیک نیم روزے طی نمودے؛

* یعنی کینه کسیکه داشتیم + یعنی چاره نداریم Δ اے نا \odot دلیوریان
 (ن) شهر

بمقرر خون رسیده - از آنجا نقد و جنس و ناموس بضرورت
برآورده روانه فرخ آباد شد -

اگر چه این عالم دارالجزا نیست، اما گاهی چنین هم اتفاق
می افتد که این شکست فاحش بر این چنین لشکر گران کیفر آن
بود که بقاسم علی خان کرده بودند -

آنجا نصرانیان متصرفت خیمه ها و آلات حرب و غیره گشته،
بادشاه را با خود گرفتند و بآرمیدگی عازم این طرف شدند -
در عرصه هشت هفت روز باو ده که دارالقوار شجاع الدوله
باشد، آمده شکرانه این فتح که فوق تصور آنها بود، مجوز ازار
احد نگشتند - بعد از هفتاد بادشاه را در یک روپیه ماهیانه
کرده به اله آباد رخصت کردند که حضرت بطور خود باشند
با ما نایم و ملک - -

(سائحه) در خلال همین حال جواهر سنگهه با لشکر غدار
او ملهار که احوال او نوشته آمد، بدعوی خون پدر بر
فجهب الدوله رفته، به دهلی چسپیده بود - خلقی از گرانی غله
بجان آمد، قتل و قتل، جنگ و جدال قریب دو ماه ماند -
عهدالهدک که در فکر کناره کردن بود، معه ناموس از قلعه
بهرت پور بر آمده، مردمان زاید را بفرخ آباد فرستاد و خود
شریک جواهر سنگهه شد -

آخر از آمد آمد شاه که در این سال تا شاه آباد آمد و از
تشویش سکهان بی سر و پا بر گشت، مسوده ها همه باطل شدند
و آن جنگ بصلح انجامید - عهدالهدک با ملهار، پیش
هد خان بنگش که ربط درستی داشت رفت؛ و جواهر سنگهه

بہاگ خود آمدہ بکارہاے دیگر پرداخت - سرداران عہد پدر کہ بخاطرش نہی آوردند، بعضے را کشت و بعضے را مفید ساخت -

نواب عہدالہلک باین سن یگانہ عصر است، اوصاف * بسیار دارد، چنانچہ پنج شش خط بخوبی می نویسد، شعر ریختہ، فارسی، ہر دو با مزہ می گوید - بحال فقیر عنایتے بیش از بیش می کند؛ ہر گاہ بخدمت شریف او حاضر شدہ ام، خطے برداشته -

(سانچہ) تبیین مقال احوال شجاع الدولہ آنکہ بامید حمایت کسان کہ بہ فرخ آباد رحل اقامت افگندہ ہوں، از آنها غیر شہادت و بے مروتی ندیدہ - ناچار باملہار کہ احوال او سبق مذکور شد، طرح سلوک انداختہ انہوہے گرد آورد، و بجنگ فرنگیان برد، چون مقابلہ فہمتیں شد، بدلیچہا از طرفین انداختند، گرفتند، دستہ ہاے فوج دکن، برائے نہوں جرأت خود، بروے توپخانہ رفتہ نیزہ بازی نہوں فند و دست خونریز کشودند - عیسائیوں از سنکر باہستگی برآمدہ توپ اندازان ہو ضعی در آمدند کہ چشم دکھنیاں ترسید و ترکی تمام گودید۔ آنچنان دست و پاگم کردہ گریختند کہ گوئی درمیان نہوںند - در دو سہ روز بگوالیار کہ سہ منزلی اکبرآباد، شہریست حاکم نشین و در تصرف آنها ہوں، رسیدند و حال شکستہ خود را در چند روز درست کردہ آمادہ جنگ

جواهر سنگهه شدند- آنجا دعویٰ شجاع الدرله قطع شد، راضی بهرگ بوده، تن تنها پیش فرنگیان رفت - آنها رو ازو گرفتند دست از همه چیز برداشتند و صوبجات را بطور او گذاشته بد عظیم آباد رفتند —

هر گاه رفع حجاب + شد، باز خلعت وزارت پوشیده، خلع العذار بدارالقرار خود که اوده باشد آمد و نشست —

<p>(سانحه) این جا دکهنیان تیره روزگار، با فوج بسیار، بسوحد جواهر سنگهه آمده، انثر دیهات را تاختند و خراب ساختند - جواهر سنگهه که دلاور مقرریست، از قاعجات برآمده هشت</p>	<p>دکنیوں کی شکست پر شکست اور ملہار راؤ کا شکستہ دل ہوکر وفات پانا</p>
--	--

نه هزار سوار سکهان که دران ایام دران ضلع آمده بودند، نوکر کرده رفت و چهره شد † - هنگا-یکه جنگ بهم پیوست، آن مدبران رو باختند و ایشان باسر و نهیب پرداختند - چنانچه قریب پانصد کس با سردارے اسیر کرده آوردند و عرض سپاهگیری آن ها بر دند - چون ملہار مرد رودارے بود، شکست بر شکست خورد، از فرط اندوه و غم سه چار منزل رفته مرد —

+ (ن) بادشاه و وزیر —

• یعنی از و شرم کرده —

‡ ای مقابل —

دکنیوں اور جواہر سنگھہ | بہہمین نزدیکی رگھناتھہ راؤ کد سردار
 کی لشکر آرائی۔ شاہ | مقرری دکنیان است ، بافوج کثیر
 درانی کی آمد کی خبر | رسیدہ ، بیکی از زمینداران آنطرت
 سنکر دشمنوں کا صلح | سرحد جواہر سنگھ چسپید و بموجب
 کر کے بہاگ جانا | فتنہ آن ملک گردید۔ زمیندار مذکور
 بایشان رفتگی داشت ، نوشت کہ اگر

دکنیان سرا پایمال ساختند ؛ یقین خاطر باشد کہ بہلک
 شاہم دست تصرف دراز خواهند کرد ؛ آمدن بسرحد
 خد من از واجبات است و صرفہ من نیز درین است ۔
 این جوان فراخ دامان با لشکر بے پایان رفتہ ،
 این طرت چذبل کہ رود خانہ مشہور است ، دایرہ کرد ۔
 دکنیان دو دلدہ شدہ ، طرح یکدلی افداختند ۔ ہنوز ہردو
 لشکر معنادی بودند کہ خبر آمدن شاہ شایع گشت ۔
 سران دکن کہ از نام او آب می تاختند ؛ جگر درباختہ
 رہگراے او طان خود گشتند و بشکستن قید اساری کہ در
 جنگ ملہار بگیری آمدہ بودند ، صلح نہودند ۔ این عزیز
 بعضی فہک بحرامان را کہ بادکنیان در ساختہ ، چہا کہ
 نمی گفتند ، گوشمال بواجبی دادہ باکپوآباد آمد ۔

راجہ از قلعبجات ؛ برائے ملاقات اور رفت ، سرا زیارت
 مشت خاک پدر و عم بزرگوار باین تقریر باز میسر آمد ؛
 ہمگی پانزدہ روز آنجا ماندہ عذان آن طرت بگرداند ۔

این بار ہم شاہ درانی تا این طرف
ستلج کہ رود معروف است، از
دست سکهان پا در هوا خرابیہا کشید
و بر گشت —

شاہ درانی کا ستلج کے
اس طرف تک آنا اور
سکھوں کے ہاتھوں سے
تنگ آکر واپس جانا

(سانحہ) درین ولا جواہر سنگہ را
باراجہ مادھو سنگہ پسر جے سنگہ
بر اصرے از اسورات زمینداری،
فاخوشی شد و رفتہ رفتہ بنزع کشید.

جواہر سنگہہ راجہ
مادھو راؤ میں تذازع
اور جنگ —

این جوان جری بخوابی ملک او کھر بستہ در ظاهر
بہبانہ ملاقت راجہ بجے سنگہ پسر بخت سنگہ کہ احوال
او رقمزدہ کاک سحر طراز گردیدہ، بر پھکر کہ آبگیر
کلانیست، غیرت بحیرہ*، و ہنودان غسل آن جا را عبادت
مہدانند، رفت و در راہ اکثر قریات را بخاک برابر ساخت
بجے سنگہ اگرچہ جوان بد لیکن رائے صایبے داشت،
آمدہ بر خورد و واسطہ صلح شد عہد پیمان بہمان آمدہ
چون جواہر سنگہ بر گشت، سرداران راجہ مادھو سنگہ
فقد عہد نمودہ آمادہ پیکار شدند، تا دوپہر جنگ نیر و تغذگ
ماند، آخر راجپوتان جہالت کیش از اسپان فروہ آمدہ،
دست بشمشیر ہا زدند، پائے ثبات اکثر از جا رفت.

* یعنی جوہل و تالاب (ن) رائے بہادر سنگہ
پسر کلان راجہ کہ جوان بجزرات و ہمت آشناست درین سفر
ابہ جواہر سنگہ بہ تقریب غسل آن آبگیر رفتہ بود چون
ازان جا بر گشتند۔

این جوان دلاور * داد جوانمردی داده ، این چنین بلائے صعب را برچیده † چون شام افتاد بر هر دو لشکر شکست افتاد، آتش تیز کهن از هر دو سو زبانه کش است و رعایا مثل خس و خاشاک می سوزد باید دید که از پرده غیب چه ظهور میرسد —

<p>(سانحه) چون جواهر سنگه بقلعجات آمد و نشست، فوج راجپوتان بخیرگی تمام دست تاراج بدیهات فواح دراز کردند، و با ستظار ‡ دکهنیان</p>	<p>راجہ مادھو راؤ کا بیمار ہو کر مرجانا اور لڑائی کا خاتمہ</p>
---	--

آبادیها را خراب نمودند. درین ایام انبوهی از سکهان آنطرف آب چون بود. رئیس این طرف بآنها مستظهر شده طرف گشت، گشت و خون بهیمان آمد. عالیے تلف گشت، آخر فوج حریف را از ملک خود بدر کرده، سرداران سکهان را بر روے آنها دوآفید II و رفتن خود مصلحت ندید. این قوم دغل بآنها در ساخت و باین سردار بد باخت. هر گاه بد عهدی این بے سرو پایان دید، کار بسیار به بے مزگی کشید. در همین حال اقبال یاورى کرد که راجه مادھو سنگه بسبب بیماری که داشت در گذشت. سرکردگان آن فوج ناچار سر بسر کرده برگشتند و سکهان بے از همان راه گذشتند —

* (ن) جواهر سنگه و راء بهادر سنگه † (ن) چهند
‡ پشت کرمی II (ن) کشید ○ صلح

جواہر سنگھہ کا قتل۔ (سانعہ عظیمیہ) آنکہ درین نزدیکی
 اُسکے بیٹے کی جانشینینی اور مارا جانا۔ کھیری
 سنگھہ کا جانشین ہونا،
 ابتری اور خانہ جنگی

رسید۔ این سیمہ کار مدام شراب میخورد و بر خلق خدا جفا
 از حد می برد، چنانچہ در ریاست ده ماہ باکس و فاکس
 بد باخت، آخر مہوسے بزخم کارڈ کار او ساخت۔ سردارے،
 بنام پسر او کھیری سنگھ مقرر شد، اختیار بدست فوکران
 افتاد، کار ابتر شد۔

اکنون کار پردازان، نول سنگھہ پسر چار سین سورج مل را
 کہ در عرصہ نبود، بہ نیابت آن طفل برداشتمند، اگر از آب
 خوب بر می آید خوبست وگرنہ کار بسیار بے اسلوب است۔
 وقتیکہ نفاق این قوم بہ طول کشید و نوبت کار پردازی ملک
 بہ سفہا رسید، نول سنگھ و برادر خورد رنجیت سنگھ کہ
 قلعہ کھیر باو تعلق دارد، ہر دو بجنگ بر خواستند، قریب
 پانزدہ شبانروز جنگ توپ و بان و تیرو تفنگ در میان ماند۔
 چون قلعہ استحکام واقعی داشت، ناچار نول سنگھ بدر صلح
 زد و گذاشت۔ ہر چند در میان ہر دو برادر بظاہر صلح و صفا
 شد، اما کینہ باطنی را چہ علاج؟۔ جیا رام کہ سر کردہ فوج
 رنجیت سنگھ و مدارالہمام بود، در لشکر دہنیان، کہ در آن
 ایام چار پنچ منزل آن طرف سی گشتند، رفت؛ سرداران را
 ترغیب نمود، در ملک خود راہ داد۔ ہمیں ہا کہ حالا کلہ گوشہ

به آسمان می ساینند، بحال خراب باو آمده، زیر دیوار قلعه کوهپیر دایره کردند. آن قدر دل باختند بودند که از هر کس می پرسیدند، فوج نول سنگه چه قدر است و چه قسم می جنگد. اگر نول سنگه از جاے خود حرکت نمی کرد، کار او باین خرابی نمی کشید و دکهنیان هم بطریق ضیافت چیزے گرفته میروفتند. چنانچه حرکت بجانب متھرا کرده بودند که هنگام شب نا آزموده کاران نول سنگه قریب گوردھن که آن هم معبد هندوانست، آمده پریشان جنگیدند. صد این جا و دو صد آنجا هزاری این جا و پانصدی آنجا از این جهت هر که هر جا بود، همان تنها بود، کسے بداد کسے نرسید، نسیم فتح و ظفر بر پرچم علمھای دکهنیان وزید - اسپان و فیلان و شتران و آلات حرب بسیار این طرف بدست قلعچیان آنطرف افتاد. بر چنین شکست هم نتوانستند که بقلعجات نول سنگه بچسپند، غنیمت شهر ده از رود خانه. چون گذشتند و میان دو آب را خیمه را ساختند. چون اقامت ایشان بامتداد کشید، نجیب الدوله از حزم بهرے وافی داشت، با خود سنجید که این بلا بالا بالا نخواهد رفت، مبادا که آسیبے بشهر رسد، با پسر و برادر و فوجے که همراه بود، توکل کرده پیش سرداران آمد، تا جان در تن داشت نگذاشت که دکهنیان رو بسوی شهر کنند. وقتیکه او از موض مزمنے که داشت، از میان رفت، سرداران بر امورے * از امورات سهل نا خوشی بضابطه خان

پسر او در میان آوردند - آخر الامر او واسوخته بسکرتال رفت،
ایشان قریب شهر آمده خیمها زدند -

چون بد پردازی و ناسازی جاتان از حد گذشت و لطف
باهش و بود بالکلیه رفته، راجه ناگرم با بست هزار خانه *
که بسبب این مرد آباد شده بودند و اکثر وابستگی بدامن
دولت این داشتند، برخاستن مقرر کرد، و اجازت از سرداران
آنجا خواست، که آن بے چشم و رویان که هنوز در کمین آزار
سردسان اند، بلیت و لعل گذرانیده، خواستند که در بنا
هزم این سر کرده خلل انداز شوند، و باهستگی دست تطاول
کشانید. هر گاه بیقین پیوست که اینها نمی گذارند، بلکه
سد راه می شوند، راجه نظر بر خدا کرده آنچه لازمه
سرداریست، بکار برده، با هر دو پسر بجزرات تمام سوار شد
و بیرون قلعه آمده، چنان همت بامداد غربا گماشت که ناموس
نقره هم آنجا نگذاشت. از لطف دادار بیبها و بیبهن نیت
خوب در دو سه روز معه این قافله گران داخل کامان که شهر
سرحدی راجه پرتھی سنگه پسر ماهو سنگه است که
حالا رئیس او را قرار داده اند، گشت. ما تلخ کامان نیز
بسبب علاقه نوکری وابستگی در این اقامت گزیده ایم و
می بینم که آبخور † چندی اینجا نگاه میدارد، یا جای دیگر
می برد -

* (ن) مردم دهلی

† بمعنی قسمت

(سانحہ) درین ایام مشہور است*
 کہ رایات اقبال بادشاہی، بفرخ آباد
 سایہ افکن گشت؛ راجہ سرا پیش
 حسام الدین خان کہ در مزاج بادشاہ
 تصرف داشت، فرستاد، رفتم و عہد
 میر صاحب کا راجہ کی
 جانب سے بطور ایلچی
 بادشاہ کے لشکر میں جانا
 اور عہد و پیمانہ کرنا۔
 راجہ سے شکر رنجی

و پیمانہ درست کردہ ام - این جا پسر خورد او کہ با من خوب
 نبود، از آن سبب کہ من با برادران کلانش ربط گونہ داشتم،
 علی الزعم بہ پدر فہمائید کہ پیش دکھنیاں رفتن اولی است -
 چنانچہ بلشکر بادشاہ نہ رفتند و عازم شہر گشتند - نا چار من
 نیز معہ لواحقان خود برسوائے تہام با ایشان شدم؛ چون بشہر
 رسیدم، زن و فرزند را در سراے عرب گذاشتم، از ایشان
 برخاستم + —

در این ولا سندھیا کہ یکے از سرداران
 کلان دکھن است پیشوا رفتہ، بادشاہ
 را با خود آورد و داخل شہر کرد -
 سندھیا کی قوت اور
 بادشاہ کی ذات
 چندین برین نرفتہ بود کہ سرداران باہم قرار دادند کہ
 بادشاہ را با خرد گرفتہ، بر ضابطہ خان پسر نجیب الدولہ
 مرحوم باید رفت - ہر چند بادشاہ تملل بہیمان آورد، فائدہ
 نکرد، باین تقریب من ہم † ہمراہ اشکر بادشاہ روانہ آنظر

* (ن) شد

† (ن) بعد از دو سہ روز با راے بہادر سنگھہ بر خوردہ
 حقیقت حال ہمہ بیان نمودند - او با ما موافق مقدور خود در
 پرداخت احوال شکستہ تقصیرے نکرد -

‡ (ن) با راے بہادر سنگھہ

گشتم - رفتند و ضابطہ خان را بے جنگ گریزانیدہ، اموال و اسباب و خانہ و ناموس او بتصرف در آوردند۔ بادشاہ را غیر از دو صد اسپان لاغر و چند خیمہ کہنہ نہ دادند۔ بادشاہ ازین حرکت بسیار بے مزہ ماند، اما چہ فائدہ کہ دکھنیاں مغتر، و این جا زور نہ زر؛ چون زور بآنها فرسید، متصدیان حضور بضبط جاگیرات اعزہ این جا پرداختند و بسا عزیزان را ذلیل و خوار ساختند —

من * بگدائی برخاستہ بردر ہر سرکردہ لشکر شاہی رفتم، چون بسبب شعر، شہرت من بسیار بود، مردمان رعایت گوئہ بحال من مہذول داشتند۔

میر صاحب کلشکر شاہی کے ہر سرکردے پاس جانا اور مایوس ہونا

بارے بحال سگ و گربہ زندہ ماندم، و با وجیہہ الدین خان † برادر خورد حسام الدولہ ملاقات نمودم آن مرد نظر بر شہرت من و اہلیت خود، قدرے قلبیے معین کرد و دادہی بسیار نمود۔

القصہ چون بادشاہ از سر کشئی رئیسین دکن دل خوشی † نداشت، بے مرضی آنها روانہ شہر شدہ، داخل قلعہ گشت۔ این جا آمدہ نجف خان

بادشاہ کو بھڑکا کر دکنیوں سے لڑانا اور فاکام رکھنا

کہ خود را در لشکر بادشاہی سپاہی می گرفت، بادشاہ را فاسنجیدہ و فافہیدہ برین پاہ آورد کہ محالات متعینہ جات را متصرف باید شد۔ آخر باصرار تہام اجازت این امر عظیم

* (ن) ازین جہت راے بہادر سنگھہ را نیز دستے نماند۔

† (ن) وجیہہ الدولہ — † (ن) دل پردے داشب۔

بے مشورت حسام الدولہ کہ با سرداران دکن ربط تھام داشت ،
گرفته دہ پانزدہ ہزار مردم مغلوک شہر و بیرونجات گود
آورد و شروع در آن مہم نہودہ ، دوازدہ محالات نزدیک
شہر را متصرف شدہ طرف کلاہ بر شکست . چون کم سن و نا
دیدہ روزگار بود ، بگفتہ سفیہان نا مال اندیش از جائے رفتہ ،
مستعد حرب دکھنیاں شد . آنها مشورہ کردند کہ ہنوز بادشاہ
مانا بگداست ، باین زور و طاقت ارادہ مقابلہ ما کردہ است ،
اگر زور واقعی بہم خواہد رساینک ، کار بر ماتنگ خواہد کرد ،
بہتر آنست کہ دوآبہ کوچ بطرف شہر نہایم و فرصت ندادہ
کار او بسازیم . اگر در جنگ از میان برود ، رفتہ باشد
وگرنہ سر جنگی زدہ انبوسہ کدائی را پراگندہ سازیم و خودش
را بحال فقیران نگاہ داریم ، کہ بنان و نمک معاش می کردہ
باشد و دست نگر ما باشد —

شہر کا سلامت رہنا | ہرگاہ این مشورہ قرار یافت ، ضابطہ
خان را بوعدہ بخششی گری وسہارنپور

کہ از تصرف او بر آوردہ ببادشاہ دادہ بودند ، خوشدل ساختہ ،
رفیق نہودند . فوج جات را نیز برین منوال ہمراہ گرفتہ ،
از میان دوآب بتری ہائے تھام † برابر در عرصہ یک ہفتہ ،
برابر فریدآباد آمدہ ، عبور دریا پایاب کردند . دو سہ روز
زون خوردی ماند . آخر روزی جنگ ہمیان آمد ، از این طرف
ہم نجف خان دیلو چان و موسی مدک فرنگی کہ باغواے

* (ن) پسر نجیب الدولہ — | اے بشوخبہائے —

† (ن) کہ نہ نوشتہ بہ است —

نجف خان از نوکری جات دست برداشته ، ملحق این فوج
فلک زده گشته بودند ، پائے جلالت به میدان معرکه فشرودند -
چون سیاهی فوج دکهنیان دیدند ، مغلان حرام توشه پشت
داده ، روسیاهی کزیدند - اجل رسیدگان چند کے جامہ ہم سرتن
نداشتند ، مفت زخم هائے دامن دار برداشته ، بواہی عدم
شتافتند - دستہ آن طرف میدان را خالی یافته بے محابه به شهر
در آمد - فیلان بادشاهی ویراق بسیاری را بر سر گریختهگان
گذاشته ، باخود برد - پریشانے چند که جمع شده بودند ، بیک
چشمک زدن از میان رفتند - تا یکپاس شب گذشته ، حسام الدین
خان بامعدودے چند در ریتمی استاده مانده و باز برخاسته پیش
بادشاه رفت ، قریب نصف شب نجف خان نیز مظلومان چند
را بکشتن داده ، داخل حویلی خود شد - شهر کہنہ که جسته
جسته آبادی داشت ، در این سانحه از سر نو بغارت رفت ماغربا
را حافظ حقیقی در حفظ خود نگهداشت ، صبح جواران این
طرف تاب مقاومت نداشتند که به میدان برآیند ، مورچال برابر
دیوار شهر پناه درست کرده ، بجنگ بادلچها آن روز
گذرانیدند - اقبال بادشاهی کار کود ، وگرنه قلعه مبارک را هم
می پراویدند - سلیقه جنگ و استعداد این طرف همان روز
معلوم شده بود که چون آمد فوج دکهنیان شد ، هوش اکثرے
رفت و مردم توپ خانه بوائے تیاری آلات حرب مثل توپ و
رھکله و جزایر افتاده و سرب و باروت و بان وغیره ، عرضی
بعضور اقدس کردند ، متصدیان صد روپیہ به میر آتش که از
هرت خلک تراست ، تلخواه کردند - هتیمت او و سہمت او اگر بینی

دانی کہ مردمان چین میں باشند۔ آنچنان در کذبے خزیدہ کہ تا جنگ در میان بود، اورا کسے ندید۔ آخر روز سوم حسام الدولہ سوار شدہ رفت و صلح داخواہ آنہا کردہ آمد۔ بارے شہر نو سلامت ماند، کنون باشارہ مختار * دکھنیاں در پے بر آوردن نجف خان و مغلان حرام کوزہ + اند، بہ بینم کہ چنان صورت میگردد، این ادبار زدگان چہ طور از شہر برسی آیند و بکجا میروند —

القصہ سندھیا کہ سردار سیومین دکھنیاں بود، بطرت چہ پور رفت۔ سرداران دیگر ارادہ آن طرف آب دارند، غالب کہ از راہ فرخ آباد بجمہانسی بروند، از آن جاسبب آشوب ملک شجاع الدولہ شونک —

(سافحہ) چون زبان زد مردم شہر بود کہ نجف خان وغیرہ سرداران و مغلان شورہ پشت دعویٰ تنخواہ در سر دارند، ہر گاہ دکھنیاں کوچیدہ

مغلوں کا شہر بدر ہونا
اور دکھنیاں پاس
چلے جانا

میروند، این جم غفیر + بر در بادشہ نشستہ، متصدیان را تنگ کردہ زر طالب خود خواہند خواست۔ لہذا حسام الدولہ بدکنیاں گفت کہ این ہا تمک بحرام و ہنگامہ پردازند، بہر طوریکہ دانید، ہمت بر اخراج ایشان بر گھارید۔ حالا حسب الاشارہ □ او سرداران جنوب در پے آند کہ آن قوم را از

+ (ن) سیدہ رو
○ (ن) کہ مختار ہونند

* (ن) نواب موصوف
‡ بمعنی جماعت کثیر
□ (ن) الارشاد نواب مذکور

شهر بر آرند، چنانچه قدغن است که مغلی در شهر نهاند. وقتیکه این گفتگو بطول کشید و متصدیان حضور در قاعه رفته نشستند و مردم شهر را بند کردند. در ظاهر تین گروه بے شکوه تا لاهوری دروازه ملبچارها بسته، آتش فتنه و فساد بر کردند و بباطن با دکنیان بالقوه رو کشی آنها نداشتند، در ساختند. چون از هنگامه آرائی کار پیش رفت و دیدند که در استادگی کشته خواهیم شد، ناچار مہیبے بر آمدن شدہ با جنوبیان عهد و پیمان نمودند. بعد از دو سه روز نجف خان و دیگر سرکردہائے مغلان با ہمہ یاران خود در لشکر آنها رفته، اہل دکن کہ صاحب سلوک اند، و مراعات ظاہر را در ہیچ وقت نمی گذارند، در عزت این ازدحام نافرجام تقصیرے نکردند. اما آن عزت کہ در نوکری پادشاه بود، معلوم. در چند روز این جہامت بے حقیقت پراکنده می شود، ہر کس بطرفی خواهد رفت. و ہمیں مشہور است کہ بالفعل دکنیان این ہمتیت مجموعی را تا اکبرآباد باخود می ہرند و از آنجا اجازت خواهند داد کہ ہر کس ہر جا کہ خواستہ باشد بروں —

الحاصل مغلان شرارت بنیاد و جنوبیان سراپا فساد، قریب است کہ بروند و حضرت ظل سبحانی بذات قدسی صفات با دو سه محرر در قلعہ مبارک بے تشویش آیندہ و روندہ تشریف دارند. اگر روزے صد بار بر کنگرہ کنگرہ حصار جہت سیر بر آیند، کیست کہ حجاب او مانع شود، و گر بہ بازار پیادہ پا بر آیند حاجب کو کہ دور ہاں نہاید. اسلوب چندیں

به نظر می آید که اهل حرفه سر بصعرا زندک و سپاهی
پیشگان بگدائی دست دراز کنند - هر کسے راه خود گیرد، شهر
روفق بسیار پذیرد -

(سائحه) تازه آنکه چون جنوبیان
نجف خان را همراه گرفته، رو بآن
روے آب آوردند، وزیر حال از صوبه
خود باستظهار نصرانیان یاغار کرده،

بادشاه کا حسام الدین
خان کا مغلوں کے
حوالہ کر دینا

به فرخ آباد رسید، و روکش کردید - چون سرداران جنوب
خود را دران مرتبه نیافتند که حریف آنها شوند، قریب سه ماه
به قیل و قال گذرانده، خراهان صلح شدند - چون وزیر هم
دلاور مقررے بود، غنیمت دانسته، قبول این معنی نمود -
آخر الامر نجف خان را مختار کار حضور کرده روانه صوبه خود
شد - دکهنمیان و مشرقیان هم جراب و سوال خود باو سپرده
به مکان هائے متصرفه رفتند - چون نجف خان داخل شهر گردید،
رنگ از روے حسام الدوله پرید، دو سه روز درخانه نشست،
بعد ازان پادشاه در قلعه طلبداشتند، کاغذ حساب چند ساله
خود را طلب کرد و همان جا نگاهداشت - مجدالدوله
عبدالاحد خان پسر عبدالهجید خان مغفور که از کار پردازان
مقررے پادشاهے بود، از تغیر راجه ناگرم، خلعت دیوانی
خالصه پوشید و بکار پادشاهی پرداخت - آخر کار پادشاه
حسام الدین خان را که مختارالهلک بود، مجبور ساخته بابت

زر پادشاهی و تندخواه مغلان بعوض هشت صد لک روپیہ حوالہ
فتح خان درانی وغیرہ نمود، او را از قلعه بخانہ خود برد۔
حالا مغلان مختار اند خواہ بکشند و خواہ بگذارند :
این شامت اعمال قیامت بسر آورد

(سابقہ) عبدالاحد خان کہ دیوان
خالصہ شدہ بود، و در مزاج بادشاہ
دخل تہامی کرد، مختار گشت، و ہرچہ
می خواست، میگرد؛ کسے را یارے
دم زدن نبود فرج بادشاہی باحال تباہ،

نجف خان کا بادشاہ
کی رائے سے جاتوں پر
حملہ کرنا اور کامیاب
ہونا

بادشاہ بیدستگاہ، بر سایر شہر و چند دہ گذران معلوم،
جات کہ عبارت از اولاد سورج مل باشد، تا درگاہ حضرت خواجہ
قطب الدین بختار کاکی کہ از شہر سہ چہار کروہ است،
متصرف بود۔ نجف خان پیش بادشاہ عرض می کرد کہ
حضرت زندگانی باین قسم ظاہر است، اگر این ملکی کہ
در تصرف جات است بدست بیابد، نصف دل خوش بسر
می توان کرد۔ بادشاہ می گفت ” مگر خواب می بینید،
سخن کہ از دهن خود زیادہ باشد، چرا بایند گفت۔“
او می گفت ”گر چنین اتفاق شود، حضرت مرا چہ میدهند۔“
بادشاہ گفت ” سوم حصہ از ملک من بگیرم، باقی بخش
شماست۔“ چون ادبار آن قوم نزدیک شد، روزے فوج آنها
بہیدان کرہی کہ قریب درگاہ خواجہ مسطور علیہ الرحمۃ
است، آمد و آغاز شوخی کرد، نجف خان با مردمی کہ

یراق هم نداشتند، حرکت مذبوحی کرده، بروی آنها دوید - آنها که مغرور بودند، بخاطر نیاورده زود بر دی نمودند - چون جنگ بهمیان آمد صورتی که متصور نبود، جلوه گر شد - یعنی تا شام آن جنگ زدند، مردمان پادشاه شب بزراعت خام معاش کرده هم آن جا اقامت افداختند و کوس شادی نواختند - صبح آن قدم پیش گذاشته، به بلم گده که حصار مضبوط آنها بود، بغاصله دوازده کرده از شهر رفته چسپیدند - چند روز جنگ توپ و رهکله در میان ماند، سردار آنجا گفت از گرفتن حصار جنگ جاآن تمام نمی شود، بیشتر بروید، جنگی که با سردارانست، آن جنگ را بزنیید، این حصار را من بی جنگ خالی کرده خواهم داد - نجف خان باین سن کم سردار سخن شنو بود، دست از آن حصار برداشته، همان سردار را آنجا گذاشته اراده بیشتر نمود - چون قریب هوزل که قصبه متصرفه جاتان بود، رسید، کار بدشواری کشید - یعنی فوج سنگین از آن طرف آمده، بر رو استاد، کار کلانی بر سر افتاد، سردار جاتان که فول سنگه نام داشت، بالشکر گران و توپخانه بسیار آمد و چهره شد * هنگامه جنگ گردید، فاک جامه هائے بسا کس بخون کشید + رفته رفته زمین به تنگی گرائید، پرخاش به یراق کوتاه آنجا سید مردمان پادشاهی، از کثرت فاقها تبهایی، دست از جانها برداشته، پائے ثبات افشردند، و سخت خوردند، و مردند -

چون فتح باد بار آن قوم بود، سرداران پیاده شده کار را پیش بردند. آن فوج گران هزیمت خورده برگشت —

سهر و نام فرنگی که توپ و رهگذر آن طرف بجزاآت تمام دیوی ایستاده ماند، آخر روز آن هم رو بفرار نهاد؛ نجف خان که این کار بزرگ بسر داری او سر انجام یافت، کلاه کج کرد. هر که این ماجرا شنید، خیلے متعجب گردید. سردار جاتان بحصار خود رفت و بر بستر افتاد. این جا بر نجف خان مردم بسیاری گرد آمدند، رئیس کلانے شد. چون زر پیش خود نداشت، مردمانرا بزبان نگاهداشته؛ هر کسے که می آمد، نوکر میشود. در چند روز لشکر حکم دریائے بے گران پیدا کرد. اگرچه کنار خشک* داشت، اما بتر زبانی† کار خود می کرد. چون دید که بسخن هائے دروغ فوج نمی ماند، جگر کرد و سرداران را بهمهالات جات فرستادن آغاز کرد. آخر این نقش درست بنشست، خودش رفته بحصار تیک که از آن جا دوازده کروزه، بود چسپید. سردار آن طرف که بیمار بود، قضارا در گزشت، آنها رنجیت پسر چهارم سورج مل را برداشته، همت بر جنگ گماشتند. داروغه توپخانه آن قلعه بسر داران این طرف سازشے کرده، راه در آمد، حصار نشان داد، مردمان یورش نهوده در آمدند، و بغارت شهر منتفع شدند — هر کم بغل دو بغل تاس بادله آورد، اسباب بسیار و توپخانه بی شمار، بدست

نجف خان هم آمد - قلقچیان این فوج مالدار شدند ، بعد غارت هفت هشت روز، آن قلعه را حواله سردارے کرد، قدم پیش کشاد - کههیر که حصار دیگرش بود، قصد آنجا نمود، رنجیت که سردار آن قوم شده بود، آن قلعه را خالی گذاشته ، آلات جنگ یکشاخ * افگنده ، به بهرت پور که حصار محکمیت ، رفت - ایشان متصرف این شهر نیز شدند و مال بسیاری بدست سپاهیان آمد - ناچار جاتان پیغام صلح دادند و کشوری که مادر رنجیت باشد، و از شعور بهره داشت، آمد و آشتی خواست - نجف خان بهرت پور را باینها داده و کار بر وقت دیگر گذاشته ، باکبرآباد که دارالسلطنت مقرریست و جاتان متصرف بودند، رفته ، مهیای جنگ آن قلعه شد - چون اقبال یاور بود، در اندک فرصت نقب داده بدست آورد - سرداریکه از طرف جاتان دران تهمکن داشت ، بوعده و وعید بدر کرد - با سرداران آنجا سر کرد ، و تھام آن صوبه را متصرف گشت - بهر که میخواست، معاللات آنجا تنخواه می کرد، در چندے مالک تھام آن ملک شد - راجها و زمینداران همه سر حساب شدند - اگر جاتان حرکت مذبوحی می کردند، بیک سیلی زدن ناز روے اینطرت نمی آوردند -

حسب وعده نجف خان	بادشاه ملک کا
هر گاه نجف خان مالک این همه	تیسرا حصہ دینے پر
ملک شد و کار او بالا گرفت و در	مجبور ہوا
حضور عبدالاحد خان لکد برابر زد † ،	
یعنی مدار سلطنت بران قرار گرفت -	
بادشاه از نجف خان ، موافق وعده	

* اے یکطرف † اے سلوک کرد ‡ فخر کردن و سر بفلک رسانیدن

سوال سوم حصہ ملک نمود، او در حضور آمدہ گفت کہ این ہمہ فوج کہ بامن است ملک تنخواہ مردمان کردہ دادہ ام، حضرت زر سوم حصہ ملک از من می گرفته باشند۔ بادشاہ از زبان زیر زبان *داشتن او اطمینان نداشت، گفت:- این قدر ملک باید گذاشت، کش زدن + مردانہ او پیش زور آوری عبدالاحد خان پیش رفت نشد، ناچار محالات سوم حصہ ملک بطور مختار جدا کردہ داد، و خلعت میر بخشیدگی عطا شد، امیرالامرا شد۔ بعد از چندے از حضور رخصت خواستہ، باکرآباد رفت۔

<p>این جا عبدالاحد خان سکھان را از خود کردہ، هر چه بالقوه داشت، بآنها داد۔ باعتقاد آن جم غفیر بادشاہزادہ فرخندہ اختر را گرفته براجہ پتیالہ لشکر کشید۔ نہ دلش</p>	<p>عبدالاحد خان سکھون سے مل کر راجہ پتیالہ پر حملہ کرتا ہے اور پھر صلح کر لیتا ہے</p>
--	---

این کہ اگر اتفاق شود، سکھان را بروے نجف خان باید روانید: آن طوف میرفت و خیال این طرف داشت۔ رفته رفته کار بآنجا کشید کہ مردم بسیاری از لشکر امیرالامرا جدا شدہ، ملازم مختار گردیدند۔ چون ملک دار نمود، و تدبیر ریاست خوب نہیدانست، کارها را ناتمام میگذاشت۔ چندے بسر کرد و بہشورت سکھان با راجہ سر بسر کرد، †۔ زریکہ داشت، بخرچ آمد، چیزے از بادشاہ خواست۔ شاہ از طلب کردن زر بے مزہ شد

* اے از وعدہ ہائے دروغ او۔
 † دست درگردن حریف انداختہ آویختن۔
 ‡ اے صلح کرد۔

و نوشت کہ بہر طوریکہ باشد، آنجا باشد، من زرن دارم۔

نواب شجاع الدولہ تنہا
فرنگیوں کے پاس جاتا ہے
اور وہ از روئے مروت
کزہ و الہ آباد واپس
دے دیتے ہیں

بغزنگیان می فرشت :- وزیر کہ این ہجہ فوج نگہ می دارد،
سر بر سر شہا دارد * - چنانچہ گورنر بہادر کہ صاحب است،
بارادہ پر خاش پیشتر آمدہ بود، نواب وزیر کہ مراعات این
قوم، غالب بیش از بیش می نمود، تنہا پیش آنها رفت و گفت
من پاس شہا می کنم و از کسی دیگر فروتنی نخواہم کشید۔
درین ہر چہ خواستہ باشد، بشود۔ یا مرا ہجہ بہ کاکتہ
ببرند، یا ملک را بطور من گذارند۔ فرنگیان سکوک وزیر
دینہ دست از ہجہ چیز کشیدہ، کزہ و الہ آباد را ہم حوالہ
کردہ، رفتند۔ سپہر کاسہ باز، چوخ زدن آغاز کرد و زمانہ
دیگر گشت۔

شجاع الدولہ انگریزوں
کی مدد سے روہیلوں
پر حملہ کرتا ہے اور
فتح پاتا ہے

ترسیدہ بود، ضابطہ خان و سرداران چند بہ جمعیت دہ دوازده

هزار کس الف بر زمین کشیده*، اظهار این معنی نمودند که ما مردم دولت خواهانیم، سرتابی نمی توانیم کرد. وزیر اعظم نظر بر فضل نامتناهی الهی گفت که پس پشت فوج استاده باشند، اگر چه بعضی از سرکرده ها گفتند که این قوم غدار است رو نباید داد، مهاده در وقت جنگ موجب تشویش شوند، و چون وزیر جگر دار واقعی بود، پشت چشوی نازک کرده + گفت که "زور اینها را در نظر دارم، به یک تگ تگ بابخاک در آرم -

صاحبزاده آصف الدوله بهادر که حالا وزیر اعظم است، در تودن کارزار، سر گوم بسیار، بهر طرف که رومی آورد، گرد می انگیزخت، زنجیره توپ خانه بزرو تیغ می گسیخت. وقتیکه هنگام جنگ گرم ترشد، حریف که غرق آهن بود، از موم نرم ترشد. گوله ها به این بسیاری می رسیدند که بسیاری را بخاک و خون می کشیدند. چون زمین تنگ شد، حریف دید که گذر و گریز نیست، ناچار جگر از سنگ کرده، در میدان باستاد و دل از جهان برداشته، تن بهردن داد. زود بروی بهمان آمده، انبوه آن طرف بجان آمد، هوش از سر دلوران پرید، گوله بسینه اش رسید، صفوفها برهم خوردند، سر دشمن چون گوئی بردند. هرگاه در این لشکر ظفر اثر آوردند و نمودند رو هیلک ها زبان به تصدیق کشودند، که هر عمل را جزای، و هر کرده را سزائی است. چون یقین شد که او کشته افتاد، شکرانه این فتح وزیر سر بسجده نهاد. لشکرش

بغارت رفت و ناموس بگیر آمد* ، ملک سیر حاصل او همه در
تصرت وزیر آمد —

نصف خان که در این جنگ از اکبر آباد آمده ، ملحق لشکر
وزیر شده بود ، رخصت شده باز باکر آباد رفت —

میر صاحب فی خانہ	فقیر در آن ایام خانہ نشین بود ،
نشینی	بادشاہ انڈر تکلیف کرد ، نرفتم -
	ابوالقاسم خان پسر ابوالبرکت خان

کہ صوبہ دار کشمیر بود و بنی عم عبدالاحد خان مختار است ،
مرعات گونه بکار می برد ، گاہ گاہ با ملاقات می شد ، گاہ
بادشاہ ہم چیزے بچیزے می فرستاد :

مصرعے گاہ گاہ می گویم

کار دنیا ئے من ہمیں قدر است

وفات شجاع الدواہ	بعد این فتح عظیم وزیر اعظم ،
	امیر معظم ، بشکوه تمام ، داخل صوبہ

شد - چون چشم سپهر بدنبال + اهل روزگار می باشد ، گوئی
کہ چشمے † باین انبوه پر شکوه رسید - یعنی دستور جگر دار ،
کلان کار ، بسبب آب گردش Δ بیماری بهرسانید کہ تدارکش
دشوار بہ نظر می آمد - هر چند اطبا و فرنگیان بمعالجه سعی
نمودند ، اما فایده مترتب نشد - از هشیار سری چون دید کہ
بیماری بطول کشید ، خاف الصدق آصف الدواہ بہادر را کہ

* اے بقید آمد + دریغے خرابی کسے شدن
† چشم رسیدن - بہ بلائے عہن الکمال گرفتار شدن
 Δ یعنی تغیرات آب و ہوا

شایستہ کار و جوار و عالم مدار و مدوارہ فیض و احسان است،
 بر سفند وزارت نشاند، و از جهان فانی دامن افشاند۔ در
 ماتم آن امیر بزرگ عالمی سیاه پوش گردید، عجب سانحه
 بظہور رسید اگر ہزار سال چرخ چرخ میزند، تا این چنین جوان
 سردارے ھمہ تن جرأت، سراپا مروت، بہم می رسد۔

وفات مختارالدولہ اور
 حسن رضاخان کی نیابت
 بعد از چندے مختارالدولہ کہ اختیار
 کاروبار وزارت و صر بہ داری داشت،
 زمانہ اش فرصت فداک و نگذاشت،

از دست خواجه سرائے بسنت نام کشتہ افتاد، و سر بوادئی
 عدم نہاد۔ نوبت نیابت بہ حسن رضا خان سرفرازالدولہ بہادر
 رسید۔ و این سرداریست با تمکین، متواضع، متصف بہ حسن
 خلق، صفت کرم، بر صفت ھائے حمیدہ اش غالب، داجوئی
 وضیع و شریف را بہ حسن سلوک طالب، الطاف ہمیشہ سراچہ
 اکثرے را در می یابد، خدش سلامت دارن۔

بادشاہ کی طلبی پر
 نجف خان کا آنا اور
 عبد الاحد خان کا گرفتار
 کوفنا اور اس کا مرض
 سل میں مبتلا ہونا
 (سانحہ) بادشاہ از طلب کردن ژر
 مختار بے مزہ شدہ، بہ نجف خان
 ذوالفقارالدولہ نوشت کہ خود را بہر
 طور یکدہ داند، اینجا رساند او بایھائے
 بادشاہ شیرانہ و دلیرانہ روانہ حضور

گردید۔ از استماع این خبر کہ امیرالاسرا می آید، سرکن پرکن +
 با بنوہ، کھان معہ بادشاہزادہ عبد الاحد خان باھو سوار شدہ †،

دو روز پیشتر از نجف خان مسطور داخل شهر گشت، و در قلعه بندوبست کرده نشست - شوره برخاست که ذوالفقارالدوله آمد، بادشاه همین مختار را برائے پذیرا شدن * گفت، بتزک تمام رفت و ملاقات کرد - وقت سوار شدن هر دو بر یک فیل نشستند، نجف خان عبدالاحد خان را دور و منافق دانسته، بزبان داشته، تا دروازه قلعه بدرمی تمام آمد - ازین جا اشارتی به مردمان خود کرد که توپ رها کند و فوج من بلا تعاشا اندرون قلعه بروند و جا بجا ایستاده شوند - هر چند تفاوت میان هر دو یک پشت کار بود اگر می خواست، کار مختار می ساخت، اما نظر بر بندگی بادشاه که این هم بنده است، مرضی بادشاه را اول دریافت کنم، بعد ازان هر چه خواهد شد - خواهد شد چون با این هنگامه پیش بادشاه آمد، و ملازمت گردید، آقا دل پری دارد، می خواهد که این را نگذارد - از آن جا برگشته در میان بازار ایستاد و عرضی فرستاد که من از لحاظ حضور دست انداز نشدم، اکنون تا ازین جا عبدالاحد خان را با خود نبرم، نخواهم رفت - بادشاه در ظاهر گفت و شنود بهمیان آورد، و بیاطن گفت که بهر طوریکه باشد این را باید برد - چون مردمان مختار مجبور شده رفته بودند و سکهان یکسو شدند - ناچار قول و قسم بهمیان آورد، که نجف خان با من بد نکند و خواهان عزت من نباشد - بادشاه گفت: من ضامن شما، بے اندیشه بروید - چون چاره ندید و زمانه را بطور دیگر یافت، آخر روز بریک فیل سوار شده از

قلعه بر آمد - امیرالاسرا که در بازار انتظار می کشید ،
 خود هم سوار شده ، فیل این را برابر فیل خود کرده بخانه
 برد و آن جا نگهداشت - چند روز به ایت و لعل گذرانید
 که امروز پیش بادشاه میروم ، فردا می بروم ، بعد ازان گفته
 که آن جا رفته چه خواهند کرد ، بهتر اینست که پیش
 من باشند - لیکن هر مال و اموال او دست انداز نشد -
 بیست روپیہ روز از خانه خود کرده و چند خدمتکار پیش او
 گذاشته ، خود باسورات ملکی و مالی حضور مشغول شد -
 رفته رفته کار بجای کشید که سر بفلک رسانید - بسبب
 مرجعیت و علو مرتبت امیران را وقت مجرا بدست نمی
 آمد - روزی که بحضور می آمد ، در بار می شد ، و گرفته
 بادشاه باچند مصاحب بسر می کرد - چون جوان بود و
 شاهجهان آباد طلسم خانه یاران بعیش عشرتش مایل کردند ،
 باستعمال منہیات و تہاشائی زنان ، چنان پرداخت که قوت
 از بدن زایل شد ، آخر بمرض سل گرفتار شد - اطبا کوشش
 بسیاری در علاج او بکار بردند اما فایده ترقب نشد -
 چون مایوس شد ، بحسرت می گفت که :- من هیچ نمی
 خواهم ، جز این قدر که زنده بمانم - در بیہاری او زمانہ
 رنگ دیگو گرفت -

<p>فقیر کہ خانہ نشین بود ، خواست کہ از شہر بدر زند ، از جہت بے اسبابی حرکت متعذر بود - برائے</p>	<p>آصف الدولہ کا میر صاحب کو طلب کرنا</p>
--	--

نگہداشتن عزت من ، در خاطر نواب و زیورالممالک آصف الدولہ

بہادر آصف الملک گذشت کہ میر پیش من فیاید - بطاسم
 نواب سالار جنگ پسر اسحاق خان موتمن الدولہ، و برادر خورد
 نواب اسحاق خان نجم الدولہ، کہ خالوے وزیر اعظم
 می شوند، نظر بر ربط قدیم کہ خالوے من بایشان بود،
 گفتند "اگر نواب صاحب از راہ عنایت، جہت زادراہ،
 چہزے عنایت نہایند، میر البتہ بیاید - اشارتے رفت کہ
 چہنیں باشد ایشان چیزے از سرکار گرفتہ، خطے بہن بندوشند
 کہ "نواب والا جناب شمارا می خواہد، باید کہ بہر طوریکہ
 دانند، خود را از این جابرسانند" - من کہ دل برداشتمہ نشستمہ
 بردم، بہجرد دیدن خط برخاستم و روانہ لکھنؤ شدم -
 چون ارادہ الہی متعلق بود، بے یار و یاور و بے قافلہ و
 رہبر، در چند روز از راہ فرخ آباد، گذر افتاد -
 مظفر جنگ کہ از رئیس آن جا بود، ہر چند خواست
 کہ چندی پیش من بہانند، دل من آن جا آب نخورد -
 بعد از یک دو روز روانہ گر دیدہ بہنزل مقصود رسیدم -
 دل بخانہ سالار جنگ رفتم، ایشان را خدا سلامت دارن،
 عزت بسیاری نمودند - و آن چہ می بایست بجناب ہندگان
 عالی گفتہ فرستادند -

پس از پنج چار روز اتفاقاً نواب	نواب آصف الدولہ سے ملاقات
عالی جناب، بتقریب جنگا نیدن	
اخرس، تشریف آوردند، منکہ آن جا	

بودم، ملازمت حاصل نمودم - از فراست دریافته فرمودند
 کہ میر مجہد تقی است! بعنایت تمام بغل گیر شدہ، پاخورد

در نشینہ * بردند ، و شعر ہائے خون مخاطب نہودہ خواندند۔
 گفتیم ” سبحان اللہ کلام الملوک ملک الکلام “۔ از فرط مہربانی
 مکلف من ہم گردیدند ، آرزو چند شعر غزل التماس نہودم۔
 وقت برخاستن نواب ، سالار جنگ گفتند کہ ” حالا میر
 حسب الطلب آمدہ است ، بلندگان عالی مختار اند ، جاے برای
 ایشان نہایند و ہر وقتیکہ خواستہ باشد ، طلبداشتہ صحبت
 دارند “۔ فرمودند ” من چیزے معین کردہ ، پیش صاحب
 می فرستم “۔ بعد از دو سہ روز یاک فرمودند ۔ حاضر شدم ، و
 قصیدہ کہ در مدح گفتہ بودم ، خواندم ۔ شنیدند و بلطف تہامم
 در سلک بندگان منسلک گردانیدند و عنایت و مہربانی بحال
 من مبذول دارند —

بعد از آمدن من این طرف ، آنجا کہ
 نجف خان بر بستر افتادہ بود ،
 فوت کرد ۔ کاروبار حضور در ہمی
 پذیرفت ، غلامان او مثل نجف قلی

دلی میں نجف خان کا
 انتقال اور مرزا شفیح
 کی وزارت

خان ، و افراسیاب خان ، و دیگر سرداران ، ہر کسے بطرف
 خود کشید ۔ چندے کشاکش درمیان ماند ، آخر مرزا شفیح کہ
 از برادران او بہد ، ہوائے تنبیرہ سکھان فوج کشی می کرد ،
 باشارہ حضور حاضر شد و عبدالاحد خان را عہوی خود
 قرار دادہ ، از قید رہا کرد ۔ و دیوانی خالصہ دہانید ، و خود
 بر مسند ریاست نشست —

(سانچہ) چون سفاک و جوار بود ، ہر یکے ازو خطر ماند

می ماند؛ از سرکشی غلامان نجف خان بے مزه شد؛ در شهر طرح جنگ انداخت؛ و نجف قلی خاوه را اسیر ساخت - افراسیاب خان آمده؛ در ظاهر به سرزای مذکور پیوست - چون دولت این بابا مستعجل بود؛ چند روز نکشید که "اطافت" خواجه سرائیکه از طرف وزیر الممالک بحضور می بود؛ و فی الجمله روزی همداشت؛ و فرنگی از اقربای سهره فرنگی باهم ساخته هیچگاه او را یافتند درد از بر تافتند - بادشاه را نیز فهانیدند که این عزیز بے تمیز است - چون آه او پختند؛ و او هم خبر شد؛ یک آه پختن * صبر کرده از شهر بدر زد؛ و عبدالاحد خان را با خود برد - با خبردار شدند؛ خبر او نیافتند - بادشه شقه ها به سردان شهر و اطراف نوشت که هر جا که بیابند؛ نگذارند؛ و بحضور بیارند - نوشته بسردار بلم کهو نیز رسید - اتفاقاً این آنجا رفته فرود آمده بود؛ سردارے آن قلعه نوشته را نمود؛ مضطرب گردید - عبدالاحد خان را پیش او گذاشت و خود راه گریز اختیار کرد - یک منزل دو منزل پیش رفته؛ متوقف گشت - در اکبر آباد که احمد بیگ همدانی تسلط داشت؛ باو عهد و پیمان درست نمود؛ بجنگ یاران حضور مستعد ساخت - او با بست هزار کس همراه او شده روانه گشت - این جا فرنگی و خواجه سرا و دیگر اعزّه بادشاه را از شهر بر آورد؛ خیمه بر لب دریا استاده کردند - غافل از ریسهان † تابیدن او که تا قتل

† کلاه از کله -

• یعنی باندک مدت -

همراه است؛ بطنطنه تمام قریب رسیدند. بادشاه چون دید که کار او بالاست، لطافت علی خان خواجه سراے و فرنگی را بزای آوردن او پیش فرستاد. آنها دویدند، خواجه سرا را گرفتند، و فرنگی را کشتند. بادشاه بجزأت تمام خون را نگهداشت، زور آنها نیز پیش نرفت، بجواب و سوال پرداخته، بسیار کسان را به وعده و وعید از خون ساختند. هرگاه دیدند که بادشاه، بے جنگ و جدل بدست نمی آید عبدالاحد خان را در میان داد، قول قسم بکار بودند، و اظهار رسوخ و بندگی نمود، از خیمه بقلعه آوردند. نجف قلی خان و افراسیاب خان و عبدالاحد خان یک دل شده، بکار بادشاهی دخل کردن آغاز نهادند. با همدانی که سرزا شفیع وعده و وعید داشت، هیچ نداد. او چند توپ و رهکله گرفته، روانه اکبرآباد گودید. این جا بعد چند روز افراسیاب خان به معاللات خون رفت و سرزای مذکور با نجف علی خان در شهر جنگیده، او را بدست آورد. پیش بیگم که همشیره نجف خان است، فرستاد و عبدالاحد خان از خانه خود آمده، به چرب زبانی باز کار خود را پیش برد. بیگم مسطور شفیع شده، نجف قلی خان را و رها نید. و بجائے داد وردانه ساخت. رفته رفته تسلط سرزا شفیع خوب شد. بیرون شهر آمده، متوجه ملک گیری گشت. چون همه ما ازو دلجمعی نداشتند، افراسیاب آمده، همدانی را آورد و مقرر کرد که سرزا برای دلدھی همدانی بخیمه او بیایه، آوردند و بعد او را کشتند. بعد کشته شدن او دور دور افراسیاب خان شد، کار ریاست باو رسید. همدانی باز

بہکانہاے خود رفت۔ ایشان در حضور امیرالاسرا شدہ، بکار بادشاہی مختار گشتند —

(سابعہ) این جا وزیر اعظم، امیر مکرم، برائے پذیرہ شدن گدورفر بہادر، کہ از کلکتہ حسب الارشاد می آمد، و غالب این تہام ملک او بود، روانہ	گورنر کا لکھنؤ آنا، اس کا استقبال اور مہمانداری
--	---

شدند۔ گرد فوج تا آسمان می رسید، این سفر تا الہ آباد کشید۔ از آمد آمد صاحب مسطور، سرداران این ضلعہ ہمہ سر حساب شدہ، مہیائے دیدن او شدند۔ یک منزل پیشتر، بانواب گردون جناب، ملاقات شد۔ از آنجا با خود در لکھنؤ کہ محل سکونت است، آوردند۔ و در ہر منزل ضیافتی جدائے اتفاق می افتاد، و خیمہ ہائے نو و طعاسہائی خوب، و اسپان ترکی و تازی، و فیلان کوسہ پیکر، کشتی ہائے پوشاک و جواہر، بیش بہا، و شربتہائے خوشگوار، میوہ جات لاتحصی، تحفہ ہائے نغز این جا، شمشیر ہائے جنوبی و مغربی، و کمانہائے چاچی۔ ہر گاہ در دارالقرار لکھنؤ آمدند و داخل دولت خانہ شدند۔ فرش بوقلمون ہر روز، در گوشہایش، طلای لعلخہ سوز، اطراف مکان گلاب پاشیدہ، بستر خواب مالیدہ، لباس بوئے خوش برداشتہ، فروہ مخمل پانگداشتہ، دیوار ہاے سیم گل کردہ، ایوانہائے مرتب بخچی و پردہ، بہار عنبر • طرفہ بساطے گستردہ، مکان گرد از بہار بند بردہ +، پستہ و بادام

بو داد * ، نقل فرنگی برائے تنقل نهاد ، شبہا رقص زنان
 پروش نے نے از حوران بہشتی ہم دلکش ، گلدانہائے شیشہ و
 چینی بسلیقہ چیدہ ، طاقہا پر از میوہ ہائے رسیدہ ، رقص
 فرنگچی ، تہاشائے خوشی ، خانہ جائے خوشی ، ہوائی خوشی ،
 شام سیم بندی کردہ + ، آتش بازی می آوردند - ستارہ و
 ہوائی سر بفلک میزدند ؛ تہاشائے چراغان دل از دست
 ربودے ، مہتابی شب را روزے نمودی ، سائبان زر بفت بدین
 خوبی کشیدہ کہ دیدہ خورشید مثل اوندیدہ - امیران سر گرم
 پاسداری ، راجہ ہا در خدمت گذاری ، مدح خوان شاعران
 مربوط ، جوانان مضبوط ، در ہر خانہ داربست خوب ، ظل
 مہدود و ماء مسکوب ، نوگسدانہا برابر جلوہ پرداز ، چون
 باغ بذظر † بروت بہ از سیم مذاہب § خوب بر آمد - از آب گلہائے
 فالودہ الوان شربت آن شیرہ ، جان ، اقسام نان در وقت طعام نان ،
 بادام ، بنزاکت تمام ، شیرمال باقرخانی بر خورشید گرم
 نواخانی ① - ، نان جوان بہ آن گرمی و خوبی بود ، کہ پیر از
 خورد آن پیر افشانی می نمودند - نان ورقی چنان کہ اگر
 وصفش کنم ، دفتر شود ، نان زنجبیلی کہ ذایقہ از درکش
 معظوظ تر شود ، انواع قلیہ و دو پیازہ ، در میان نهاد ،
 نان مہمانان ہمہ بروغن افتادہ ، اقسام کباب بردستار خوان

* بریان کردہ + یعنی چراغان کردہ † بمعنی پائین باغ —

§ گذاختہ — ● کلابہ کردن —

دل در پودی کار جوانان کردن —

کشیدہ، کباب گل * بخوبی و تازگی رسیدہ۔ کباب خوش نہک
 ہندی دلہارا از دست می برد۔ کباب قندھاری + امزجہ سوئے
 خود می آورد، کباب سنگ † از سختی کشیدگان راہ کوفت زایل
 می کرد، کباب ورق عجب نسخہ برشتہ بود کہ طبایع را
 مایل می کرد، کباب ہائے متعارف ہمہ باسزہ و با نہک -
 قابادہ دہ گذاشتہ، پیش یک یک پلاہا انواع و آشہا اقسام،
 عجب آس درکاسہ، سبحان ذی العبود والا کرام -

مہمانے باین وفور، میزبانے همچو دستور، مہمانے باین
 شوکت، میزبانے باین دوات، مہمانے باین حسن اخلاق، میزبانے
 باین ریاست آفاق، مہمانے باین خوبی و خوش معاشی،
 میزبانے چون خورشید بہ این زر پاشی - مہمانے باین عقل کامل
 میزبانے باین لطف شامل، چشم روزگار فدیدہ، و گوش عقلا
 نشنیدہ - بدین گونہ روز و شب تاشش ماہ گخت و شنود، وباہم
 معاش و مشورت و صحبت بود -

بادشاہ کو فرنگیوں سے
 ملانے کے لئے اکبر آباد لانا
 ہرگاہ این خبر بحضور رسید، ہریکی
 از امرایان آنجا بفکر خویش افتاد،
 عبدالاحدخان کسان را اینجا فرستاد

با فرنگیان ساخت - افراسیاب خان وغیرہ را گمان شد کہ فونگی
 اینجا خراہد آمد - چون زبردست است، بادشاہ را بطور خود نگاہداشتہ
 آس ماخراہد پخت - بہتر آنست کہ بادشاہ را باکبر آباد

* نوعے از کباب + قسمے از کباب

† کبابے کہ بر سنگ گرم کنند -

○ آس کیسے پختن، در فکر کیسے بودن

بہریم و مردمان را گرد آوریم، و مرہتہ کہ منصرف رانائی کوہد والہ است، از آن خود کردہ، پیغام با فرنگی کنیم - اگر جنگ اتفاق افتد، افتد، و گرنہ ازین دبدبہ ہمانجا باشند۔ چنانچہ بادشاہ را برآورده بہ اکبرآباد رفتند و در راہ عبدالاحد خان را معہوس ساختند -

شاهزادہ حواں بخت | (سانحہ) وقتیکہ بہ شہر مسطور
کا نواب وزیر اور | رسیدند، پادشاہزادہ جوان بخت از
فرنگی کے پاس آنا | آنجا گریختہ، پیش نواب وزیر
و فرنگی آمد۔ مضطرب با مرہتہ عہد و پیمان درست کردند
او جانب ایشان گرفتہ، گفت و شنود فرستادن شہزادہ
درمیان آوردند۔ این جافرنگی بزبان داشتند کہ کار ملک
خود کہ کلمتہ باشد، مد نظر داشت -

گورنر کا واپس کلمتہ | بعد چندے پادشاہزادہ را ہمراہ
جانا اور شاہزادے کو | گرفتہ، از وزیرالممالک رخصت شد
واپس بھیج دینا | و رفت - ہنگام وداع بہرمدان
صاحب نواب والا جناب چنان انعام بی احصا مبدول
داشت کہ در قیاس نگذرد۔ بہر کس اسپ و فیل و قبای
بہر بے سر و پا سراپائی + -

چون صاحب از راہ دریا متوجہ شد و وزیر بدارالقرار
خود آمد مرہتہ و افراسیاب خان با معہد بیگ ہمدانی
ارادہ پرخاش کردند، او ہم سر فروں نیاوردہ، بجبگ

اینہاں ایستاد، و درہمین اقمناکس میر زین العابدین برادر
 مرزا شفیع خنجرے بافراسیاب خان حوالہ کرد۔ بعد از
 دو چار روز مرد۔ حالاً سرداری در حضور نیست، بادشاہ
 بے زور است؛ غالب کہ دور دور مرہتہ شود۔ بعد این
 سائنحات فوج مرہتہ و احمد بیگ ہمدانی باہم جنگیدند،
 چون دست بر او نیافتند، عذر کردہ ہمدانی مذکور را
 بگیر آوردند *۔ این جا صاحب کہ بادشاہزادہ را باخود
 بردہ بود رخصت کرد، چنانچہ برگشتہ آمدہ اند، یا در
 اطراف می مانند، یا پیش بادشاہ می رسانند۔ بالفعل سایہ
 دوات نواب عالی جناب می گیرند، آنچه ایشان می گویند،
 می پذیرند۔

میر صاحب کا ذواب	این جا فقیر با نواب عالی منزلت
وزیر کے ساتھ شکار	است در دعا کوئی ایشان بسومی
میں جانا اور شکار نامہ	کند۔ بندگان عالی برائے شکار قا
موزوں کرنا	بہرائیچ رفتند، من در رکاب بودم،

شکار نامہ موزوں نہو دم۔ بارے دیگر باز برائے شکار
 سوار شدند، تا دامن کوہ شہالی تشریف بردند۔ اگرچہ مردمان
 از نشیب و فراز این سفر دور دراز سخت خوردند، لیکن
 شکار چنبن و فضائی چنبن و ہوائی چنبن ندیدہ بودند۔ بعد
 از سہ ماہ بدارالقرار خود آمدند۔ فقیرے شکار نامہ دیگر
 گفتہ بحضور خواند، دو غزل از غزلہائے شکارنامہ افتخاب
 زدہ، خود بدولت مخمس کردند۔ بخوبی کہ می بایست،

و در زمین غزل پسند افتاده، غزل دیگر فرمایش نمودند -
 آنهم از فضل الهی گفته شد، زبان مبارک به تعسین کشادند،
 و داد سخنوری دادند -

درین ایام بسبب آبگردش بعد عشره محرم الحرام
 در مزاج عالی شد، استعلاج نمودند، نصیب اعدا بطول کشید -
 عالمی از خیر و خیرات بهره اندرز شد، و هر کس دست
 بدعا افراشت - حکیم مطلق و شافی برحق شفا داد، بر ما
 و بر عالمان ملت نهاد، ع :-

الهی تا جهان باشد تو باشی

مرهتوں کا تسلط | (سانحه) چون در حضور بادشاه از
 غلامان نجف خان که مسلط بودند،

کسے نہاند، مرهتہ کہ قریب ہوں، تسلط بہہر ساینده، کوس
 لہن الملک زد - بادشاه مرهتہ را مختار ساخت، و روہائی
 مردمان نجف خانی بخاک انداخت: اثر مشورہ باو دارند
 و امورات را بطور او می گذارند - فوج مرهتہ بہ شاہجہان آباد
 ہم رفت: زبان زد است کہ تسلط یافت - سکھان کے اطراف
 شہر را می تاختند، حالاً سر حساب شدہ اند، چراکہ
 کہان دکھنیاں نہی توافند کشید و بگرد میدان داری اینان
 نخواہند رسید بادشاه بیوون شہر اکبر آباد خیمہ داشت،
 پس از چند روز روانہ دہلی شدند - عبدالاحد خان را در
 عالی کدہ کہ در تصرف ہمیشیرہ نجف خانست، اکثر مردمان
 نجف خان در آن قلعہ جمع اند، فرستادہ: مفید ساختند -
 مرهتہ مالک الملک است، ہر چہ می خواہد می کند، بادشاه

را چیزی دست برداشته میدهد و هر جا که می خواهد، می برد - چنانچه در شهر یکماه ماند و به علی گده برد، ده پانزده روز بجنگ کشید، آخر بعهد پیمان بیگم را برآورد، ازو چیزی از سال نجف خان گرفت و گذاشت - از آنجا بادشاه را بر اچپوتان برد، آنها استادگی کرده اند، بعد از چند روز صالح از راجپوتان نهوده، بادشاه بشهر دهلی آمد و مرهته در شهر اکبر آباد ماند - چون خیال راجپوتان در سر داشت، باز فوج کشی کرده به آن طرف رفت - راجه ها همدانی را که سردار نجف خانی بود، طلب داشته رفیق خود کردند - جنگ بمیان آمد، همدانی جرأت نمود و گشته شد - سرداری بجای او مرزا اسمعیل که همشیره زاده او بود، یافت - این بابا بجسارت تهاجم جنگید، بلا مرهته را بر چید، شکست فاحشی شد، آلات جنگ و اسباب مرهته بالکل رفت - جان خود را غنیمت دانسته گریخت و به اکبر آباد آمد - آنجا هم مرزا اسمعیل رسیده، ازان شهر بر آورد و قلعه را خود چسپید - جنگ قاعه بطول کشید، مرهته صرفه خود بطرف دیگر دید، بادشاه از شهر بر آمده، به نجف قلی خان که جانب حصار بود، رفت - آنجا جنگ بسیار شد، آخر الامر از نجف قلی خان چیزی گرفته بشهر رسید - درین حال پسر ضابطه خان که غلام قادر نام داشت، بعد از پدر خود متصرف سهارنپور و غیره بود - زور به بهرسانیده و فوج سکهان را همراه گرفته آمد - اکثر محالات پادشاهی که میان دو آبه بودند، ضبط کرد؛ قریب رسیده، از بادشاه چیزی خواست - بادشاه جواب داد - او

آذروے آب مورچال بستہ، مہیائے جنگ شد چنانچہ یک ماہ کسری زیادہ جنگید۔ بادشاہ اگرچہ فوج و زورے نہداشت، بہ دندان چسپیدہ، آن بلا را برچید۔ آن از آنجا برخواستہ، تا گرد اکبر آباد تسلط کرد۔ این جا کہ مرزا اسمعیل بیگ در شہر بقلعہ چسپیدہ بود، روز آن را دیدہ، دستار بدل شد و عہد و پیمان بہمان آمد کہ با مرہتہ ما و شہا بالانفاق خواہیم جنگید۔ بعد از چند روز مرہتہ کہ ارادہ آن طرف چنبل داشت، یلغار کردہ، رسید۔ درین روزها این جا شاہزادہ صاحب عالم بود، لیکن تغافل کرد، تنہا جنگ بر سر مرزا اسمعیل افتاد، آن بابا پایے جسارت افشردہ، این جنگ را ہم زد۔ مرہتہ گریختہ آن طرف گوالیار کہ در تصرف او بود، اقامت کرد۔ بعد از چندے فوج دیگر طلبداشتہ، سرگرم پرخاش شد۔ دہ پانزدہ روز در ظاہر اکبر آباد جنگ شد، آخر شکست مرزا اسمعیل اتفاق افتاد۔ غلام قادر خان تہاشائی ماند، مرزای مذکور فرار کردہ پیش غلام قادر آمد۔ این را دید کہ در احتیاط خود است و بکار من نمی پردازد، ناچار پیش او ماند، و بعد از چند روز ارادہ ملک خود نہودہ، روانہ شد —

غلام قادر کاجور وستم	ناظر پادشاہ کہ غلام قادر را پسر
اور بادشاہ کی آنکھیں	خواندہ بود، فوشت کہ شہا این جا
فکال لینا	بیائید، گفتہ من پادشاہ نمی شنود،

یعنی طرف مرہتہ نمی گذارد۔ ایشان هر دو بشہر رفتند، پادشاہ خود زورے نہداشت، بہ مشورت ناظر نہک بہ ہرام بندوبست در قلعہ کردہ بادشاہ را برداشت، و سلوکی کہ

فہمی بایست کرد، و تمام قلعہ را غارت کرد، و با پادشاہزادہا
 آنچه نہ کردن بود کرد۔ زر بسیارے بدستش آمد۔ چشم پادشاہ
 بر آورد و بادشاہ دیگر کرد؛ چون تسلط کلی یافت، ناظر را نیز
 قہد نمود، و بر شہر ہم کار تنگ گرفت۔ چون غلبہ از حد
 فزون گشت، از مرزا اسمعیل پے ہیچ بے مزہ شد و در چیز
 دادن کوتاہی کرد، آن عزیز با مرہتہ صلح کرد۔ درین هنگام فوج
 مرہتہ قریب رسید؛ بعضے از سرداران داخل شہر شدند؛ روہیلہ
 قلعہ بند گشت، و هنگام شب از راہ خضری دروازہ، معہ فوج
 و اسباب و زر و مال خود و پادشاہزادہا را و ناظر را و
 از احقان او را نیز ہمراہ برد۔ نزد شاہ درہ با فوج سنکر
 بستہ استنادگی کرد؛ اخرا لاسو مرہتہ ہا بے حیائی او دیدہ،
 آن روے آب رفتہ، مقید جنگ شدند۔ گاہے ایشان غالب
 می آمدند و گاہے آن ملعون۔ چون قریب یک ماہ کشید،
 علی بہادر نام سردارے از دکن آمد و گرم جنگ روہیلہ شد۔
 بعد از دو سہ جنگ بجزرات تہام او را اسیر کردند۔ سال او
 اسباب معہ بادشاہزادہا ازو گرفتند و قید داشتند۔ و پادشاہ
 ہمان شاہ عالم کور را مقرر داشتند، و قلعہ را حوالہ جاتان
 نمودند، و صد روپیہ روز بہ بادشاہ می دہلد، و بر تہام ملک
 متصرف اند۔ آن ملعون را بخواری تہام کشتند، حالا پادشاہ
 مرہتہ است، ہر چہ می خواہد می کند۔ باید دید کہ چنین تا
 کجا خواہد بود۔

(القصہ) جهان عجب حادثہ گاہیست

چہ مکانها خراب گشتند، و چہ جوانان

عبرت و خاتمہ

از هم گزشتند* چه باغها ویرانه شدند، چه بزم ها افسانه
 شدند، چه گلها افسردند، چه جوانان مردند، چه مجلسها
 برشکستند، چه قافله ها رخت بستند، چه عزیزان ذات کشیدند،
 چه مردمان بجان رسیدند - این چشم عبرت بین چها دید و این
 گوش شنوا چها شنید:

هر کاسه سر ز افسرے می گوید
 هر کهنه خرابه از درے می گوید
 دنیاست فسانه پاره ما گفتیم
 و آن پاره که ماند دیگرے می گوید

درین مدت کم، این یکقطره خون که داش می نامند، انواع
 ستم کشید، و همه خون گردید - مزاج فاسزای داشتیم، ملاقات
 همه کس نداشتیم - اکنون که پیری رسید، یعنی عمر عزیز
 بشصت سالگی کشید، اکثر اوقات بیمار می باشم، چندے دره،
 چشم کشیدم؛ ضعف بصر، چشم خود دیدم، عینک خواستم و
 دست بهم سودم، نظر بر این شعر ترک نظر بازی نمودم:

دیده چون محتاج عینک گشت فکر خویش کن
 بر نفس دارنده روز واپسین آئینه را

از رجح اسنان خود چه گویم، حیران بودم، که چاره تا کجا
 جویم، آخر دل برکندم، و یک یک را از بیخ برکندم:

روزیء خون را برنج از دره دندان میخورم
 نان بخون تو میشود تا پاره نان می خورم

غرض که از ضعف قوی و بے دماغی، و نا توانی، و دل شکستگی،
و آزرده خاطر، معلوم میشود که دیر نخواهم ماند، زمانه هم
قابل ماندن نهانده است، دامن باید افشاند - اگر خاتمه
بغیر شود، آزرده است و گر نه اختیار در دست اوست —







